الحمد للہ کتاب برکات نصاب مسمّٰی بنام تاریخی

حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات

جسمین ساڑھے چارسو نصوص سے تمام اموات کا زائرون کو دیکھنا پہچاننا اُنکا کلام سُننا سمجھنا اولیاے کرام کا مزارات عالیہ سے تصرفات وفیض وامداد ومشکلکشائی وحاجت روائی فرمانا دُور ونزدیک سے اُنھین ندا اُنسے طلب ودعا جائز ہونا آفتاب روشن کی طرح منجلی کیا اور انکے علاوہ پچاس سے زائد دلیلون شاہدون جوابون اور سو سے زائد قاہر اعتراضون سے منکران سماع موتی کے شبہات کو رنگ بطلان دیا

متضمن بذیل اہم اجل واعظم مسمّٰی بنام تاریخی

۱۶ ھ ۱۳

الوفاق المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین

جسمین دربارہ سماع موتی مسئلہ یمین وکلام مشایخ حنفیین ایسی قاہر وباہر وجہ سے حل کیا جس کا نظیر نظر آسمان سے نہ گزرا ہے دلائل قاطعہ اور خود انھین مشایخ کی کلمات ساطعہ سے مبرہن کردیا کہ ہرگز ہرگز اس مسئلے اور اُس کلام مشایخ کا کوئی حرف اصلا مخالف کے موافق نہین

ہر دو از تصنیف امام اہلسنت قامع بدعت ناصر ملت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت مولنا مولوی مفتی **احمد رضا خانصاحب**

قادری برکاتی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ

مولنا مولوی حکیم ابوالعلا امجد علی صاحب اعظمی قادری رضوی نے اپنے اہتمام سے چھاپکر شائع کیا

مطبوع مطبع اہلسنت وجماعت واقع بریلی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق الانسان ؛ علمہ البیان ؛ واعطاہ سمعا وبصرا وعلما قرآن ؛ وجعلہ مظھرا لصفات الرحمن ؛ ولم یجعلہ معدوما بفناء الابدان والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان ؛ علی السمیع البصیر العلیم الخبیر الملک المستعان ؛ المولی الکریم الرؤف الرحیم العظیم الشان ؛ سیدنا ومولٰنا **محمد** النافذ حکمہ فی عوالم الامکان ؛ وعلٰی آلہ وصحبہ وابنہ **الغوث** الباھر السلطان ؛ الحی المنعم فی القبر المکرم بفضل المنان ؛ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ یحیٰی بھا وجہ الدیان ؛ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ شھادۃ توردنا موارد الرضوان ؛ فصلی اللہ وسلم وبارک وانعم علی ھٰذا الحبیب القریب الملتجی البعید المرتقی الرفیع المکان ؛ وعلی الہ وصحبہ وعیالہ وحزبہ اولی العلم والعرفان ؛ وعلینا معھم وبھم ولھم یا جلیل الاحسان ؛ وجمیل الامتنان آمین آمین الٰہ الحق آمین اما بعد یہ معدود سطریں ہیں یا منضود سلکیں تنقیح مسئلہ علم وسماع موتٰی وطلب دعا بمشاہد اولیا میں جنھیں افقر الفقرا احقر الوریٰ عبد المصطفٰی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی اصلح اللہ عملہ وحقق املہ نے اوائل ماہ رجب ۱۳۰۵ھ ہجریہ کی چند تاریخوں میں رنگ تحریر دیا اور بلحاظ تاریخ **حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات** ۱۳۰۵ھ

سے مسمی کیا اس سے پہلے کہ فقیر غفرلہ نے چند کلمے مسمی بہ الاھلال بفیض الاولیا بعد الوصال
جمع کیے تھے اونکے اکثر مطالب و مضامین بھی اس رسالہ کے بعض انواع و فصول مین مندرج
ہوئے اب یہ عجالہ نہ صرف علم و سماع موتی کا ثبوت دیگا بلکہ بحول اللہ تعالی خوب واضح کریگا کہ حضرات
اولیا بعد الوصال زندہ اور اونکی تصرف و کرامات پائندہ اور اونکے فیض بدستور جاری اور ہم غلامون
خادمون محبون معتقدون کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری والحمد للہ القدیر الباری -

یہ رسالہ حق سے متصل باطل سے منفصل مقدمہ و سہ مقصد و خاتمہ پر مشتمل وحسبنا اللہ
ونعم الوکیل ھو مولٰنا وعلیہ التعویل **مقدمہ** باعث تالیف مین سلخ جمادی الاخرہ ۱۳۰۵ھ
کو ایک مسئلہ بغرض تصدیق و اظہار ادعای طلب تحقیق فقیر کے پاس آیا صورت سوال یہ تھی
بسم اللہ الرحمن الرحیم - چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین درین باب کہ ایک
بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا اوسوقت یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ اے بزرگ
برگزیدۂ درگاہ کبریائی آپ اللہ پاک سے میرے واسطے دعا کیجیے کہ حاجت میری فلانی بر آوے
کیونکہ آپ بزرگ ہین بطفیل رسول مقبول صلعم واسطے اللہ کے حاجت بر آوے بعدکو کچھ فاتحہ و
درود شریف پڑھا اور پیشتر ہین پڑھا یون مزارگاہ مین جانا اور دعا مانگنا اور زیارت کرنا جائز ہے
یا نہین زیادہ والسلام فقط انتہی بلفظہ اسپر بعض اجلۂ مخادیم کا جواب مزین بمہر و دستخط جناب
تھا جسمین صاف صاف صورت مذکورہ کو شرک اور ادنی درجہ شائبہ شرک قرار دیا اور دلیل مین
ایک نئے طور پر اصحاب قبور کے انکار سماع بلکہ استحالہ و امتناع سے کام لیا تحریر شریف یہ ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم - اسمین شک نہین کہ زیارت قبور مومنین خاصۃً بزرگان دین اور پڑھنا
درود شریف اور سورۂ فاتحہ وغیرہ کا اور ثواب خیرات اموات کو بخشنا مندوب و مسنون ہے
جسپر حدیث شریف جناب سید الثقلین صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور
فزوروھا نص صریح ناطق لیکن بزرگان اہل قبور کو خطاب طلب دعاے حاجت روائی خود کرنا
خالی از شائبہ وشبہہ شرک نہین کیونکہ جب درمیان زائر اور مقبور کے حجب عدیدہ سمع و بصر حائل

تو سماع اصوات اور ابصار صور محال اگرچہ بعض اموات کو بوجہ قطع تعلق از مادہ زیادت ادراک بھی
حاصل ہو لیکن یہ مستلزم اسکو نہیں کہ بلا توجہ خاص جسکا انکشاف حال خارج از علم زائر اور بحیز
اختیار پروردگار عالم ہے بروقت دعا زائر کے وہ بزرگ اسکی دعا کو سن لیں جب زائر بلا حصول
علم مرتکب سوال کا ہے تو گویا سائل نے اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا ہے اور
نہیں ہے یہ اعتقاد مگر شرک اور ادنی درجہ شائبہ و شبہ شرک تو بالضرور ہوا جس سے احتراز و
اجتناب لازم و واجب فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اسکا بیان بتصریح تام موجود از انجملہ
ہے سورۂ یوسف میں وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون اور حدیث شریف میں ہے
من حلف بغیر الله فقد اشرك اور اس حرمت کا سبب سوائے اسکے نہیں کہ حالف کی اس
قسم غیر خدا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے
جو معنی شرک ہے واللہ اعلم مہر شریف

اس جواب کو دیکھکر زیادہ تر حیرت یہ ہوئی کہ مولوی صاحب کی کوئی تحریر ان خرافات محدثہ میں آجتک
نظر سے نہ گزری تھی گمان یوں تھا کہ قصداً احتراز فرماتے ہیں بلکہ غلو منکرین کو خود بھی لائق انکار
ٹھہراتے ہیں طرفہ تر یہ کہ پہلی بسم اللہ قلم کو اذن رقم ملا تو یوں کہ طرز ارشاد فریقین کے مضاد پھر
سراپا نا تمامی تقریب و ناکامی مدعا و اجنبیت دلیل و بے تعلقی دعوے اگرچہ حضرات نجدیہ کا قدیمی
دستور مگر فضیلت سے بغایت دور فقیر کو بعض وجوہ سے مولوی صاحب کی رعایت ایک حد تک
منظور و لہذا ان سطور میں نام نامی مستور و نامسطور مگر اظہار حق بنص قرآن ضرور اور حدیث صحیح میں
الدین النصح لکل مسلم ناتو میرا قصد تھا کہ اس مسئلے میں تحقیق بالغ و تنقیح بازغ سے کام
لوں اور بمعرض تفصیل جامع و تحریر لامع سے اختتام دوں کہ براہین اثبات کا حصر وافی ہو آزہاق

شبہات کا احاطہ کافی ہو مگر جب دیکھا کہ خود جواب جناب مذہب منکرین سے منزلون دور اور اکثر
اوہام جو ادھر سے پیش ہوتے ہین آپہی کی تحریر سے ہباءً منثورا تو مجھے بہت کفایت مؤنت و کمی
مشقت ہوئی اور آخر راے اسپر ٹھہری کہ بالفعل جناب کی تقریر خاص پر جو اعتراضات میرے ذہن
مین ہین گزارش کر کے چند آثار و احادیث و اقوال علماے قدیم و حدیث و نبذی بحث اصل مدعا یعنی
ارواح طیبہ سے طلب دعا اور بعد وصال اونکا فیض و نوال لکھکر ختم کلام کرون اور بقیہ تحقیقات
باہرہ و تدقیقات قاہرہ جو بحمد اللہ حاضر خاطر بندہ قاصر ہین اونھین بشرط جواب مولوی صاحب
دور آئندہ مجہول رکھون با اینہمہ یہ مختصر رسالہ انشاء اللہ تعالی ثابت کردیگا کہ **مولوی صاحب کی**
یہ چند سطری تحریر اور اوسپر مع اونکے اصل مذہب کے چارسو وجہ سے دار و گیر واللہ المعین و بہ نستعین

المقصد الاول فی الاعتراضات و ازالۃ الشبہات

اور اسمین دو نوعین ہین **نوع اول** اعتراضات مقصودہ مین۔ شاید مولوی صاحب نام اعتراض
سے ناراض ہون لہذا مناسب کہ پیرایہ سوال مین اعتراض ہون **فاقول** و باللہ التوفیق و بہ
الوصول الی ذری التحقیق۔ **سوال (۱)** جناب نے قبر کی مٹی حائل دیکھکر آواز سننی صورت
دیکھنی محال ٹھہرائی اس سے مراد محال عقلی یا شرعی یا عادی بر تقدیر اول کاش کوئی برہان قاطع اوسکے
استحالہ پر قائم فرمائی ہوتی مین پوچھتا ہون اللہ تعالے قادر ہے کہ یہ حائل مانع احساس نہو
اگر کہیے نہ تو ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کا کیا جواب اور فرمایے ہان تو استحالہ کہان بر تقدیر ثانی آیات
قرآنیہ یا احادیث صحیحہ سے ثابت کیجیے کہ جبتک یہ حائل و حجاب رہینگے ابصار و سماع نہو سکینگے الفاظ
شریفہ ملحوظ خاطر رہین بر تقدیر ثالث عادت اہل دنیا مراد یا عادت اہل برزخ در صورت اول کیا
دلیل ہے کہ مانع دنیوی عائق برزخ بھی ہے کیا جناب کے نزدیک برزخ دنیا کا ایک رنگ ہے
اہل دنیا ملائکہ کو نہین دیکھتے مگر بطور خرق عادت اور برزخ والے عموما دیکھتے ہین حتی کہ
کفار بھی احادیث نکیرین چھپنے کی چیز نہین در صورت دوم جناب نے یہ عادت اہل برزخ
کیونکر جانی اموات نے تو اگر بیان ہی نہ کیا اور طریقے سے علم ہوا تو ارشاد ہو اور ماعول کہ دعو

ابتما مہا زبیر لحاظ رہے - سوال (۲) اسی تشقیق سے احد الشقین الاولین مراد تو آپہی کا

آخر کلام اوسکا اول رادکہ محال عقلی صالح تعلق اذن نہین اور محال شرعی سے ہرگز اذن

متعلق نہوگا و بر شق ثالث اوسکا اعتقاد ممکن کا اعتقاد کہ ہر محال عادی ممکن عقلی ہے اور

شرک اعظم محالات عقلیہ کا اعتقاد تو اعتقاد ممکن عقلی کا شرک ہونا محال عقلی بین الفساد و بعبارۃ

اخری اوضح و اجلے جناب کی پچھلی عبارت صاف گواہ کہ بعض اموات کو ایسی زیادت

ادراک عطا ہوتی ہے کہ وہ توجہ خاص کرین تو باذن اللہ دعائے زائر سُن سکتے ہین مین کہتا

ہون اللہ تعالے قادر ہے یا نہین کہ یہ قوت اونھین ہر وقت کیلئے بخشے بر تقدیر انکار سخت مشکل

افعیینا بالخلق الاول درصورت اقرار سیت یہ وصف ملنے سے خدا کا شریک ہوگیا یا نہین

مین جانتا ہون ہان نہ کہیے گا اور جب نہ کی ٹھہری تو مین عرض کرون وہ وصف جسکے ثبوت

سے خدا کی شرکت لازم نہ آئی اوسکے اثبات سے خدا کا شریک کرنا کیونکر قرار پایا اور جبکی حقیقۃ

شرک نہین اوسکا گویا شائبہ کیونکر ہوا - سوال (۳) کیا آدمی اوسی کام کو اپنے لیے

حلال جانے جسکے بکار آمد ہونے پر یقین رکھتا ہو باقی کو حرام سمجھے یا صرف امید کافی اگرچہ

علم نہو درصورت اولی واجب کہ نماز و روزہ و تمام اعمال حسنہ کو حرام جانین کہ وہ بے قبول بکار آمد

نہین اور ہم مین کوئی نہین کہہ سکتا کہ اوسکے اعمال قطعاً مقبول درصورت ثانیہ جب آپکے نزدیک بھی بعض اکابر کا

ایسا قوی الادراک ہونا مسلم کہ بتوجہ خاص باذن اللہ دعائے زائر سُن لین تو وہان

کرم الٰہی سے ہر وقت امید و توقع موجود کہ سننے کا علم نہین تو نہ سننے پر بھی جزم نہین پھر کلام کیونکر

ناروا ہوسکتا ہے جناب کو اپنا اطلاق حکم ملحوظ خاطر عاطر رہے - سوال (۴)

یہ تو ظاہر کہ سائل جنکے دروازہ و نیز سوال کرتے ہین وہ ہر وقت فراخ دست نہین ہوتے اب

ان سائلون کو حضرت کے اعتقاد مین ہر شخص کے حال خانہ پر اطلاع و وقوف ہے یا نہین

اگر کہیے ہان تو جسطرح جناب کے نزدیک زائر بیچارون نے حضرات اولیا کو سمیع و بصیر علی الاطلاق

مانا یہین آپنے ان بھیک مانگنے والون جوگیون سادھوون کو علیم و خبیر علی الاطلاق جانا والعیاذ باللہ

ف ۱ اگر تسلیم تحقیق ہے تو امر ظاہر اور لابد ہے مجیب نے ذو تقدیر بیان کئے یہ دوسری عرض کیا جائے تو کیا صورت ہے اس کلام کی یہ نکتہ محفوظ رہنا چاہیے ۱۲ منہ

ف ۲ تشبیہ مقصود بالذات نہیں کہ یہ سوال نقض اجمالی ہے ورنہ ہمارے نزدیک نہ صرف اتنا علم و خبر مطلق نہ فقط اوتنا سمع و بصر مطلق ۱۲ منہ

سبحنہ وتعالی اور اگر فرمائیے نہ توجبکہ سائل بلاحصول علم مرتکب سوال ہوتے ہین آپکے طور پر
گویا اہل بیوت کو معطی وقادر علی الاطلاق قرار دیتے ہین یا نہین بر تقدیر اول واجب ہوا
کہ سؤال شرک نہو تو ادنی درجۂ شائبہ وشبہ شرک ضرور ہو حالانکہ بہت اکابر اولیا وعلمائے
وقت حاجت اوس پر اقدام فرمایا ہے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ العزیز جنکی عظمت عرفان
وجلالت شان آفتاب نیمروز سے اظہر ہنگامۂ فاقہ ہاتھ پھیلاتے اور شیأ للہ فرماتے ہوئے ہین
سید الطائفہ جنید بغدادی کے استاذ حضرت ابو حفص حداد و حضرت ابراہیم ادہم و امام سفیان
ثوری رحمۃ اللہ تعالے علیہم اجمعین سے وقت ضرورت شرعیہ سوال منقول نقل کل ذلک
العلامۃ المناوی فی التیسیر کتب فقہیہ شاہد عدل کہ بعض صور مین علمائے کرام نے
سوال فرض بتایا ہے معاذ اللہ یہ آپکے طور پر شرک یا شائبہ شرک کا فرض ہونا ہوگا بر تقدیر
ثانی زائر بیچارہ بلاحصول علم سوال کرنے پر کیون اُن الفاظ کا مصداق ہوا۔ سوال
(۵) جو شخص ایک مکان خاص پر ہو کہ وہان جاکر جسوقت بات کیجیے سُن لے اسقدر سے
اوسے سمیع علی الاطلاق کہا جائیگا یا نہین اگر کہیے ہان تو اپنے نفس نفیس کو سمیع علی الاطلاق
مانیے ہمنے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ دولتخانہ پر جاکر جب کسینے بات کی ہو آپ کے کان تک
پہونچی ہے اور فرمائیے نہ تو مزار پر جاکر کلام کرنے سے سمیع علی الاطلاق جاننا کیونکر سمجھا گیا
سوال (۶) زمانۂ وجود مخاطب سے استغراق ازمنہ باوصف خصوص مکان کو جناب نے
مثبت سمع علی الاطلاق ٹھہرایا تو استغراق ازمنۂ وجود و امکنۂ دنیا بدرجۂ اولی موجب ہوگا اب کیا
جواب ہے اوس حدیث سے کہ امام بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی وعقیلی وابن النجار وابن عساکر
والو القاسم اصبہانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کی مین نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ان للہ تعالی ملکا اعطاہ اسماع الخلائق
(زاد الطبرانی کلہا) قائم علی قبری (زاد الی یوم القیمۃ) فما من احد یصلی علی صلاۃ
الا ابلغنیہا بیشک اللہ تعالے کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام جہان کی بات سُن لینی

عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر ہے جو مجھپر درود بھیجتا ہے مجھسے عرض کرتا ہے علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبد الروف شرح جامع صغیر مین اعطاہ اسماع الخلائق کی شرح مین یون فرماتے ہین ای قوۃ یقتدر بہا علے سماع ماینطق بہ کل مخلوق من انس وجن وغیرھما زاد المناوی فی ای موضع کان یعنی اللہ تعالے نے اوس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہما تمام مخلوق الٰہی کی زبان سے جو کچھ نکلے اوسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہین کی آواز ہو اور دیلمی نے مسند الفردوس مین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین اکثروا الصلاۃ علی فان اللہ تعالی وکل لی ملکا عند قبری فاذا صلے علی رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک الساعۃ مجھپر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالے نے میرے مزار پر ایک فرشتہ تعین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھپر درود بھیجتا ہے وہ مجھسے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلان بن فلان نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجی ہے اللھم صل وبارک علی ھذا الحبیب المجتبی والشفیع المرتجی وعلی الہ وصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین صلاۃ تدوم بدوامک وتبقی ببقائک کما ھو اھل لہ وکما انت اھل لہ امین امین الہ الحق امین ؎ جان میدہم در آرزو ای قاصد آخر باز گو ؛ در مجلس آن نازنین حرفی گر از ما میرود۔ بھلا ارشاد ہو اولیاء کرام تو خاص حاضران مزار کی بات سننے پر سمیع علی الاطلاق ہوے جاتے ہین یہ بندۂ خدا کہ بارگاہ عرش جاہ سلطانی صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے جدا نہین ہوتا اور وہین کھڑے کھڑے ایک وقت مین شرقا غربا جنوبا شمالا تمام دنیا کی آوازین سنتا ہے اُسے کیا قرار دیا جائیگا آپ کو تو کیا کہون مگر ان نجدی شرک فروشون نے نہ خدا کی قدرت دیکھی ہے کہ وہ اپنے بندون کو کیا کیا عطا فرما سکتا ہے نہ اوسکی عظمت صفات سمجھی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر شرک کا ماتھا ٹھنکتا ہے ماقدروا اللہ حق قدرہ سوال

(۷) کیا بات سننے کے لیے صورت دیکھنی بھی ضرور جب تو واجب کہ تمام اندھے بہرے ہون

اور فرشتۂ مذکور آپکے طور پر بصیر علی الاطلاق بلکہ اس سے بھی کچھ زائد ورنہ فقط خطاب کرنیسے بصیر ماننا کیونکر مفہوم ہوا عموم و اطلاق تو بالائے طاق۔ سوال (۸) بفرض لزوم سماع کلام کو مطلق بصر درکار جو رویت مخاطب سے حاصل یا بصر مطلق علی الاول ملازمت باطل و علی الثانی لازم کہ تمام مخلوق الٰہی بہری اور کسی بات کا سننا کسی غیر خدا کے لیے ماننا مطلقاً مستلزم شرک ہے تو سب مشرک ہین یا ہر ذی سمع بصیر علی الاطلاق تو آفت اشد ہے والعیاذ باللہ۔ سوال (۹) اون اولیا کی زیادت اور اگر اسے مستلزم نہین کہ ہر کلام زائر سُن لین تو اُسے بھی نہین کہ سب کو نہ سنین آپ خود عدم استلزام فرماتے ہین نہ استلزام عدم تو دونون صورت مین محتمل رہین پھر ایک امر محتمل پر جزم شرک کیونکر ہو سکتا ہے غایت یہ کہ بے دلیل ہو تو غلط سہی کیا ہر غلط بات شرک ہوتی ہے۔ سوال (۱۰) مجھے نہین معلوم کہ قرآن عظیم مین ایک جگہ بھی بیان فرمایا ہو کہ مزارات پر جاکر کلام و خطاب کرنا شرک یا حرام ہے یا اتنا ہی ارشاد ہوا ہو جو ایسا کرتا ہی گویا اصحاب قبور کو سمیع یا بصیر علی الاطلاق مانتا ہے اور حضرت کی صحت استدلال انھین امور پر مبنی آپ فرماتے ہین فرقان حمید مین بمقامات متعددہ اسکا بیان بتصریح تام موجود مین مقامات متعددہ کی تکلیف نہین دیتا ایک ہی آیت فرمادیجے جسمین صاف صاف مضمون مذکور مزبور ہو۔ بینوا توجروا۔ سوال (۱۱) سورۂ یوسف کی آیہ کریمہ کہ تلاوت فرمائی اوسکا ترجمہ مطلب مین کیون عرض کرون مولوی اسمٰعیل سے سنیے تقویۃ الایمان مین لکھا نہین مسلمان ہین اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتی ہین یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہین سو وہ شرک مین گرفتار ہین انتہی خدارا اسمین مزارات اولیا پر جانے یا اونسے کلام و خطاب کرنیکا کونسا حرف ہے استغفر اللہ نام کو بھی نہین تصریح تام تو بڑی چیز ہی پھر اوس آیت سے جناب کا کونسا دعوے ثابت کیا یا حضار مزار کو کیا الزام دیا اگر ایسے ہی بے علاقہ استناد کا نام تصریح تام تو ہر شخص اپنے دعوے پر قرآن عظیم کی آیت پیش کر سکتا ہی مثلاً فلسفی کہے توسیط عقول حق ہے ورنہ لازم آئے کہ تمام اشیاے متکثرہ اوس واحد حقیقی سے بالذات صادر ہوئی ہون اور یہ خدا کی عزوجل پر افترا فان الوحد لا یصدر عنہ الا الوحد اور اللہ تعالی پر افترا حرام قطعی

قرآن حمید مین بمقامات متعددہ اسکا بیان تصریح تام موجود از انجملہ ہی سورۂ انعام مین ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ٥ یا نصرانی کہے انکار تثلیث گناہ عظیم ہو کہ تثلیث آیت انجیل محرف سی ثابت اور آیت الٰہیہ کی تکذیب جب عذاب شدید فرقان حمید مین بمقامات متعددہ اسکا بیان تصریح تام موجود از انجملہ ہی سورہ عنکبوت مین وما یجحد بایتنا الا الظلمون ٥ ارشاد فرمائیے کیا ان تقریرون سے اونکی استدلال تام ہو گئی اور او رونکے جھوٹے دعوے معاذ اللہ قرآن عظیم ثابت کر دیے حاش للہ واستغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مین نہین چاہتا کہ عیاذاً باللہ فلان ہمان کیطرح آیات الٰہیہ کو اونکے محل و موقع سے بیگانہ کر کے بزور زبان دوسری طرف پھیرا جائے ورنہ حضرات منکرین کی مقابل آیۂ کریمہ کما یئس الکفار من اصحٰب القبور بہت اچھی طرح پیش ہو سکتی ہو اور وہ اوس آیت کی بہ نسبت جو آپنے تلاوت کی ہزار درجہ زیادہ محل و موقع سی تعلق رکھتی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اہل قبور سی کافر لوگ ناامید ہو بیٹھے اب غور کر لیا جائے کہ کون لوگ اہل قبور سی امید رکھتے ہین اور کون یاس کی ہاتھون آس توڑے بیٹھے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون

صنف آخر من ہذا النوع

یہان اون اکابر خاندان عزیزی کی بعض اقوال رنگ تحریر فرمائینگے جنھون نے بے حصول علم ارتکاب سوال جائز رکھا اور مولوی صاحب کی طور پر شرک خالص یا ہاری درجہ شائبہ شرک مین گرفتار ہوئے سوال (١٢)

شاہ ولی اللہ ہمعات مین حدیث نفس کا علاج بتلاتے ہین ارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود و برای ایشان فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشان رود و از انجا انجذاب دریوزہ کند اقول اولاً جناب کے نزدیک مزارات اولیا سے بھیک مانگنے کا کیا حکم ہی افسوس وہان تو اونسے دعا منگوانا شرک ہوا جاتا تھا یہان خود اونسی بھیک مانگی جاتی ہی ثانیاً کسی سے بھیک مانگنی یونہین معقول کہ وہ اوسکی غرض سنے اور اسکی طرف توجہ کرے ورنہ دیوارون پتھرون سے کیا بھیک مانگنا مگر آپ فرما چکے کہ توجہ خاص کا انکشاف حال خارج از علم زائر و بغیر اختیار پروردگار عالم ہے اب جو یہ بھیک مانگنے والا شاہ صاحب کے حکم سے بے حصول علم مرتکب سوال کا ہے اوسنے گویا اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا یا نہین اور شاہ صاحب نے

یہ شرک خالص یا شائبۂ شرک تعلیم کیا یا نہیں اور ایسی چیز کا سکھلانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی
بدمذہب ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔ **ثالثاً** اونھون نے مزار پر جاکر گدائی تو پیچھے بتائی پہلی گھڑی
بیٹھے ارواح طیبہ کیطرف توجہ کر رہے ہین اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا **سوال**
(۱۳) اونھین شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی ہے آنانکہ زادناس ہمی جستند ؛ بالجۂ
انوار قدم پیوستند ؛ فیض قدس از ہمت ایشان میجو ؛ دروازۂ فیض قدس ایشان ہستند۔ اور مکتوب
شرح رباعیات مین خود اوسکی شرح یون کی یعنی توجہ بارواح طیبہ مشائخ در تہذیب روح سر
وسر نفع بلیغ دارد **اقول** کیا اچھا نفع بلیغ ہے کہ بلا حصول علم انکی ہمت سے فیض چاہکر مشرک
ہوگئے **سوال** (۱۴) یہی شاہ صاحب قول الجمیل مین لکھتے ہین۔ انکی عبارت عربی لاکر
ترجمہ کرون اس سے یہی بہتر کہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ
نقل کرون یہ صاحب بھی عائد کبرائے حضرات منکرین سے ہین شفاء العلیل مین کہتے ہین مشائخ
چشتیہ نے فرمایا قبرستان مین میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے گیارہ بار سورہ
فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہے **یا روح** اور یاروح الروح کی دلمین ضرب کرے
یہانتک کہ کشائش و نور پائے پھر منتظر رہے اوسکا جسکا فیضان صاحب قبر سے ہو انکی
دلپر آہ ملخصا **اقول اولاً** اس ندائے یاروح کا حکم ارشاد ہو **ثانیاً** یہ سائلان فیض جو
بتقریر و تسلیم و اشاعت و تعلیم شاہ صاحب و مترجم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سامنے
یاروح یاروح کرنے اور فیض مانگنے بیٹھ گئے آپکے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر و معطی
و مفیض علی الاطلاق مانکر اور ماتن و مترجم بناجاتا کہ مشرک ہوئے یا نہین **سوال** (۱۵)
شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز مین وہین جہان انھون نے بعض خواص اولیا کو
ایسی زیادت ادراک بلنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہین کہ اویسیان تحصیل مطلب کمالات باطنی از ایشان
مینمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا میطلبند و میابند کہیے زیادت
ادراک مسلم مگر توجہ خاص کا انکشاف حال تو خارج از علم طالب بجز اختیار پروردگار عالم ہے

پھر ویسی لوگ جو بلا حصول علم مرتکب استفادہ ہوتے ہین کیونکر مصداق اون لفظون کے
نہوئے اور ایسی نسبت کہ معاذ اللہ بذریعہ شرک ملتی ہی کیونکر صحیح و مقبول ٹھہری یہی شاہ صاحب جناب
اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب سے ناقل اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہی شیخ ابو علی فارمدی
کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہی اور انکو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اونکو امام
جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے اھ نقلہ البلھوری فی شفاء العلیل **ثانیاً**
ذرا شاہ صاحب کے پچھلے لفظ کہ اہل حاجت اپنی مشکلون کا حل اونسے مانگتے اور پاتے ہین
ملحوظ خاطر رہین کس دھوم دھام سے ارواح اولیا کو حاجت روا مشکلکشا بتایا ہے واللہ
کہا سچ اگرچہ ہا ہمین ناوقف ع الناس اعداء ما جھلوا ؎ غوث اعظم بمن بیسر و
سامان مددے ؛ قبلہ دین مددے کعبۂ ایمان مددی۔ **سوال (۱۶)** اوسی تفسیر عزیزی مین
دفن کو نعمت الٰہی ٹھہراکر اوسکے منافع و فوائد مین لکھتے ہین از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ
جاریست **اقول** انتفاع تک خیر تھی کہ بے قصد منتفع بھی ممکن استفادہ نے غضب کر دیا
کہ وہ نہین مگر طلب فائدہ پھر کیا اچھا نفع دفن مین نکالا کہ بندگان خدا بے حصول علم مرتکب
سوال ہوکر معاذ اللہ مشرک ہوتے ہین **ثانیاً** لفظ جاری ست پر لحاظ رہے کہ اس سے مراد
نہین مگر مسلمانون مین جاری ہونا اور جو مسلمانون مین جاری ہرگز شرک نہین کہ جنمین شرک جاری
ہرگز مسلمان نہین **سوال (۱۷)** مرزا مظہر جانجانان صاحب جنھین شاہ ولی اللہ صاحب
اپنے مکاتیب مین قیم طریقۂ احمدیہ و داعی سنت نبویہ لکھتے ہین اور حاشیۂ مکتوبات ولویہ پر
انھین شاہ صاحب سے اونکی نسبت منقول ہند و عرب و ولایت مین ایسا متبع کتاب و سنت نہین
بلکہ سلف مین بھی کم ہوئے اھ ملخصاً مترجماً یہ مرزا صاحب اپنے ملفوظات مین فرماتی
ہین نسبت بانجناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بسیر سد و فقیر را نیازی خاص بانجناب
ثابت است در وقت عروض عارضۂ جسمانی توجہ بانحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا
میگردد **سوال (۱۸)** آگے فرماتے ہین یکبار قصیدہ کہ مطلعش اینست ؎ فروغ چشم

اگاہی امیر المومنین حیدر ؎ زانگشت ید اللہی امیر المومنین حیدر ۔ بجناب الیشان عرض نمودم
نوازشہا فرمودند اھ اقول اولاً جب جناب مرزا صاحب امراض مین بارگاہ مشکلکشائی کیطرف
توجہ کرتے تھے اونھین کیا خبر تھی کہ حضرت مولی کرم اللہ وجہہ الاسنے اسوقت میری طرف متوجہ
ہین یا میری طرف توجہ سے التفات فرمائینگے ثانیاً یوہین جب قصیدہ عرض کرنے بیٹھے کیا
جانتے تھے کہ حضرت والا اسوقت سُن لینگے تو ان سب اوقات مین بے حصول علم مرتکب عرض و توجہ
ہوکر اونھون نے جناب اسد اللہی کو سمیع و بصیر علی الاطلاق ٹھہرایا اور حضرت کے طور پر وہ مرتکب
پایا یا نہین ثالثاً مزار پر جاکر کلام و خطاب تو وہ آفت تھا مرزا صاحب جو بے حضور مزار ہی توجہین
کرتے قصیدے سناتی ہین لنکے لیے حکم کچھ زیادہ سخت ہوگا یا نہین رابعاً اس نیازی خاص پر بھی
نظر رہے کہ یہ معالجہ کریگا اون جہال کے وہم کا جو لفظ نیاز کو خاص بجناب بے نیاز مانتے اور اسی بنا پر
فاتحہ فاتحہ حضرات اولیا کو نیاز کہنا شرک و حرام جانتے ہین خامساً یہہ بڑی گزارش تو باقی ہی رہ گئی
کہ دفع امراض کیلئے ارواح طیبہ کیطرف توجہ استمداد بالغیر تو نہین اور جناب کے نزدیک بھلا ایسا
شخص اتباع شریعت مین یکتا و بینظیر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا تھا بالاے طاق
سرے سے متبع سنت بلکہ از روے ایمان تقویۃ الایمان راسًا موحد و مسلم کہا جائیگا یا نہین
سوال (۱۹) شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبد الرحیم صاحب کی نسبت کیا حکم ہے وہ بھی
اس شرک عالمگیر سے محفوظ نرہے شاہ ولی اللہ صاحب قول الجمیل مین لکھتے ہین وایضاً تادب
شیخنا عبد الرحیم علی روح جدہ لامہ الشیخ رفیع الدین محمد شفاء العلیل مین اوسکا ترجمہ
یون کیا اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبد الرحیم ادب اموز ہوے اپنے نانا شیخ رفیع الدین کی
روح سے آور حاشا یہ فیض یون نتھا کہ اودھر سے بے طلب آیا ہو بلکہ یہی جاکہ قبر پر متوجہ ہوا کرتے خود
شاہ ولی اللہ اپنے والد ماجد سے انفاس العارفین مین ناقل میفرمودند مرا در مبدء حال بمزار
شیخ رفیع الدین الفتے بیدا شد آنجا میرفتم و بتقریر شان متوجہ میشدم الخ یارب جب مولوی اسمعیل کے
اساتذہ و مشائخ سب گرفتار شرک تھے یہ کہ اونھین کے خوشہ چین اونھین کے نام لیوا اونکی مداح

اونکے مقلد کیونکر ہو من موحد رہے ع وحسن نبات الارض من کرم البذر۔

صنف آخر من ہذا النوع

اسمین وہ سوالات مذکور ہونگے جو مولویصاحب کے استدلال دوم یعنی تمسک بحدیث من حلف الخ سے متعلق ہین سوال (۲۰) حدیث من حلف بغیر اللہ فقد اشرک کی جو عمدہ شرح افادہ فرمائی ذرا کتب ائمہ حدیث وفقہ پر نظر کرکے ارشاد ہو جائے کہ کلمات علما سے کہانتک موافق ہے فقیر بہت ممنون احسان ہوگا اگر ایک عالم معتمد کی تحریر سے بھی آپ نے اپنا بیان مطابق کر دکھایا الفاظ شریفہ پیش نظر ہین کہ اس حرمت کا سبب سوا اسکے نہین الخ سوال (۲۱) اعتقاد نفع وضرر پر قسم کی دلالت کس قسم کی دلالت آیا لغۃ اوسکے معنے سے یہ امر مفہوم یا عقلاً خواہ عرفاً لازم وملزوم کہ آدمی اوسیکی قسم کھائے جس سے نفع وضرر کی امید رکھے صدر اسلام مین جو صحابۂ کرام کعبہ معظمہ کی قسم کھاتے کما رواہ النسائی وغیرہ اُسوقت وہ کعبہ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے تھے بینوا توجروا سوال (۲۲) غیر خدا کو کسیطرح نافع یا ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اوس صورت مین کہ اوسے نفع وضرر مین مستقل بالذات مانے بر تقدیر اول یہ وہ شرک ہے جس سے عالم مین کوئی محفوظ نہین جہان شہد کو نافع زہر کو مضر جانتا ہے سچے دوست سے نفع کی امید کچے دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے عالم کی خدمت حاکم کی اطاعت اسی لیے کرتے ہین کہ دینی یا دنیوی نفع کی توقع ہے مخالف مذہب سے احتیاط سانپ سے احتراز اسی لیے رکھتے ہین کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے اٰباؤکم وابناؤکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے تم نہین جانتے اونمین کون تمھین نفع دینے مین زیادہ نزدیک ہے اور فرماتا ہے وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ وہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچا سکینگے بے حکم خدا کے صحیح مسلم شریف مین جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم مین جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع دے سکے وہ نفع دے امام احمد وابو داود

و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین من ضاد ضار اللہ بہ و من شاق شق اللہ علیہ جو
کسی کو ضرر دیگا اللہ تعالی اوسے نقصان پہنچائیگا اور جو کسی پر سختی کریگا اللہ تعالی اوسے مشقت
مین ڈالیگا حاکم کی حدیث مین ہے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ
تعالے عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا بلی یا امیر المومنین یضر و ینفع کیون نہین اے
امیر المومنین یہ پتھر نقصان دیگا اور نفع پہنچائیگا الحدیث بر تقدیر ثانی واقع و نفس الامر اس گمان کے
خلاف پر شاہد عدل لاکھون آدمی اپنے یا اپنے محبوب کے سر یا آنکھون یا جان کی قسم کھاتے ہین اور
ہرگز اونکے خواب مین بھی یہ خیال نہین ہوتا کہ یہ چیزین بالاستقلال ہمارے نفع و ضرر کی مالک ہین
نہ ہرگز سامع کا ذہن اسطرف جاتا ہے بھلا حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کا اس قول کو کیا کیجئے
ہین ؎ لعمری وما عمری علی بہین ٭ لقد نطقت بطلا علی الاقارع اور جناب کے نزدیک
اوس سے کیا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر و ام المومنین صدیقہ و غیرہما پیشوایان
دین رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین سے اپنے باپ اور اپنی جان کی قسم کھانی مروی کہ خادم حدیث پر
مخفی نہین **سوال (۲۳)** غیر قسم غیر سے تو آپکے نزدیک یہ صرف ظاہر ہی ہوتا تھا کہ وہ اپنے
عقیدے مین غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے بگمان جناب اتنی ہی بات پر شرع مطہر مین بنائے
تحریم ہوئی حالانکہ اوسکے دل کا حال خدا جانے اب اونکی نسبت حکم ارشاد ہو جو صاف صاف بالتصریح
غیر خدا کو نہ فقط نفع و ضرر رسان بلکہ مالک نفع و ضرر بتائین اور وہ بھی کسے اوس شقی کو جو مدعی الوہیت
رہا ہو اور برسون خران بےعقل نے اوسے پوجا ہو وہ کون فرعون بے عون نسأل اللہ
عن حالۃ الصون شاہ عبد العزیز صاحب اس امر کے ثبوت مین کہ سامری والون کی گوسالہ
پرستی قبطیون کی فرعون پرستی سے بدتر تھی تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین تعظیم بادشاہ صاحب
اقتدار کہ مالک نفع و ضرر باشد فی الجملہ وجہ معقولیت دارد گوسالہ لایعقل کہ در بلادت و حمق ضرب المثل
ست ہیچ وجہ شایان تعظیم نیست **سوال (۲۴)** یہ تو آئندہ عرض کرونگا کہ طلب دعا کو

اعتقاد نفع وضرر سے کتنا تعلق. بالفعل اوسے یوہین فرض کرکے گزارش کرتے ہین کہ دعا منگوانے
مین تو وہ اعتقاد نفع وضرر نکلا جو معنیٔ شرک حالانکہ وہ خود انکے کسی حاجت کی خواستگاری نہین
پھر (۱) اونکے مزارات عظیمۃ البرکات پر حاضر ہوکر خود اونسے بھیک مانگنا (۲) یا دوح یا روح
پکار کر اونکے فیض کا منتظر رہنا (۳) اپنی مشکلونکا اونسے حل چاہنا (۴) بیمار پڑین تو شفا
ملنے کو اونکی طرف توجہ کرنا کہ ابھی صنف سابق مین منقول ہوئے انمین کتنا اعتقاد نفع وضرر ثابت
ہوتا ہے اور (۵) لفظ انتفاع واستمداد تو خود بمعنے نفع یافتن وفائدہ خواستن اسکا قصد
بے اعتقاد نفع کس عاقل سے معقول ہاں ہاں انصاف کیجے تو دعا طلبی سے دریوزہ گری وحاجت
خواہی کہین زیادہ ہے اسمین صرف نیت سائل پر مدار تفرقہ ہے اگر سبب ظاہری ومظہر عون باری
جانا تو خالص حق اور معاذ اللہ مستقل مانا تو نرا شرک بخلاف طلب دعا کہ وہان نفس کلام مطلوب
منہ کی غلامی وبندگی اور حضرت غنی جل جلالہ کیطرف محتاجی پر دلیل واضح یہانتک کہ توہم استقلال
سے اوسکا اجتماع محال کما لا یخفی علی اولی النہی بااینہمہ اگر یہ شرک ہے تو اوسکے لیے تو مجھے
کوئی لفظ شرک سے بدتر ملتا بھی نہین جسکا مصداق اوسے ٹھہراؤن ع ضاق عن وصفکم
نطاق البیان سوال (۲۵) اگر مان بھی لین کہ غیر خدا کی قسم اسی لیے حرام ہوئی تو اوسکو
مسئلہ دائرہ سے کیا علاقہ کیا کسی سے دعا کیلیے کہنے مین بھی اوسی طرح کی نفع وضرر کا اعتقاد
ظاہر ہوتا ہے جو معنیٔ شرک ہے (۱) خود مصطفےٰ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے امیر المومنین
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ سے دعا چاہی جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا لا تنسنا
یا اخی من دعائک ای بھائی اپنی دعا مین ہمین نہ بھول جانا رواہ ابو داؤد عنہ رضی اللہ عنہ
احمد وابن ماجہ کی روایت مین ہے فرمایا اشرکنا یا اخی فی صالح دعائک ولا تنسنا بھائی اپنی نیک
دعا مین ہمین بھی شریک کر لینا اور بھول نجانا (۲) حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی عادت
کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر ٹھہر کر صحابہ کرام سے ارشاد فرماتے استغفروا لاخیکم واسئلوا اللہ
التثبیت فانہ الآن یسال اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اوسکے ثابت رہنے کی دعا مانگو کہ اب اُس سے

سوال ہوگا رواہ ابوداود والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان الغنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ (۳) امام احمد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم
صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان
یستغفرلک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ جب تو حاجی سے ملے سلام ومصافحہ
کر اور قبل اسکے کہ وہ اپنے گھر مین جائے اپنی مغفرت کی دعا اوس سے منگوا کہ وہ بخشا ہوا ہے
(۴) حضور نے اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کا ذکر کر کے صحابہ کو حکم دیا فمن لقیہ منکم
فلیامرہ فلیستغفر لہ تم مین جو اوسے پائے اپنے لیے اوس سے دعائے بخشش کرائے
اخرجہ مسلم والبیہقی عن عمر الفاروق رضی اللہ تعالے عنہ ایک روایت مین ہی حضرت
فاروق کو بالتخصیص بھی حکم ہوا اونسے دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے اخرجہ الخطیب
وابن عساکر (۵) حسب الحکم امیر المومنین عمر نے اونسے دعا چاہی اخرجہ ابن سعد
والحاکم وابو عوانۃ والرویانی والبیہقی فی الدلائل وابو نعیم فی الحلیۃ کلھم من طریق
اسیر بن جابر عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ (۶) ایک روایت مین ہے امیر المومنین فاروق
وامیر المومنین مرتضی رضی اللہ تعالی عنہما دونون کو حضرت اویس سے طلب دعا کا حکم تھا دونون
صاحبون نے اپنے لیے دعا کرائی اخرجہ ابن عساکر (۷) امام ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام
بخاری ومسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوۃ کی مجلد یازدہم مین بسند صحیح بطریق ابو معویۃ
عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین قال
اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ استسق اللہ لامتک فانہم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی
علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرأہ السلام واخبرھم انھم یسقون الحدیث
یعنی عہد معدلت مہد فاروقی مین ایکبار قحط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی
صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے مزار اقدس حضور ملجا بیکسان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حاضر ہو کر

[illegible] نص علی حجیۃ الالہام [illegible] فی المواہب ۱۲ منہ [illegible] بلال بن الحارث المزنی الصحابی کما عند سیف فی الفتوح ۱۲ [illegible]

عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کیلیے اللہ تعالی سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہین رحمت عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اون صحابی کی خواب مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جاکر اوسے سلام پہنچا اور لوگون کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہی شاہ ولی اللہ قرۃ العینین مین یہ حدیث نقل کرکے کہتے ہین رواہ ابو عمر فی الاستیعاب (تنبیہ نبیہ) یہ چند حدیثین ہین احیائے حقیقی سے طلب دعامین اور اموات سی طلب کی قدر سے بحث کہ اصل مسئلہ مسئولۂ سائل ہی انشاء اللہ تعالی مقصد سوم مین مذکور ہوگی۔ یہان ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اوسکے حکم مین احیا و اموات وانس وجن وملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکسان ہین کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہین ہوسکتا تو امور شرک مین حیات وموت سے تفرقہ جیسا کہ اس طائفہ جدیدہ کا شیوۂ قدیمہ ہی دائرۂ عقل وشرع دونون سے خروج کیا زندے خدا کے شریک ہوسکتے ہین صرف شرکت اموات ہی ممنوع ہی مولوی صاحب اپنی مقیس علیہ یعنی قسم غیبی کو ملاحظہ کرین کہ حلال نہین تو مردے زندے کسی کی حلال نہین یونہین اگر طلب دعامین شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہوگا بلکہ یقیناً احیا سے دعا کرانی بھی حرام ٹھہریگی کہ خدا کا شریک نہو سکنے مین زندے مردے سب ایک سے ولہذا شیخ شیوخ علماء الہند مولانا وبرکتنا سیدی شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے شرح مشکوۃ شریف مین فرمایا اگر اینمعنی کہ در امداد واستمداد ذکر کردیم موجب شرک وتوجہ بما سواے حق باشد چنانکہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل وطلب دعا از صالحان ودوستان خدا در حالت حیات نیز واین ممنوع نیست بلکہ مستحب ومستحسن است باتفاق وشائع است در دین عزیزا یہ نکتہ بہت بکار آمد ہے اور اکثر اوہام وشبہات کا رد فلتحفظ وتحفظی من الرشد باوفی حظ نوع دوم مخالفات مولویصاحب وہم مذہبان مولوی صاحب ہین۔ یہان اس امر کا ثبوت ہوگا کہ مولویصاحب کی تحریر مذہب منکرین سے بھی موافق نہین بوجوہ عدیدہ واصول وفروع طائفہ جدیدہ سے صریح مخالفت اور مذہب مہذب

جو بات زندون کے ساتھ شرک نہین مردون کے ساتھ بھی نہین

اہل حق سے بعض باتون مین گونہ موافقت فرمائی ہے یہی نہین کہ صرف ہم مذہبون ہی سے
خلاف ہوا اور خود مولویصاحب اون مخالفات کا بخوشی التزام فرمالین نہین نہین بلکہ بہت وہ بھی
ہین جو نادانستہ سرزد ہو گئین کہ ظاہر ہوئے پر خود بھی آپکو گوارا نہون اور اگر تسلیم فرمالین تو
اس سے کیا بہتر دیکھیے تو ہین کتنے مسائل نزاعیہ طی ہوئے جاتے ہین **مخالفت**
(۱) مولویصاحب فرماتے ہین زیارت قبور مومنین خاصۃً بزرگان دین مندوب و
مسنون ہے یہ خصوصیت ہمارے طور پر بیشک حق مگر صاحب مأتہ مسائل کے بالکل خلاف
انھون نے جو قسم زیارت شرعًا بلاکراہت جائز مانی اوسمین مزارات عالیہ حضرات اولیا اور ہر شرابی
زناکار کی قبر یکسان جانی حیث قال درین قسم زیارت کردن قبر ولی وغیر ولی وشہید وغیر شہید و
صالح وفاسق وغنی وفقیر برابر است پھر اس برابری پر بھی صبر نہ آیا آگے اولٹی تہ تی معکوس کر کر
فرمایا بلکہ از زیارت قبور اغنیا و ملوک زیادہ تر عبرت حاصل میگردد مطلب یہ کہ جس فائدہ کیلیے شرع نے
زیارت قبور جائز کی ہے وہ مزارات اولیا مین ہرگز ایسا نہین جیسا روپے والونکی قبرونمین ہے تو آدمی کو
اچھا ہے وہین جائے جہان رونے زیادہ پائے انا للہ وانا الیہ راجعون **مخالفت** (۲) مولوی
صاحب وقت زیارت قبور درود وفاتحہ پڑھکر اموات کو ثواب بخشنا مندوب و مسنون فرماتے ہین
بہت اچھا قرآن و حدیث سے درود وفاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائین یا قرون ثلثہ مین اس
تخصیص کا رواج بتائین ورنہ مندوب و استحسان درکنار اصول طائفہ پر کل بدعۃ ضلالۃ وکل
ضلالۃ فی النار مین داخل ٹھہرائین **مخالفت** (۳) سوال سائل مین درود وفاتحہ دونونکا
معًا پڑھنا مذکور تھا اور اسی پر حضرت کا جواب وارد بالفرض اگر فرداً فرداً کا پڑھنا ثابت بھی فرمالین
تو اصول طائفہ پر ہیأت اجتماعیہ محل کلام رہیگی اس بنا پر آپکو حکم بدعت دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسن
آحاد حسن مجموع مین کلام نہین جبتک خصوص اجتماع مین کوئی مفسدہ نہو **مخالفت** (۴)
متکلمین طائفہ کی تقریرین گواہ کہ جو فعل فی نفسہ حسن ہو مگر عوام مین اوسکے ہمراہ خلط مفاسد کے ساتھ جاری ہو
اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہین نہ کہ مفاسد سے منع اور اصل کی تجویز کرین جب آپکے نزدیک زیارت مزارات

متبرکہ بطور شرک رائج کہ استمداد مذکور شائع و مشہور تو اصول طائفہ پر اصل زیارت کو حرام کہنا تھا
نہ مندوب و مسنون مخالفت (۵) مولوی اسحاق مائۃ مسائل مین لکھتے ہین اذان کی دن

بعد از دفن بدعت و مکروہ است زیرا کہ معہود از سنت نیست و آنچہ معہود از سنت نیست بموجب

روایات کتب فقہ مکروہ میباشد و عبارۃ الکتب ھکذا یکرہ عند القبر ما لم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما کذا فی فتح القدیر والبحر الرائق والنہر الفائق والفتاوی العالمگیری اگرچہ ان عبارات کا مطلب جو صاحب مائۃ مسائل نے ٹھہرایا انھین کتابون کی بہت عبارتون سے مردود مگر عجب ہے کہ جناب اس کلیہ پر عمل فرما کر وقت زیارت درود و فاتحہ پڑھکر ثواب بخشنے کو کیون نہ مکروہ فرمایا مخالفت (۶) جناب امتناع رویت و سماع کو ان حجب عدیدہ کی حیلولت پر مبنی فرمایا یہ ابتنا با علی ندا منادی کہ اموات کو فی نفسہ قوت سمع و ابصار حاصل ہو مگر ان حائلون کے سبب باہر کی صوت و صورت کا ادراک نہین ہوتا ورنہ اگر خود انھین راسا یہ قوتین نہوتین تو بنائے کار حیلولت پر رکھنی محض بعینی دیوار بیت کی نسبت کوئی نہ کہیگا کہ باہر کی چیزین اسوجہ سے نہین دیکھتے کہ بیچ مین آڑ ہے اب متکلمین طائفہ کو استفسار ہوگا کہ وہ اس تخصیص کے مقر ہوگئے یا راسا منکر متعلم ثانی منکرین ہند یعنی مولوی اسحاق دہلوی سے سوال ہوا سماعت موتی سوائے سلام جائز است جواب دیا ثابت نیست کیا آدمی اوسوقت میت ہوتا ہے جب قبر مین رکھکر مٹی دیدیں مخالفت (۷) جب آپکے نزدیک مانع ادراک حیلولت خاک تو جبتک مٹی نہ دی ہو یا جہان دفن ہی اسطرح کرتے ہون کہ باہر کی آواز اندر جانے سے روک نہو جیسے علامہ ابن الحاج مدخل مین اہل مصر کا رواج بتاتے ہین کہ اموات کی قبرین نہین بناتے بلکہ تہ خانون مین رکھ آتے ہین اور اونکے لیے دروازے ہوتے ہین کہ جب چاہو اندر جاؤ باہر آؤ وہان کیلیے حکم شرعی ارشاد ہو اگر ایسی جگہ کوئی یون پکارے اور اموات سے دعا کرنے کو کہے قطعاً شرک یا شائبہ و شبہ شرک مین گرفتار ہوگا یا نہین متکلمین طائفہ تو ہرگز نمانینگے آپ اپنے کلام کا لحاظ فرمائین مخالفت (۸) الحمد للہ کہ جناب کا طرز کلام اول

آخر تک شاہد عدل کہ آیت کریمہ انک لا تسمع الموتی کو نفی سماع سے کچھ علاقہ نہیں نہ ہرگز اُس سے یہ معنی مفہوم ورنہ کلام جناب کلام اللہ کے صریح خلاف ہوگا اوّلا آیہ کریمہ یقیناً عام پس اگر اُس سے نفی سماع مستفاد ہو تو قطعاً سلب کلی پر دلالت کریگی پھر آپ ارشاد ربانی کی خلاف بعض اموات کیلیے ایجاب کیونکر کہہ سکتے ثانیاً اس تقدیر پر مفاد آیت یہ ہوگا کہ نفس موت منافی سماع ہے نہ یہ کہ موتی کو اصل قوت حاصل اور عدم ادراک بوجہ حائل پھر آپ کیونکر برخلاف قرآن حیلولت حجب پر بنائے کار رکھتے لاجرم واضح ہوا کہ آیت کریمہ کی صحیح معنی ذہن سامی میں ہیں اور آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ اوسمیں نفی سماع کا اصلاً ذکر نہیں کما ہو الحق الناصع اور عجب نہیں کہ اسی لیے آپنے آیہ کریمہ کا ذکر نہ فرمایا ورنہ اوسکے ہوتے بیگانہ باتوں کی کیا حاجت ہوتی لہذا فقیر نے بھی اس بحث کو بشرطیکہ مولوی صاحب جواب میں اوسکی طرف رجعت فرمائیں جواب الجواب پر محول رکھا واللہ الموفق مگر از انجا کہ مقام خالی نہ ہے بتوفیقہ تعالی بعض جوابوں کی طرف اشارہ کردوں فاقول وباللہ استعین جواب اوّل آیت کا صریح منطوق نفی اسماع ہے نہ نفی سماع پھر اوسے محل نزاع سے کیا علاقہ۔ نظیر اُسکی آیہ کریمہ انک لا تھدی من احببت ہے اسی لیے جس طرح وہاں فرمایا ولکن اللہ یھدی من یشاء یعنے لوگونکا ہدایت پانا ہی کیطرف سے نہیں خدا کیطرف سے ہے یونہیں یہاں بھی ارشاد ہوا ان اللہ یسمع من یشاء وہی حاصل ہوا کہ اہل قبور کا سننا تمھاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کیطرف سے ہے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے الایۃ من قبیل انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء جواب دوم نفی سماع ہی ہو تو یہاں سماع قطعاً بمعنی سماع قبول وانتفاع ہے باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اسکے یہ معنی نہیں کہ حقیقۃً کان تک آواز نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اوسے نفع نہیں ہوتا۔ آیہ کریمہ میں اسی معنی کا ارادہ پر ہدایت شاہد کہ کفار سے انتفاع ہی کا انتفا ہے نہ اصل سماع کا خود اسی آیہ کریمہ انک لا تسمع الموتی کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے عزوجل ان تسمع الا من یومن بایٰتنا فھم مسلمون تم نہیں سناتے

مگر اونھین جو ہماری آیتون پر یقین رکھتے ہین تو وہ فرمانبردار ہین اور بیر ظاہر کہ پند و نصیحت سے نفع
حاصل کرنیکا وقت یہی زندگی دنیا ہی مرنیکے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل قیامت کے
دن سبھی کافر ایمان لا ئینگے پھر اوس سے کیا کام آلئٰن وقد عصیت قبل تو حاصل یہ ہوا کہ جسطرح
اموات کو وعظ سے انتفاع نہین یہی حال کافرونکا ہی کہ لاکھ سمجھائیے نہین مانتے علامہ حلبی نے سیرۃ
انسان العیون مین فرمایا السماع المنفی فی الآیۃ بمعنی السماع النافع وقد اشار الی ذلک
الحافظ الجلال السیوطی بقولہ ؎ سماع موتی کلام الخلق حق قد اُتجابہ عندنا
الاثار فی الکتب :: وآیۃ النفی معناہا سماع ھدی :: لایقبلون ولا یصغون للادب امام ابو البرکات
نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل مین زیر آیہ سورۂ فاطر فرمایا شبہ الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون
بمسموعہم مولانا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین فرمایا النفی منصب علی نفی النفع لا علی مطلق
السمع **جواب سوم** مانا کہ اصل سماع ہی منفی مگر کس سے موتی سے موتی کون ہین۔ ابدان کہ
روح تو کبھی مرتی ہی نہین اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے جسکی تصریحات بعونہ تعالیٰ تمہید و
فصل اول و دوم نوع اول مقصد سوم مین آئینگی۔ ہان کس سے نفی فرمائی ہی من فی القبور سے یعنی جو قبر مین ہے
قبر مین کون ہی جسم کہ روحین تو علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہا مقامات عز و اکرام مین ہین جسطرح
ارواح کفار سجین یا نار یا چاہ وادی برہوت وغیرہا مقامات ذلت و آلام مین امام علامہ سبکی شفاء السقام
مین فرماتے ہین لا ندعی ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع انما السماع بعد الموت
لحی وھو الروح شاہ عبد القادر صاحب برادر شاہ عبد العزیز صاحب موضح القرآن مین زیر کریمہ
وما انت بمسمع من فی القبور ہ فرماتے ہین حدیث مین آیا ہی کہ مردون سے سلام علیک کرو وہ سنتے
ہین بہت جگہ مردون کو خطاب کیا ہی اوسکی حقیقت یہ ہی کہ مردے کی روح سنتی ہی اور قبر مین پڑا ہی دھڑ وہ
نہین سن سکتا ہی۔ یہ تینون جواب توفیق الوہاب قبل مطالعہ کلام علما ذہن فقیر مین آتے تھے پھر اونکی تحسین
کلمات علما مین دیکھین کما سمعت وللہ الحمد اور بھی ائمہ و علما کے جواب اور بھی ہین وفیما ذکرنا
کفایۃ لمن القی السمع وھو شہید ان اللہ یسمع من یشاء و یہدی الی صراط الحمید

مخالفت (۱۰) سائل نے مطلق کہا تھا ایک بزرگ کی مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا جواب میں ارسال واطلاق سے شہر مین جانے اور سفر کر کے جانے دونون کو شامل کما لا یخفی اور آپنے بھی یونہین بر سبیل اطلاق زیارت قبور کی تحسین فرمائی اور سند مین حدیث بھی وہ ذکر کی جسمین امر بزیارت مطلق وارد یہ اطلاقات مذہب جمہور اہلحق سے تو بیشک موافق مگر مشرب طائفہ مین آپ پر لازم تھا کہ بلا سفر کی قید لگا دیتے ورنہ سائل و دیگر ناظرین اگر اطلاق دیکھکر زیارت مزارات کو جانا مطلقا جائز سمجھی تو مانعین کے نزدیک اونکا یہ وبال اطلاق فتوے کے ذمہ رہیگا فقیر اگر بتدقیق نظر سے کام لے تو ابھی بہت کچھ ہے مگر نگاہ انصاف مبذول ہو تو چودہ سطرون پر سینتیس ۳۷ کیا کم ہین واللہ الھادی -

(المقصد الثانی فی الاحادیث)

اگرچہ حیات وادراک وسماع وابصار ارواح مین احادیث وآثار اس درجہ کثرت ووفور سے وارد جنکے استیعاب کو ایک مجلد عظیم ودفتر ضخیم درکار اور خود اونکی احاطہ بو استقصا کیطرف راہ کہان مگر یہان بقدر حاجت صرف ساٹھ حدیثو نپر اقتصار اور مثل مقصد اول اوسمین بھی دو نوع پر انقسام گفتار **نوع اول** بعد موت بقائے روح وصفات وافعال روح مین یہان وہ حدیثین مذکور ہونگی جنسے ثابت کہ روح فنا نہین ہوتی اور اوسکے افعال وادراکات جیسے دیکھنا سننا بولنا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہین بلکہ اوسکی قوتین بعد مرگ اور صاف وتیز ہوجاتی ہین حالت حیات مین جو کام ان آلات خاکی یعنے آنکھ کان ہاتھ پاؤن زبان سے لیتے تھے اب بغیر انکے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یاوری سہی ہرچند اس مطلب نفیس کے ثبوت مین وہ بیشمار احادیث وآثار سب حجت کافیہ ودلائل شافیہ جنمین (۱) بعد انتقال عقل وہوش بدستور رہنا (۲) روح کا پس از مرگ آسمانو نپر جانا (۳) اپنے رب کے حضور سجدہ مین گرنا (۴) فرشتون کو دیکھنا (۵) اونکی باتین سننا (۶) اونسے باتین کرنا (۷) اپنے منازل جنت کا پیش نظر رہنا (۸) نیک ہمسایون سے نفع پانا (۹) بد ہمسایون سے ایذا اوٹھانا (۱۰) ملائکہ کا اونکے پاس تحفے لانا (۱۱) اونکی مزاج پرسی گویا کرنا (۱۲) اونکا منتظر صدقات رہنا (۱۳) قبر کا اونسے بزبان فصیح

باتین کرنا (۱۴) اونکے منتہائے نظر تک وسیع ہونا (۱۵) زندونکے اعمال اونھین سنائے جانا (۱۶) نیکیون پر خوش ہونا برائیون پر غم کرنا (۱۷) پسماندون کیلیے دعائین مانگنا (۱۸) اونکے ملنے کا مشتاق رہنا (۱۹) روحون کا باہم ملنا جلنا (۲۰) ہر گونہ کلام کے دفتر کھلنا (۲۱) منزلون کے فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا (۲۲) اگلی اموات کا مردۂ نو کے استقبال کو آنا (۲۳) اسکا گذرے قریبونکو دیکھکر پہچاننا اونسے ملکر شاد ہونا (۲۴) انکا اس سے باقی عزیزون دوستون کے حال پوچھنا (۲۵) آپسمین خوبی کفن سے مفاخرت کرنا (۲۶) بُرے کفن والیکا چشمون مین شرمانا (۲۷) اپنے اعمال حسنہ یا سیئہ کو دیکھنا (۲۸) اونکی صحبت سے انس و فرحت یا معاذ اللہ خوف و وحشت پانا (۲۹) عالم دین کا علم شریعت (۳۰) اہلسنت کا مذہب سنت (۳۱) مسلمان کے دل خوش کرنیوالیکا اونس سرور و فرحت (۳۲) تالی قرآن کا قرآن عظیم کی پاکیزہ طلعت سے صحبت دلکشا رکھنا (۳۳) دشمنان عثمان کا اپنی قبرونمین عیاذاً باللہ دجال لعین پر ایمان لانا (۳۴) نیک بندونکا خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم و عباد اللہ الصالحین مین حاضر ہونا (۳۵) اپنی قبور مین نمازین پڑھنا (۳۶) حج کرنا لبیک کہنا (۳۷) تلاوت قرآن مین مشغول رہنا (۳۸) بلکہ ملائکہ کا اونھین تمام و کمال قرآن عظیم حفظ کرانا (۳۹) اپنے رب جل جلالہ سے باتین کرنا۔ (۴۰) رب تبارک و تعالے کا اونسے کلام جانفزا فرمانا (۴۱) بیل اور مچھلی کا لڑتے ہوئے اونکے سامنے آنا تماشا دیکھکر جی بہلانا (۴۲) جنت کی نہرون مین غوطے لگانا۔ (۴۳) جو تلاوت قرآن مین مشغول مرے قرآن عظیم کا ہر وقت اونکی دلجوئی فرمانا ہر صبح و شام اونکے اہل و عیال کی خبرین اونھین پہنچانا (۴۴) دودھ پیتے شہزادی کا انتقال ہوا جنت کی دائیان مقرر ہونا مدت رضاعت تمام فرمانا (۴۵) نیکون کا شوق قیامت مین جلدی کرنا (۴۶) بدون کا نام قیامت سے گھبرانا (۴۷) مقتولان

راہ خدا کی دلمین دوبارہ قتل کی آرزو ہونا (۴۸) مسلمانون کا سبز یا سپید پرندونکی روپ مین جہان چاہنا اوڑتے پھرنا (۴۹) جنت کے پھل پانی کھانا پینا (۵۰) سونے کے قندیلون مین عرش کے نیچے بسیرا لینا اللہم ارزقنا آورانکے سوا بہت امور وارد ہوئے جوانکے علم وادراک وسمع وبصر وکلام وسیر وغیرہا صفات واحوال حیات پر برہان ساطع بلکہ تمام آیات واحادیث عذاب قبر ونعیم قبر اس مدعا پر حجت قاطع جسے ان باتون پر اطلاع تفصیلی منظور ہو تصانیف ائمہ دین خصوصا کتاب مستطاب شرح الصدور بکشف حال الموتی والقبور تصنیف لطیف امام اجل خاتمۃ الحفاظ المحققین امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ المکین کیطرف رجوع کرے مگر مین اس نوع مین صرف وہ چند حدیثین ذکر کرونگا جن مین ارواح کا بعد انتقال اہل دنیا کو دیکھنا اونسے باتین کرنا اونکی باتین سننا اوراسی قسم کے امور متعلقہ بدنیا مذکور ہین اوراُنمین بھی وقائع جزئیہ نہ لکھونگا کہ کوئی کہے واقعۂ حال لا عموم لہا اگرچہ دقیق النظر کو اونسے دلیل کی ترتیب اور اتمام تقریب دشوار نہو مگر پھر اونکی وہ کثرت جنکا ایراد موجب اطالت لہذا صرف اونھین بعض امور کلیہ کی روایت پر اقتصار چاہتا ہون جو ایک عام طور پر حال ارواح مین وارد ہوئے میری لیے ان احادیث نوع اول مین دو غرضین ہین اوّلاً جب بعد فراق بدن اونکا علم وادراک وسمع وبصر ثابت ہوا تو یہ بعینہ مسئلہ مقصودہ کا ثبوت ہے کہ اوسی وقت سے نام میت اونپر صادق ہوتا ہے قبر مین بند ہونے نہونے کو اسمین دخل نہین تو عام منکرین پر حجت ہونگی ثانیاً جب اونسے ثابت ہوگا کہ روح بعد موت اپنی صفات وافعال پر باقی اور اُن آلات جسمانیہ سے مستغنی تو اوس وقت خاص مولوی صاحب کے مقابل یون گزارش ہو سکتی ہے کہ جسپر جناب مٹی وغیرہ کے حائل کی حجاب دیکھ رہے ہین وہ جسم خاکی ہے نہ روح پاک اور سمع وبصر وعلم وخبر جسکے اوصاف ہین وہ جان پاک ہے نہ یہ تودۂ خاک وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حدیث (۱) امام اجل عبد اللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما سے موقوفا اور امام اجل احمد بن حنبل اپنی مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابو نعیم حلیہ مین بسند صحیح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مرفوعا راوی والموقوف ابسط لفظا واتم معنے وانت تعلم ان مثلہ لا یقال بالرأی فکان فی حکم المرفوع

وهذا لفظ الامام ابن المبارک قال ان الدنیا جنة الکافر وسجن المؤمن وانما مثل المؤمن
حین تخرج نفسه کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منه فجعل یتقلب فی الارض ویتفسح فیها
بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کی زندان ہے اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اوسکی کہاوت ایسی ہے
جیسے کوئی قیدخانہ مین تھا اب اوس سے نکال دیا گیا کہ زمین مین گشت کرتا اور بافراغت چلتا پھرتا ہے ولفظ ابی بکر
هکذا الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر فاذا مات المؤمن یخلی سربه یسرح حیث شاء
دنیا مسلمان کا قیدخانہ اور کافر کی بہشت ہے جب مسلمان مرتا ہے اوسکی راہ کھولدیجاتی ہے کہ جہان
چاہے سیر کرے حدیث (۲) سیدی محمد بن علی ترمذی انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے فرمایا ما شبهت خروج المؤمن من الدنیا الا مثل خروج الصبی من بطن امه من
ذلک الغم والظلمة الی روح الدنیا یعنے دنیا سے مسلمان کا جانا ایسا ہے جیسے بچہ کا ماں کے پیٹ سے نکلنا
اوس دم گھٹنے اور اندھیری کی جگہ سے اوس فضاء وسیع دنیا مین آنا اسی لیے علما فرماتے ہین دنیا کو برزخ سے
وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے اب اسی برزخ و
دنیا کے علوم وادراکات مین فرق سمجھ لیجیے وہی نسبت چاہیے جو علم جنین کو علم اہل دنیا سے واقعی روح طائر ہے
اور بدن قفس اور علم پرواز پنجرے مین پرندکی پرفشانی کتنی ہان جب کھڑکی سے باہر آیا اوسوقت اوسکی جولانیان
قابل دید ہین حدیث (۳) صحیح بخاری وصحیح مسلم مین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی
سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اذا وضعت الجنازة واحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت
صالحة قالت قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت یا ویلها این تذهبون بها یسمع صوتها
کل شیء الا الانسان ولو سمعه صعق جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اوسے اپنی گردنون پر اوٹھاتے ہین
اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر بد ہوتا ہے کہتا ہے ہائے خرابی اوسکی کہان لیے جاتے ہو ہر شے اوسکی
آواز سنتی ہے مگر آدمی کہ وہ سنے تو بیہوش ہو جائے اقول اگرچہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ نصوص ہمیشہ ظاہر
محمول ہونگے جبتک اوسمین محذور نہو لہذا ہم اس کلام جنازہ کو یون بھی کلام حقیقی پر محمول کرتے مگر محمد رسول اللہ
مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان پچھلے لفظون سے نص کو مفسر فرمادیا کہ ہر شے اوسکی آواز سنتی ہے

اب اسطرح مجال تاویل وتشکیک باقی نرہی وللہ الحمد حدیث (۴) ابوداود طیالسی نے ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اذا وضع المیت علی سریرہ الحدیث مانند حدیث ابوسعید
رضی اللہ تعالی عنہ حدیث (۵) امام احمد وابن ابی الدنیا وطبرانی ومروزی وابن مندہ ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ان المیت یعرف من
یغسلہ ویحملہ ومن یکفنہ ومن یدلیہ فی حفرتہ بیشک مردہ پہچانتا ہے اوسے جو اوسکو غسل
دے اور جو اوٹھائے اور جو کفن پہنائے اور جو قبر مین اوتارے حدیث (۶) ابوالحسن بن البراء کتاب
الروضہ مین بسند خود عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی سرور عالم صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ما من میت یموت الا وہو یعرف غاسلہ ویناشد حاملہ ان کان بشر
بروح وریحان وجنۃ نعیم ان یعجلہ وان کان بشر بنزل من حمیم وتصلیۃ جحیم ان یحبسہ
ہر مردہ اپنے نہلانیوالیکو پہچانتا اور اوٹھانیوالیکو قسمین دیتا ہے اگر اوسے آسائش اور پھولون اور آرام
کے باغ کا مژدہ ملا تو قسم دیتا ہے مجھے جلد لیچل اور اگر آب گرم کی مہمانی اور بھڑکتی آگ مین جانیکی
خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے روک رکھ حدیث (۷) ابن ابی الدنیا کتاب القبور مین حضرت
امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے
فرمایا ما من میت یوضع علی سریرہ فیخطی بہ ثلث خطا الا تکلم بکلام یسمعہ ما شاء
اللہ الا الثقلین الجن والانس یقول یا اخوتاہ ویا حملۃ نعشاہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی
ولا تلعبن بکم کما لعبت بی خلفت ما ترکت لورثتی والدیان یوم القیمۃ یخاصمنی و
یحاسبنی وانتم تشیعونی وتدعونی جب مردے کو جنازہ پر رکھکر تین قدم لیچلتے ہین ایک
کلام کرتا ہے جسے سب سنتے ہین جنھین خدا چاہے سوا جن وانس کے کہتا ہے اے بھائیو اے نعش
اوٹھانیوالو تمھین دنیا فریب نہ دے جیسا مجھے دیا اور تمسے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلی اپنا ترکہ
تو مین وارثون کے لیے چھوڑ چلا اور بدلا دینے والا قیامت مین مجھسے جھگڑیگا اور حساب لیگا۔
تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور اکیلا چھوڑ آوگے حدیث (۸) ابن مندہ راوی حبان بن

له تابعی [illegible] ثقہ من رجال بخاری ومسلم کتاب الادب المفرد ۱۲ منہ

ابی حیلہ نے فرمایا بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان الشہید اذا استشہد انزل اللہ تعالی جسدا کاحسن جسد ثم یقال لروحہ ادخلی فیہ فینظر الی جسدہ الاول مایفعل بہ ویتکلم فیظن انہم یسمعون کلامہ وینظر الیہم فیظن انہم یرونہ حتی یاتیہ ازواجہ یعنی من الحور العین فیذہبن بہ مجھے حدیث پہنچی کہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا شہید کیلیے ایک جسم نہایت خوبصورت یعنی اجسام مثالیہ سے اوترتا ہے اور اوسکی روح کو کہتے ہین اسمین داخل ہو پس وہ اپنے پہلے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ اوسکے ساتھ کیا کرتے ہین اور کلام کرتا اور اپنے ذہن مین سمجھتا ہے کہ لوگ اوسکی باتین سن رہے ہین اور آپ جو اونھین دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ لوگ بھی اوسے دیکھ رہے ہین یہانتک کہ حور عین سے اوسکی بیبیان آکر اوسے لیجاتی ہین **حدیث (۹)** ابن ابی الدنیا وبیہقی سعید بن مسیب سے راوی ان سلمان الفارسی وعبد اللہ بن سلام التقیا فقال احدہما لصاحبہ ان لقیت ربک قبلی فاخبرنی ماذا لقیت فقال اویلقی الاحیاء الاموات قال نعم اما المومنون فان ارواحہم فی الجنۃ وہی تذہب حیث شاءت سلمان فارسی وعبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہما مین ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھسے پہلے انتقال کرین تو مجھے خبر دین کہ وہان کیا پیش آیا دوسرے صاحب نے پوچھا کیا زندے اور مردے بھی آپسمین ملتے ہین فرمایا ہان مسلمانون کی روحین تو جنت مین ہوتی ہین اور اونھین اختیار ہوتا ہے جہان چاہین جائین مغیرہ بن عبد الرحمن کی روایت مین تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانیوالے حضرت سلمان فارسی تھے رضی اللہ تعالی عنہ سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب مین اونسے راوی قال لقی سلمان الفارسی عبد اللہ بن سلام فقال لہ ان مت قبلی فاخبرنی بما تلقی وان مت قبلک اخبرتک الحدیث یعنی سلمان فارسی نے عبد اللہ بن سلام سے فرمایا اگر تم مجھسے پہلے مرو تو مجھے خبر دینا کہ وہان کیا پیش آیا اور اگر مین تمسے پہلے مرونگا تو مین تمھین خبر دونگا۔ **حدیث (۱۰)** ابن ابی شیبہ اوستاذ بخاری ومسلم اپنی مصنف مین سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ

تعالی عنہ سے راوی کہ اونھون نے فرمایا لا یقبض المومن حتی یری البشری فاذا قبض نادی فلیس
فی الدار دابۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ الا وھی تسمع صوتہ الا الثقلین الجن والانس تعجلوا بی
الی ارحم الراحمین فاذا وضع علی سریرہ قال ما ابطاء ما تمشون الحدیث مسلمان کی
روح نہین نکلتی جبتک بشارت نہ دیکھلے پھر جب نکل چکتی ہی تو ایسی آواز سے جسے انس وجن کے سوا
گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہی ندا کرتی ہی مجھے جلد لیچلو ارحم الراحمین کیطرف پھر جب جنازے پر رکھتے
ہین کہتی ہی کتنی دیر لگا رہی ہو چلنے مین حدیث (۱۱) امام احمد کتاب الزہد مین ام الدرداء
رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی کہ فرماتین ان المیت اذا وضع علی سریرہ فانہ ینادی یا اھلاہ
ویا جیرانا ہ ویا حملۃ سریراہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی الحدیث بیشک مردہ جب چارپائی
پر رکھا جاتا ہی پکارتا ہی اے گھر والو اے ہمسایو اے جنازہ اوٹھانیوالو دیکھو دنیا تمھین دھوکا نہ دے جیسا
مجھے دیا حدیث (۱۲) ابن ابی الدنیا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے راوی اذا مات المیت
فملک قابض نفسہ فما من شئ الا وھو یراہ عند غسلہ وعند حملہ حتی یوصلہ الی
قبرہ جب مردہ مرتا ہی ایک فرشتہ اوسکی روح ہاتھ مین لیے رہتا ہی نہلاتے اوٹھاتے وقت جو کچھ ہوتا ہے
وہ سب دیکھتا جاتا ہی یہانتک کہ فرشتہ اوسے قبر تک پہنچا دیتا ہے حدیث (۱۳) وہی عمرو
بن دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے راوی ما من میت یموت الا وھو یعلم ما یکون فی اھلہ بعدہ
وانھم لیغسلونہ ویکفنونہ وانہ لینظر الیھم ہر مردہ جانتا ہے کہ اوسکے بعد اوسکے گھر والون مین
کیا ہو رہا ہے لوگ اوسے نہلاتے ہین کفناتے ہین اور وہ اونھین دیکھتا جاتا ہے حدیث (۱۴)
ابو نعیم اونھین سے راوی ما من میت یموت الا روحہ فی ید ملک ینظر الی جسدہ کیف یغسل
وکیف یکفن وکیف یمشی بہ ویقال لہ وھو علی سریرہ اسمع ثناء الناس علیک ہر مردے
کی روح ایک فرشتے کے ہاتھ مین ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی جاتی ہے کیونکر غسل دیتے ہین کسطرح
کفن پہناتے ہین کیسے لیکر چلتے ہین اور وہ جنازے پر ہوتا ہی کہ فرشتہ اوس سے کہتا ہی سن تیرے حق مین
بھلا یا برا کیا کہتے حدیث (۱۵) امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا کہ امام ابن ماجہ

سنن کے استاذ ہین امام اجل بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے راوی کہ اونھون
نے فرمایا بلغنی انہ مامن میت یموت الا و روحہ فی ید ملک الموت فھم یغسلونہ و
یکفنونہ وھو یرٰی مایصنع اھلہ فلم یقدر علی الکلام لنھاھم عن الرنۃ والعویل مجھے حدیث
پہنچی کہ جو شخص مرتا ہے اوسکی روح ملک الموت کے ہاتھ مین ہوتی ہے لوگ اوسے غسل و کفن
دیتے ہین اور وہ دیکھتا ہے کہ اوسکے گھر والے کیا کرتے ہین وہ اتنے بول نہین سکتا کہ اونھین
شور و فریاد سے منع کرے اقول اس بولنے کی تحقیق زیر حدیث ۳۵ مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
حدیث (۱۶) یہی امام سفیان علیہ رحمۃ المنان سے راوی ان المیت لیعرف کل شیء حتی انہ
لیناشد باللہ غاسلہ الا خففت علی قال و یقال لہ وھو علی سریرہ اسمع ثناء الناس
علیک بیشک مردہ ہر چیز کو پہچانتا ہے یہانتک کہ اپنے نہلانیوالے کو خدا کی قسم دیتا ہے کہ آسانی سے
نہلانا اور یہ بھی فرمایا کہ اوسے جنازے پر کہا جاتا ہے سن لوگ تیرے بارہ مین کیا کہتے ہین۔
حدیث (۱۷) یہی امام عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ علیہ رحمۃ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے راوی
الروح بید ملک یمشی بہ مع الجنازۃ یقول لہ اسمع ما یقال لک الحدیث روح ایک
فرشتے کے ہاتھ مین ہوتی ہے کہ اوسے جنازے کے ساتھ لیکر چلتا اور اس سے کہتا ہے سن تیرے
حق مین کیا کہا جاتا ہے حدیث (۱۸) یہی ابن ابی نجیح سے راوی مامن میت یموت
الا روحہ فی ید ملک ینظر الی جسدہ کیف یغسل کیف یکفن و کیف یمشی بہ الی قبرہ
الحدیث جو مردہ مرتا ہے اوسکی روح ایک فرشتے کے ہاتھ مین ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی
ہے کیونکر نہلایا جاتا ہے کیونکر کفن پہنایا جاتا ہے کیونکر قبر کیطرف لیکر چلتے ہین حدیث
(۱۹) یہی ابو عبد اللہ بکر مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی حدثت ان المیت لیستبشر بتعجیلہ
الی المقابر مجھسے حدیث بیان کیگئی کہ دفن مین جلدی کرنے سے مردہ خوش ہوتا ہے جعلنا اللہ
بمنہ وکرمہ من المسرورین المستبشرین برحمۃ المستریحین بالموت بجودہ وسابغ
نعمتہ آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ وصحبہ واولیاء امتہ افضل الصلاۃ

والتسلیم نوع دوم احادیث سمع وادراک اہل قبور مین اوراسمین چند فصلین ہین۔
(فصل اول) اصحاب قبور سے حیا کرنے مین حدیث (۲۰) ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالی عنہا کا ارشاد جو مشکوۃ شریف مین بروایت امام احمد منقول اور اوسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک مین روایت کیا اور بشرط بخاری ومسلم صحیح کہا کہ فرماتین کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر فواللہ مادخلتہ الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر یعنی اوس مکان جنت آستان مین جہان حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مزار پاک ہے یونہین بے لحاظ ستر وحجاب چلی جاتی اور جی مین کہتی وہان کون ہے یہی میرے شوہر یا میرے باپ صلے اللہ تعالی علی زوجہا ثم ابیہا ثم علیہا وبارک وسلم جب سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم مین بغیر سراپا بدن چھپائے نگئی عمر سے شرم کے باعث رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین) فرمایئے اگر ارباب مزارات کو کچھ نظر نہین آتا تو اس شرم کے کیا معنے تھے اور دفن فاروق سے پہلے اوس لفظ کا کیا منشا تھا کہ مکان مین میرے شوہر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سوا میرے باپ ہی تو ہین غیر کون ہے۔
حدیث (۲۱) ابن ابی شیبہ وحاکم حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ما ابالی فی القبور قضیت حاجتی ام فی السوق بین ظہرانیہ والناس ینظرون یعنی مین ایکسا جانتا ہون کہ گورستان مین قضائے حاجت کو بیٹھون یا بیچ بازار مین کہ لوگ دیکھتے جائین۔ مقصد ثالث مین اوسکے مناسب سلیم بن عمیر سے مذکور ہوگا کہ شرم اموات کے باعث مقابر مین پیشاب نہ کیا حالانکہ حاجت سخت تھی فصل دوم احیا کے آنے پاس بیٹھنے بات کرنے سے مردون کا جی بہلنے مین ظاہر کہ اگر دیکھتے سنتے سمجھتے نہین تو ان امور سے جی بہلنا کیسا
حدیث (۲۲) شفاء السقام امام سبکی واربعین طائیہ پھر شرح الصدور مین ہے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی آنس مایکون المیت فی قبرہ اذا زارہ من کان یحبہ فی دار الدنیا قبر مین مردے کا زیادہ جی بہلنے کا وقت وہ ہوتا ہے جب اوسکا کوئی پیارا زیارت کو آتا ہے۔ حدیث

(۲۳) ابن ابی الدنیا کتاب القبور مین اور امام عبد الحق کتاب العاقبہ مین ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پرنور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس علیہ الا استأنس ورد علیہ حتی یقوم جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا اور وہان بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جبتک وہان سے اوٹھے مردہ اوسکا جواب دیتا ہے حدیث (۲۴) صحیح مسلم شریف مین ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے صاحبزادہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہین نزع مین فرمایا اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور و یقسم لحمہا حتی استانس بکم واعلم ماذا اراجع بہ رسل ربی جب مجھے دفن کر چکو مجھپر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جاے اور اسکا گوشت تقسیم ہو یہان تک کہ مین تمسے انس حاصل کرون اور جان لون کہ اپنے رب کے رسولون کو کیا جواب دیتا ہون فصل سوم احیا کی بے اعتدالی سے اموات کے ایذا پانے مین۔ ظاہر ہے کہ افعال و احوال احیا پر اونھین اطلاع نہین تو ایذا پانی محض بے معنی حدیث (۲۵) امام احمد بسند حسن عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگاے دیکھا فرمایا لا توذ صاحب ھذا القبر اس قبر والیکو ایذا نہ دے یا فرمایا لا توذہ اسے تکلیف نہ پہنچا حاکم و طبرانی کی روایت مین ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا توذی صاحب القبر ولا یوذیک او قبر والے قبر سے اوتر آنہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے) مقصد سوم مین اس حدیث کی شرح امام اجل حکیم ترمذی سے منقول ہوگی روایت مناسبہ ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی مین ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق مین اوترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھکے سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھسے گلہ کرتا اور کہتا ہے لقد اذیتنی منذ اللیلۃ

اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی روایت دوم امام بیہقی دلائل النبوۃ مین اور ابن
ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے وہ ابن مینا تابعی سے راوی مین مقبرے مین گیا
دو رکعت پڑھکر لیٹ رہا خدا کی قسم مین خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر مین سے کہتا ہے قم
فقد اذیتنی اوٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی پھر کہا تم عمل کرتے ہو اور ہم نہین کرتے خدا کی قسم
اگر تیری طرح دو رکعتین مین بھی پڑھ سکتا مجھے تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہوتا روایت سوم
حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ تعالی سے راوی اگر مین تپائی ہوئی بھال پر پاؤن
رکھون کہ پیر قدم سے پار ہوجائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤن رکھون پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤن
رکھا جاگتے مین سنا الیک عنی یا رجل لا تؤذنی اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے حدیث (۲۶) امام مالک و احمد و ابو داود و ابن
ماجہ و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن حبان و دارقطنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے راوی سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا واللفظ لاحمد کسر
عظم المیت و اذاہ ککسرہ حیا مردے کی ہڈی توڑنی اور اوسے ایذا دینی ایسی ہے جیسے
زندہ کی ہڈی توڑنی بعض روایات دارقطنی مین لفظ فی الاثم اور زائد یعنی درد پہنچنے مین
زندہ و مردہ برابر ہین ذکرہ فی المقاصد الحسنۃ مقصد سوم مین اسکے متعلق امام ابو عمر کا قول
آئیگا۔ حدیث (۲۷) دیلمی و ابن مندہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی
سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا احسنوا الکفن ولا تؤذوا موتاکم بعویل ولا
بتاخیر وصیۃ ولا بقطیعۃ وعجلوا قضاء دینہ واعدلوا عن جیران السوء کفن
اچھا دو اور اپنی میت کو چلا کر رونے یا اوسکی وصیت مین دیر لگانے یا قطع رحم کرنے سے
ایذا نہ پہنچاؤ اور اوسکا قرض جلد ادا کرو اور برے ہمسایہ سے الگ رکھو یعنی قبور کفار و اہل
بدعت و فسق کے پاس دفن نہ کرو حدیث (۲۸) امام احمد ابو الربیع سے راوی کنت مع
ابن عمر فی جنازۃ فسمع صوت انسان یصیح فبعث الیہ فاسکتہ فقلت لم اسکتہ یا
ابا عبد الرحمن قال لانہ یتاذی بہ المیت حتی یدخل فی قبرہ مین عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ مین تھا کسی کے چلانے کی آواز سنی آدمی بھیجکر اوسے خاموش
کرادیا مین نے عرض کی ای ابوعبدالرحمن آپ نے اوسے کیون چپ کرایا فرمایا اس سے مردے کو
ایذا ہوتی ہے یہان تک کہ قبر مین جائے حدیث (۲۹) امام سعید بن منصور اپنی سنن
مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہ رأی نسوۃ فی جنازۃ فقال ارجعن
مأزورات غیر مأجورات انکن لتفتن الاحیاء وتوذین الاموات یعنی انھون نے ایک
جنازے مین کچھ عورتین دیکھین ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ گناہ سے بوجھل ثواب سے اوجھل
تم زندون کو فتنے مین ڈالتی اور مردون کو اذیت دیتی ہو) تنبیہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے جو حدیث صحیح مشہور مین فرمایا المیت یعذب ببکاء الحی علیہ زندون کے
رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے جسے امام احمد و شیخین نے عمر فاروق و عبداللہ بن عمر
و مغیرہ بن شعبہ اور ابویعلی نے ابوبکر صدیق و ابوہریرہ اور ابن حبان نے انس بن مالک و عمران
بن حصین اور طبرانی نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک
جماعت ائمہ کے نزدیک اوسکے معنی بھی یہی ہین کہ زندون کے چلانے سے مردے کو صدمہ ہوتا
ہے امام اجل سیوطی نے شرح الصدور مین اس معنے کو ایک حدیث مرفوع سے مؤید کرکے فرمایا
امام ابن جریر کا یہی قول ہے اور اسی کو ایک گروہ ائمہ نے اختیار فرمایا پھر اوسکی تائید مین یہ دو
حدیثین ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کہ ہمنے بیان کین ذکر فرمائین اس تقدیر پر ارشاد
اقدس المیت یعذب الحدیث کی آٹھون روایتین بھی یہان شمار کے قابل تھین مگر از انجا کہ علما
اوسکے معنے مین بہت اختلاف ہے ہمارا قصد حصر و استیعاب لہذا اونھین معدود نہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم
حدیث (۳۰) ابن ابی شیبہ اپنے مصنف مین سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے جیسے زندگی
مین اوسے تکلیف پہنچانی حدیث (۳۱) سعید بن منصور اپنے سنن مین راوی کسی نے
اوس جناب سے قبر پر پاؤن رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المومن فی حیاتہ

فانی اکرہ اذی بعد موتہ مجھے جسطرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے یونہین مردہ کی حدیث (۳۲) طبرانی عبد الرحمن بن علا ابن لجلاج سے اونکے والد علا رحمہ اللہ تعالی نے اونسے فرمایا یا بنی اذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ثم سن علی التراب سنا ثم اقرأ عند رأسی بفاتحۃ البقرۃ وخاتمتہا فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول ذلک اے میرے بیٹے جب مجھے لحد مین رکھو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہنا پھر مجھپر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میرے سرہانے سورۂ بقر کا شروع یعنی مفلحون تک اور خاتمہ یعنے امن الرسول سے پڑھنا کہ مینے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا) اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گزرا کہ مجھپر مٹی تھم تھم کر نرمی سے ڈالنا) شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی ترجمہ مشکوۃ مین اس حدیث کے نیچے لکھتے ہین چون دفن کنید مرا بہ نرمی وسہولت بیندازید بر من خاک را یعنی اندک اندک اندازید واین اشارت است بآنکہ میت احساس میکند ودردناک میشود بآنچہ دردناک میشود بآن زندہ

فصل چہارم مین وہ احادیث جنمین صراحۃً وارد کہ مردے اپنے زائرین کو پہچانتے اور اونکا سلام سنتے اور اونھین جواب دیتے ہین۔

حدیث (۳۳) امام ابو عمر ابن عبد البر کتاب الاستذکار والتمہید مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے اگر وہ اسے دنیا مین پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب سلام دیتا ہے امام ابو محمد عبد الحق کہ اجلۂ علمائے حدیث سے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور والفاضل الزرقانی فی شرح المواہب اسی طرح امام ابو عمرو سید علامہ سمہودی نے اوسکی تصحیح فرمائی ذکرہ الشیخ المحقق فی جامع البرکات وجذب القلوب امام سبکی شفاء السقام مین یہ حدیث لکھکر فرماتے ہین ذکرہ جماعۃ وقال القرطبی فی التذکرۃ ان عبد الحق

صحیح وہ بیانہ فی الخلعیات من حدیث ابی ھریرۃ ایضا انتہی قلت وستسمع ذلک

حدیث (۳۴) ابن ابی الدنیا وبیہقی وصابونی وابن عساکر وخطیب بغدادی وغیرہم محدثین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے دنیا میں شناسائی تھی اور اُسے سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا ہے

حدیث (۳۵) امام عقیلی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال قال ابو رزین یا رسول اللہ ان طریقی علی الموتی فہل من کلام اتکلم بہ اذا مررت علیہم قال قل السلام علیکم یا اہل القبور من المسلمین والمؤمنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون قال ابو رزین یا رسول اللہ یسمعون قال یسمعون ولکن لا یستطیعون ان یجیبوا یعنے ابو رزین رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرا راستہ مقابر پر ہے کوئی کلام ایسا ہے کہ جب اونپر گزروں کہا کروں فرمایا یوں کہہ سلام تمپر اے قبر والو اہل اسلام اور اہل ایمان سے تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم ان شاء اللہ تعالی تم سے ملنے والے ہیں ابو رزین رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا مردے سنتے ہیں فرمایا سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے

تنبیہ نبیہ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں ای جوابا یسمعہ الحی والا فہم یردون حیث لا یسمع یعنی حدیث کی یہ مراد ہے کہ مردے ایسا جواب نہیں دیتے جو زندے سُن لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں جو ہمارے سننے میں نہیں آتا **اقول** یہ معنے خود اسی فصل کی دو حدیث سابق سے واضح کہ ان میں تصریحًا فرمایا مردے جواب سلام دیتے ہیں اور اوسکی نظیر وہ ہے جو حدیث ۱۵ میں بکر بن عبد اللہ مزنی سے گزرا کہ روح سب کچھ دیکھتی ہے مگر بول نہیں سکتی کہ شور و فریاد سے منع کرے یہ معنی بھی وہی ہیں کہ اپنی بات احیا کو سُنا نہیں سکتے ورنہ صحیح حدیثوں میں اوسکا کلام کرنا

[illegible]

وارد جیساکہ حدیث ۲۳ وغیرہ مین گزرا (تنبیہ دوم) فقیر کہتا ہے پھر یہ ہمارا سننا بھی دائمی نہین صدہا بندگان خدا نے اموات کا کلام وسلام سُنا ہے جن کی بکثرت روایات خود شرح الصدور وغیرہ مین مذکور اور بعض اسی مقصد مین فقیر نے بھی نقل کین اور عجب نہین کہ انشاء اللہ تعالے اپنے محل پر اور بھی مذکور ہون (تنبیہ سوم) بس نافع ومہم **اقول وباللہ التوفیق**
طرفہ یہ ہے کہ جواب سوال نوزدہم مین صاحب مائۃ مسائل نے بھی اس حدیث کو عن القاری عن السیوطی عن العقیلی نقل کیا اور اموات کے لیے سلام احیا کا سُننا مسلم رکھا ایسے سے اپنی وہ سب جولانیان جو زیر سوال ۲۶ کی ہین باطل مان لین کہ وہان جن پانچ عبارتون سے استناد کیا اُن سب مین نفی مطلق ہے اسیطرح آیۂ کریمہ بفرض غلط نافی سماع ہو تو وہان بھی سلام وکلام کی کچھ تخصیص نہین اور عبارت دوم مین تو صاف منافات موت وافہام مذکور کیا البعض جگہ منافین بھی جمع ہو جاتی ہین اور عبارت پنجم مین صریح لفظ جمادات موجود پھر پتھر ونکو اگر سلام کلام سب ایکسا غرض اگر آیت اور اُن عبارات کا وہی مطلب تو سماع سلام کی تسلیم مین اُن سب استنادون کو دفعۃً سلام ہوجاتا ہے پھر ناحق آپنے یہان حدیث عقیلی سے استناد اور کلمات قاری وسیوطی پر اعتماد کیا قاری وسیوطی کر بیٹھے گا تو بہت کچھ ماننا پڑیگا اونکی تحقیقات قاہرہ وتصریحات باہرہ عنقریب انشاء اللہ تعالی مقصد ثالث مین جگر شگاف مکابرہ واعتساف ہوتے ہین اور مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیثون کو کان رکھا اور ارواح گزشتگان کو جماد وسنگ ماننے کا دھرم گیا ذرا خدا لگتی کہنا ایک عقیلی کی حدیث سے آپنے سماع سلام تو تسلیم کیا بخاری ومسلم وغیرہما کی احادیث کثیرہ سے جوتون کی پہچل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز اور سلام کے سوا اور انواع کلام بھی سننا اور اون پتھرونکا اپنے زائرون کو پہچاننا اونکا جواب سلام دینا اونسے انس حاصل کرنا اور اونکے سوا صدہا امور جو ثابت ومذکور وہ کس جی سے مانیے گا وہان پھر آفالیت بعض الحدیث وکافر ببعض کی ٹھہرے گی علاوہ برین خود یہ حدیث عقیلی اس تخصیص سلام کے رد کو کیا تھوڑی ہے یہان بھی اموات سے فقط السلام علیکم نہ کہا گیا ذرا آنکھین ملکر ملاحظہ ہو آگے ان پتھرون سے اور کلام وخطاب بھی نظر آتے ہین کہ تم ہمارے سلف ہم تمہارے خلف ہم انشاء اللہ تعالی تم سے ملنیگے

اس سارے کلام پر ابو رزین رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتے ہین فرمایا
ہان سنتے ہین اور لطف یہ کہ اس حدیث کے بعد امام سیوطی کا وہ قول بھی نقل کر گئے کہ حدیث
مین جواب نہ دینے سے یہ مراد ہے ورنہ اموات واقع مین جواب دیتے ہین سبحان اللہ سلام بھی
سنین کلام بھی سنین جواب بھی دین اور پھر پتھر کے پتھر انا للہ وانا الیہ راجعون سچ فرمایا مولوی
معنوی قدس سرہ نے ؎ ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم :: با شما نامحرمان ما خاشیم حدیث
(۳۶) طبرانی معجم اوسط مین عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی حضور
سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مصعب بن عمیر اور اونکے ساتھیون کے قبور پر ٹھہرے اور فرمایا والذی
نفسی بیدہ لا یسلم علیہم احد الا ردوا الی یوم القیمۃ قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے
قیامت تک جو انپر سلام کریگا یہ جواب دینگے حدیث (۳۷) بعینہ اسیطرح حاکم نے صحیح مستدرک
مین ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کر کے تصحیح کی حدیث (۳۸) حاکم مستدرک مین
بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ مین بطریق عطاف بن خالد مخزومی عبد الاعلی بن عبد اللہ سے
وہ اپنے والد ماجد عبد اللہ بن ابی فروہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم زیارت
شہدائے احد کو تشریف لیگئے اور عرض کی اللھم ان عبدک ونبیک یشھد ان ھؤلاء
شھداء وانہ من زارھم او سلم علیھم الی یوم القیمۃ ردوا علیہ الٰہی تیرا بندہ اور تیرا
نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہین اور قیامت تک جو انکی زیارت کو آئیگا اور انپر سلام کریگا
یہ جواب دینگے، تتمہ حدیث عطاف کہتے ہین میری خالہ مجھسے بیان کرتی تھین مین ایکبار
زیارت قبور شہدا کو گئی میرے ساتھ دو لڑکون کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور تھامے
تھے مینے مزارات پر سلام کیا جواب سنا اور آواز آئی واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضا
خدا کی قسم ہم تم لوگون کو ایسا پہچانتے ہین جیسے آپسمین ایک دوسرے کو میرے بدن پر بال کھڑے ہوگئے
سوار ہوئی اور واپس آئی روایت دوم مناسب اور امام بیہقی نے ہاشم بن محمد عمری سے روایت
کی مجھے میرے باپ مدینہ طیبہ سے زیارت قبور احد کو لیگئے جمعہ کا دن تھا صبح ہو چکی تھی آفتاب نہ نکلا تھا

مین اپنے باپ کے پیچھے تھا جب مقابر کے پاس پہنچے اونھون نے بآواز کہا سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار جواب آیا وعلیک السلام یا اباعبد اللہ باپ نے میری طرف پھر کر دیکھا اور کہا اے میرے بیٹے تو نے جواب دیا مین نے کہا نہ اونھون نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور کلام مذکور کا اعادہ کیا دوبارہ ویسا ہی جواب ملا سہ بارہ کیا پھر وہی جواب ہوا میرے باپ اللہ تعالی کے حضور سجدۂ شکر مین گر پڑے روایت سوم ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل مین اونھین عطاف مخزومی کی خالہ سے راوی ایکدن مین نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس نماز پڑھی اسوقت جنگل بھر مین کسی آدمی کا نام نشان نہ تھا بعد نماز مزار مطہر پر سلام کیا جواب آیا اور اسکے ساتھ یہ فرمایا من یخرج من تحت القبر اعرفہ کما اعرف ان اللہ خلقنی وکما اعرف اللیل والنہار جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے مین اوسے ایسا پہچانتا ہون جیسا یہ پہچانتا ہون کہ اللہ تعالی نے مجھے پیدا کیا ہے اور جسطرح رات اور دن کو پہچانتا ہون حدیث (۳۹) ابن ابی الدنیا او ربیہقی شعب الایمان مین حضرت محمد بن واسع سے راوی قال بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارہم یوم الجمعۃ ویوما قبلہ ویوما بعدہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مردے اپنے زائرون کو جانتے ہین جمعہ کے دن اور ایکدن اوس سے پہلے اور ایک دن اوس کے بعد تنبیہ اس حدیث کے یہ معنی کہ بوجہ برکت جمعہ ان تین دن مین اونکے علم وادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہین جو معرفت وشناسائی اونھین ان روزون مین ہوتی ہے اور دنون سے بیش وافزون ہے نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم وادراک کے ہین ابھی سن چکے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی احادیث کثیرہ مطلق ہین جن مین بلا تخصیص ایام اونکا علم وادراک ثابت فرمایا تصریح اس معنی کی انشاء اللہ مقصد سوم مین مذکور ہوگی فصل پنجم مین وہ جلیل حدیثین جنسے ثابت کہ سماع اہل قبور سلام ہی پر مقصور نہین بلکہ دیگر کلام واصوات بھی سنتے ہین حدیث (۴۰) بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی اپنی صحاح اور امام احمد مسند مین انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین واللفظ لمسلم ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع خفق نعالہم اذا انصرفوا

مردہ جب قبر مین رکھا جاتا ہی اور لوگ دفن کرکے پلٹتے ہین بیشک وہ اونکی جوتیون کی آواز سنتا ہے
حدیث (۴۱) احمد و ابوداود بسند جید براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی سید عالم
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ان المیت یسمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین بیشک مردہ
جوتیون کی پھچل سنتا ہی جب لوگ اوسے پیٹھ دیکر پھرتے ہین حدیث (۴۲) بیہقی و طبرانی
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین ان
المیت اذا دفن یسمع خفق نعالھم اذا ولوا عنہ منصرفین بیشک جب مردہ دفن ہوتا ہی اور لوگ
واپس پلٹتے ہین وہ انکی جوتیونکی آواز سنتا ہی حدیث بیہقی کو امام سیوطی نے شرح الصدور مین فرمایا
باسناد حسن اور سند طبرانی کو علامہ مناوی نے تیسیر مین کہا رجالہ ثقات حدیث (۴۳) ابو بکر
بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف اور ابن حبان نے صحیح مسمّی بالتقاسیم والانواع اور حاکم نیشاپوری
نے صحیح المستدرک علی البخاری و مسلم و بغوی نے شرح السنہ اور طبرانی نے معجم اوسط اور ہناد نے کتاب
الزہد اور سعید بن السکن نے اپنی سنن اور ابن جریر و ابن منذر و ابن مردویہ و بیہقی نے اپنی اپنی تصانیف
مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا
والذی نفسی بیدہ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع خفق نعالھم حین یولون عنہ قسم
اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی جب مردہ قبر مین رکھا جاتا ہی کفش پائے مردم کی آواز سنتا ہی جب
اوسکے پاس سے پلٹتے ہین حدیث (۴۴) جویبر نے اپنی تفسیر مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالی عنہما سے ایک حدیث طویل روایت کی جسمین حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا انہ یسمع
خفق نعالکم ونفض ایدیکم اذا ولیتم عنہ مدبرین بیشک وہ یقینا تمہاری جوتون کی پھچل اور ہاتھ
جھاڑنے کی آواز سنتا ہی جب تم اوسکی طرف سے پیٹھ پھیر کر چلتے ہو حدیث (۴۵) طبرانی و ابن
مردویہ ایک حدیث طویل مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بسند حسن راوی قال شہدنا
جنازۃ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلما فرغ من دفنہا وانصرف الناس قال انہ الآن یسمع
خفق نعالکم الحدیث ہم ایک جنازہ مین حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب

حاضر تھے جب اوسکے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ پلٹے حضور نے ارشاد فرمایا اب وہ تمہاری جوتیونکی
آواز سُن رہا ہے **فائدہ جلیلہ** چالیس۴۰ سے پینتالیس۴۵ تک جو چھ حدیثین مذکور ہوئین پہلے ہی
لاجواب ٹھہر چکی ہین آجتک کوئی جواب معقول انسے نہ ملا نہ ملے غایت سعی اونکی طرفسے یہ ہے کہ سماع
مذکور کو اول وضع فی القبر سے تخصیص کرین یعنی جب قبر مین رکھکر مٹی دیتے ہین اوسوقت میت کو ایسی
قوت سامعہ ملتی ہے کہ اب عنقریب سوال منکر نکیر ہونیوالا ہے اوسکی لیے پیشتر سے ایسے حواس عطا ہو جاتی ہین پھر
بعد سوال یہ قوت نہین رہتی حالانکہ عند الانصاف یہ ادعا محض بے دلیل ولاطائل ہے **اولاً** یہ تخصیص
ظاہر حدیث کے خلاف جسپر کوئی دلیل قائم نہین حدیثین صاف صاف ارشاد فرما رہی ہین کہ میت کی قوت
سامعہ قبر مین اسدرجہ قوی اور تیز ہے کہانسے جانا کہ یہ اوسیوقت کیلیے ملتی اور پھر جاتی رہتی ہے **ثانیاً** مقدمۂ
سوال کیلیے پیشتر سے حواس ملجانا کیا معنے کیا فوراً وقت سوال نہ مل سکتی تھی یا عطائے الٰہی مین
معاذ اللہ کچھ دیر لگتی ہے کہ پہلے سے اہتمام ہو رہنا ضرور ہوا یہ دونون اعتراض شیخ محقق مولٰنا عبد الحق
محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدارج النبوۃ مین افادہ فرمائے حیث قال این تخصیص خلاف
ظاہر است ودلیلی نیست بران وظاہر حدیث آنست کہ این حالت حاصلست میت را در قبر وزندہ گردانید
ثبت در وقت سوال است وپیش ازان زندہ گردانیدن برای مقدمۂ سوال چہ معنی دارد **وثالثاً**
کما اقول مسلمنا کہ پہلے ہی سے ہوش وحواس ملجانا ضرور تھا مگر حاجت اوسیقدر کی تھی جسمین وہ نکیرین کی
بات سُن سمجھ لیتا اسقدر قوت عظیمہ کی کیا ضرورت تھی کہ باوجود اتنے حائلون کے ایسی ہلکی آوازین
بے تکلف سُنے خود یہی حضرات مسئلہ مین فی الضرب کی یہی توجیہ کرتے ہین کہ ہماری مارے سے مردہ کو تکلیف یعنی
ایذا نہین ہوتی اوسکا ادراک عذاب الٰہی کیواسطے ہے یونہین چاہیے تھا کہ اوسکا سماع سوال نکیرین کیلیے
ہو نہ ان اصوات خارجہ کیواسطے **ورابعاً کما اقول** ایضاً اگر مسئلہ مین فی الکلام عدم سماع پر مبنی ہو
کما زعموا اور اب آپنے بھی بشوکت احادیث قاہرہ اتنی دیر کیلیے سماع تسلیم کیا تو واجب کہ اسوقت میت سے
کلام کرنیوالا حانث ہو کہ وہ بنے آپہی کے اقرار سے یہان منتفی حالانکہ مسئلہ قطعاً مطلق ہے لاجرم ماننا پڑیگا کہ یمان
عرف پر مبنی اور عرفاً اس قسم سے بعد موت کلام کرنا نہین سمجھا جاتا لہذا حالت حیات سے مقید رہا ہم کہینگے اب

لہ تنبیہ ثبات ہمی طرف تحقیق ہے کہ بیشک ابتلاء ہوگا پس دیکھو اس نفسیس کی تفصیل ہم اور تفصیل ہمیری بہمیرا رضہ بسلم اللہ تعالیٰ

حق کیطرف رجوع ہوئے واقعی اس مسئلہ کا یہی مبنی ہی اور اب انکار سماع موتی سی اسی کچھ علاقہ
نہ رہا کما لا یخفی اسیطرح حضرات نجدیہ سے کہا جائیگا اگر آپ بھی احادیث صحیحہ مصطفےٰ صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم پر ایمان لا کر سماع میت تسلیم کرتے ہین اگرچہ اسوقت خاص ہی مین سہی تو اب حکم
ارشاد ہو اگر کوئی بندہ مسلمان کسی عبد صالح کے دفن ہوتی ہی فوراً اوس سے استمداد و طلب دعا کری
تو ابھی وہ بنائے انکار یعنی عدم سماع متحقق نہوا اور اجی کرا کرے کے اسوقت خاص ہی مین اجازت
دیدیجیے وخامساً کما اقول ایضاً موت کو تمام حواس وادراکات و دیگر اوصاف حیات سے
یکسان نسبت ہے معاذ اللہ اگر پتھر ہونا ٹھہرا تو سننا دیکھنا سمجھنا بولنا سب کا بطلان لازم اور یہ حضرات
کرام خود فرما چکے کہ موت منافی فہم ہی اب کیا جواب ہی اون حدیثون سی جو فصل اول و دوم و سوم مین
گزرین جنسے ثابت کہ اموات ہمیشہ اپنے زائرون کو پہچانتی اور اُنسے اُنس حاصل کرتی اور اونکے سلام کا
جواب دیتی اور اونکی بے اعتدالیون سے ایذا پاتی ہین الی غیر ذلک من الامور المذکورۃ بھلا یہان
تو مقدمۂ سوال کی تخصیص نکلی تھی ان احادیث مین کونسی خصوصیت آئیگی تنبیہ میرا یہ سب
کلام حقیقۃً ان حضرات منکرین سے ہی جو عبارات علما کے یہ معنے سمجھے ورنہ فقیر کے نزدیک اونکی
ارشادات کا وہ محمل ممکن جو عقیدۂ اہل حق سے مخالف نہو مولوی صاحب اگر جواب فقیر مین اون
عبارات کو یاد کرینگے اوسوقت انشاء اللہ تعالی وہ تحقیق دقیق و تدقیق انیق حاضر کرونگا اور عجب نہین کہ
مقصد سوم مین اوسکی بعض کیطرف عود ہو والعود احمد وباللہ سبحنہ وتعالی التوفیق حدیث
(۶۳) صحیح بخاری شریف وغیرہ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی اطلع النبی
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم علی اہل القلیب فقال وجدتم ما وعد ربکم حقا فقیل لہ اتدعو امواتا
فقال ما انتم باسمع منہم ولکن لا یجیبون یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف
لیگئے جسمین کفار کی لاشین پڑی تھین پھر فرمایا تمنے پایا جو تمہارے رب نے تمھین سچا وعدہ دیا تھا
یعنی عذاب کسی نے عرض کی حضور مردون کو پکارتے ہین ارشاد فرمایا تم کچھ اونسے زیادہ سننے والے نہین
پر وہ جواب نہین دیتے حدیث (۶۴) صحیح مسلم شریف مین امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے مروی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر (فساق الحدیث الیٰ ان قال) فانطلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی انتہی الیہم فقال یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ھل وجدتم ما وعدکم اللہ ورسولہ حقا فانی قد وجدت ما وعدنی اللہ حقا قال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیہا قال ما انتم باسمع لما اقول منہم غیر انہم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمین کفار بدر کی قتل گاہین دکھاتے تھے کہ یہان فلان کافر قتل ہوگا اور یہان فلان جہان جہان حضور نے بتایا تھا وہین وہین اونکی لاشین گرین پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کوئین مین بھر دیے گئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہان تشریف لیگئے اور نام بنام اون کفار لیام کو اونکا اور اونکے باپ کا نام لیکر پکارا اور فرمایا تمنے بھی پایا جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمھین دیا تھا کہ مین نے تو پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور اون جسمون سے کیونکر کلام کرتے ہین جن مین جان نہین فرمایا مین جو کہہ رہا ہون اوسے کچھ تم اونسے زیادہ نہین سنتے مگر اونھین یہ طاقت نہین کہ مجھے لوٹ کر جواب دین حدیث (۴۸) یونہین صحیح مسلم وغیرہ مین انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور اوسمین ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن بعد اوس کوئین پر تشریف لیگئے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب مین فرمایا والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم ولکنہم لا یقدرون ان یجیبوا قسم اوسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے مین جو فرما رہا ہون اوسکے سننے مین تم اور وہ برابر ہو مگر وہ جواب دینے کی طاقت نہین رکھتے حدیث (۴۹) یونہین صحیح بخاری وصحیح مسلم مین حدیث ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اما البخاری فساقہ بطولہ واما مسلم فاحالہ علی حدیث انس رضی اللہ عنہ حدیث (۵۰) طبرانی نے بسند صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یسمعون کما تسمعون ولکن لا یجیبون جیسا تم

سنتے ہو ویسا ہی وہ بھی سنتے ہین مگر جواب نہین دیتے حدیث (۵۱) اسیطرح امام سلیمان
بن احمد مذکور نے حدیث عبد اللہ بن سیلان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی تنبیہ نبیہ ان چھ
حدیثون سے جواب مین جو کچھ کہا گیا تخصیص بے مخصص و دعوی بے دلیل سے زیادہ نہین مثلاً یہ
نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خاص اعجاز تھا یا یہ امر صرف اُن کفار کے لیے اُنکی حسرت و ندامت
بڑھانے کو واقع ہوا حالانکہ ان تخصیصون پر اصلا کوئی دلیل نہین ایسی گنجائش ملے تو ہر نص شرعی
جیسی چاہین مخصص ہو سکی اور اُنسے بڑھکر یہ رکیک تاویل ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ خطاب حقیقۃً
اموات سے خطاب تھا بلکہ زندونکی عبرت و نصیحت کو تھا حالانکہ نفس حدیث اسکی رد پر حجت کافیہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی جواب مین صاف اُنکا سننا ارشاد فرمایا نہ یہ کہ ہمارا یہ کلام صرف تنبیہ احیا کے لیے ہے جیسے
مرثیہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ مین کسی کا مصرع ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند باقی اسکے متعلق تمام ابحاث فتح الباری
وارشاد الساری وعمدۃ القاری شرح صحیح بخاری و مرقاۃ و لمعات و اشعۃ اللمعات شروح
مشکوۃ و مدارج النبوۃ وغیرہا تصانیف علما مین طے ہو چکی ہین جنکی تفصیل موجب تطویل
مولیصاحب اگر امور طے شدہ کیطرف پھر رجعت کرین تو ذرا کتب مذکورہ پر نظر کر کے تقریر وہ فرمائی
جائے جسمین اونکی تقیمات جلیلہ سے عہدہ برائی سمجھ لین اوسکے بعد انشاء اللہ تعالی فقیر بھی
وہ شوارق ساطعہ و بوارق لامعہ حاضر کریگا جو اسوقت میرے پیش نظر جولانیون پر ہین اور شاید
اونمین سے چند حروف بمقصد سوم مین استطراداً مذکور ہون وباللہ التوفیق حدیث (۵۲)
ابو الشیخ عبید بن مرزوق سے راوی کانت امرأۃ تقم المسجد فماتت فلم یعلم بہا النبی
صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فمر علی قبرہا فقال ما ہذا القبر قالوا ام محجن قال التی کانت تقم المسجد
قالوا نعم فصف الناس فصلی علیہا ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یا رسول اللہ تسمع
قال ما انتم باسمع منہا فذکر انہا اجابتہ قم المسجد یعنی ایک بی بی مسجد مین جھاڑو دیا کرتی
تھین اونکا انتقال ہوگیا نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو کسینے خبر ندی حضور اونکی قبر پر گزرے
دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگون نے عرض کی ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد مین جھاڑو دیا کرتی تھی

عرض کی ہان حضور نے صف باندھکر نماز جنازہ پڑھائی پھر اون بی بی کیطرف خطاب کرکے
فرمایا تو نے کونسا عمل افضل پایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا وہ سنتی ہی فرمایا کچھ تم اوس سے
زیادہ نہین سنتی پھر فرمایا اوسنے جوابدیا کہ مسجد مین جھاڑو دینی حدیث ۱۳۵ طبرانی معجم کبیر و کتاب
الدعا مین اور ابن مندہ اور امام ضیائی مقدسی کتاب الاحکام اور ابرہیم حربی کتاب اتباع الاموات
اور ابوبکر غلام الخلال کتاب الشافی اور ابن زبیرہ وصایا العلما عند الموت اور ابن شاہین کتاب ذکر الموت
اور دیگر علمائے محدثین اپنی تصانیف حدیثیہ مین حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین اذا مات احد من اخوانکم فسویتم التراب علیہ فلیقم احدکم
علی رأس قبرہ ثم لیقل یا فلان بن فلانۃ فانہ یسمعہ ولا یجیب ثم یقول یا فلان بن فلانۃ
فانہ یستوی قاعدًا ثم یقول یا فلان بن فلانۃ فانہ یقول ارشدنا رحمک اللّٰہ ولکن لا تشعرون
فلیقل اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانک
رضیت باللّٰہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمد نبیًّا وبالقراٰن اماما فان منکرا ونکیرا یاخذ کل واحد
منہما بید صاحبہ ویقول انطلق بنا ما نقعد عند من لقن حجتہ الحدیث جب تمہارا
کوئی مسلمان بھائی مرے اور اوسکی قبر پر مٹی برابر کرچکو تم مین کوئی اوسکے سرہانے کھڑا ہو اور فلان
بن فلانہ کہکر پکارے کہ بیشک وہ سنیگا اور جواب نہ دیگا دوبارہ پھر یونہین ندا کرے وہ سیدھا
ہو بیٹھیگا سہ بارہ پھر اسیطرح آواز دے اب وہ جواب دیگا کہ ہمین ارشاد کر اللہ تجھپر رحم کرے مگر
تمھین اوسکے جواب کی خبر نہین ہوتی اوسوقت کہے یاد کر وہ بات جسپر تو دنیا سے نکلا تھا گواہی
اسکی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوسکے بندے اور
رسول ہین اور یہ کہ تو نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کو پیشوا۔ منکر ونکیر ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر کہینگے چلو ہم کیا بیٹھین
اوسکے پاس جیسے لوگ اوسکی حجت سکھاچکے **فائدہ** امام ابن الصلاح وغیرہ محدثین اس
حدیث کی نسبت فرماتے ہین اعتضد بشواہد وبعمل اہل الشام قدیما یعنی اسے دو وجہ سے

قوت ہو ایک تو احادیث اوسکے مؤید دوسرے زمانہ سلف سے علمائے شام اسپر عمل کرتے آئے نقلہ العلامۃ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ اسیطرح امام نقاد الحدیث ضیائی مقدسی وامام خاتم الحفاظ حافظ الشان ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی نے اوسکی تقویت اور امام شمس الدین سخاوی نے اوسکی تقریر فرمائی اور اس باب مین خاص ایک رسالہ تالیف فرمایا امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ نے اسپر عمل کرنا علمائے شام سے نقل فرمایا اور امام ابو بکر ابن العربی نے اہل مدینہ اور بعض دیگر علما نے اہل قرطبہ وغیرہا سے اسکا عمل نقل کیا مین کہتا ہون یہ عمل زمانہ صحابہ و تابعین سے ہی حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے خود اپنے لیے تلقین کی وصیت فرمائی کما اخرجہ ابن مندہ من وجہ آخر کما ذکرہ الامام السیوطی فی شرح الصدور **قلت** بل الطبرانی ایضا علی ما ساق لفظہ البدر المحمود فی البنایۃ شرح الہدایۃ اور تین تابعیوں سے عنقریب منقول ہوگا کہ اسے مستحب کہا جاتا تھا ظاہر ہو کہ انکی یہ نقل ہوگی مگر صحابہ یا اکابر تابعین سے جو انسے پہلے ہوئے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ملا ابن حجر مکی کی شرح مشکوۃ مین ہی المعتضد بشواہد یرتقی بہا الی درجۃ الحسن یہ حدیث بوجہ شواہد درجہ حسن تک ترقی کی ہے اسیطرح ذیل مجمع بحار الانوار مین تصریح کی کہ اسنے شواہد سے قوت پائی واللہ تعالی اعلم حدیث (۴۵ تا ۵۶) امام سعید بن منصور شاگرد امام مالک و استاذ امام احمد اپنے سنن مین راشد[۱] بن سعد وضمرۃ[۲] بن حبیب وحکیم[۳] بن عمیر سے راوی ان سب نے فرمایا اذا اسوی علی المیت قبرہ وانصرف الناس عنہ کان یستحب ان یقال للمیت عند قبرہ یا فلان قل لا الہ الا اللہ ثلث مرات یا فلان قل ربی اللہ ودینی الاسلام ونبیی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب میت پر مٹی دیکر قبر درست کر چکین اور لوگ واپس جائین تو مستحب سمجھا جاتا تھا کہ مردے سے اوسکی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا جائے اے فلان کہہ لا الہ الا اللہ تین بار اے فلان کہہ میرا رب اللہ ہی اور میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **وصل آخر من ہذا الفصل**

فصل پنجم کی حدیثون نے جسطرح بحمد اللہ سماع موتے کی تصریح صریح فرمائی یونہین اونہین اکثر نے ثابت کر دکھایا کہ سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کا اہل

[۱] تابعی ثقہ رجال سنن اربعہ ۱۲

[۲] تابعی ثقہ رجال صحاح ستہ ۱۲

[۳] تابعی صدوق رجال ابوداؤد وابن ماجہ ۱۲ منہ

قبور سے کلام صرف سلام پر مقتصر نہ تھا اور بدیہی ہے کہ جماد محض سے مخاطبہ و گفتگو معقول نہین لہذا ہم آخر فصل مین وہ بعض حدیثین جنہین اجلہ صحابہ کا اہل قبور سے سوائے سلام دیگر انواع کلام فرمانا مذکور نقل کر کے مقصد ثانی کو ختم اور مقصد ثالث کی طرف انشاء اللہ تعالے تصمیم عزم کرتے ہین۔ وباللہ التوفیق حدیث (۵۷) ابن ماجہ بسند حسن صحیح عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حیثما مررت بقبر مشرک فبشرہ بالنار قال فاسلم الاعرابی بعد وقال لقد کلفنی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تعبا مامررت بقبر کافر الا بشرتہ بالنار یعنے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا جہان کسی مشرک کی قبر پر گذرے اوسے آگ کا مژدہ دینا وہ صحابی فرماتے ہین مجھے مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس ارشاد سے ایک مشقت مین ڈالا کسی کافر کی قبر پر میرا گذر نہوا مگر یہ کہ اوسے آگ کا مژدہ دیا ہر عاقل جانتا ہے کہ مژدہ دینا بے سماع و فہم محال اور صحابی مخاطب نے ارشاد اقدس کو معنی حقیقی پر حمل کیا و لہذا عمر بھر اوسپر عمل فرمایا فتبصر حدیث (۵۸) ابن ابی الدنیا کتاب القبور مین امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے راوی انہ مر بالبقیع فقال السلام علیکم یا اھل القبور اخبار ما عندنا ان نساءکم قد تزوجن ودیارکم قد سکنت واموالکم قد قسمت فاجابہ ھاتف یا عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا ان ما قدمناہ فقد وجدناہ وما انفقناہ فقد ربحناہ وما خلفناہ فقد خسرناہ یعنی ایکبار امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ بقیع پر گذرے اہل قبور پر سلام کر کے فرمایا ہمارے پاس کی خبرین یہ ہین کہ تمہاری عورتون نے نکاح کر لیے اور تمہارے گھرون مین اور لوگ بسے تمہارے مال تقسیم ہوگئے اوسپر کسی نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب ہمارے پاس کی خبرین یہ ہین کہ ہمنے جو اعمال کیے تھے یہان پالئے اور جو راہ خدا مین دیا تھا اوسکا نفع اوٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹے مین گیا حدیث (۵۹) امام احمد تاریخ نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر تاریخ دمشق مین سعید بن المسیب سے راوی قال دخلنا

ف ع فائدہ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ۱۲ منہ

مقابر المدینۃ مع علی بن ابی طالب فنادی یا اهل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ تخبرونا
باخبارکم ام تریدون ان نخبرکم قال فسمعت صوتا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یا امیر المومنین خبرنا عما کان بعدنا فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما ازواجکم فقد تزوجن واما
اموالکم فقد اقتسمت والاولاد قد حشرن فی زمرۃ الیتامی والبناء الذی شید تم فقد سکنہا
اعداءکم فھذہ اخبار ما عندنا فما عندکم فاجابہ میت قد تخرقت الاکفان وانتثرت الشعور
وتقطعت الجلود وسالت الاحداق علی الخدود وسالت المناخیر بالقیح والصدید
وما قدمناہ ربحناہ وما خلفناہ خسرناہ ونحن مرتھنون بالاعمال یعنی ہم
مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے ہمراہ رکاب مقابر مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے حضرت
مولے نے اہل قبر پر سلام کرکے فرمایا تم ہمین اپنی خبرین بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمھین
خبر دین سعید بن مسیب فرماتے ہین مین نے آواز سنی کسی نے حضرت مولے کو جواب
سلام دیکر عرض کی یا امیر المومنین آپ بتلایئے ہمارے بعد کیا گزری امیر المومنین کرم اللہ
تعالی وجہہ نے فرمایا تمھاری عورتون نے تو نکاح کرلیے اور تمھارے مال سو وہ بٹ گئے اور
اولاد یتیمون کے گروہ مین اوٹھی اور وہ تعمیر جسکا تمنے استحکام کیا تھا اوسمین تمھارے دشمن
بسے ہمارے پاس کی خبرین تو یہ ہین اب تمھارے پاس کی کیا خبر ہے ایک مردے نے عرض
کی کفن پھٹ گئے بال جھڑ پڑے کھالون کے پرزے پرزے ہوگئے آنکھون کے ڈھیلے بہکر گالون
تک آئے نتھنون سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اوسکا نفع ملا اور جو پیچھے
چھوڑا اوسکا خسارہ ہوا اور اپنے اعمال مین محبوس ہین) وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحن من تفرد بالبقاء وقہر عبادہ بالموت سبحن
الحی الذی لا یموت ابدا وھو الغفور الرحیم **تنبیہ** جن صاحبون نے
جواب حدیث چہلم مین اس خطاب جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ کو محض وعظ وتنبیہ
احیا کے لیے قرار دیا کما نقلہ فی مائۃ مسائل غالبا انھون نے پوری حدیث ملاحظہ نفرمائی

ورنہ اُسکی لفظ اول سے آخر تک صاف پکار رہے ہین کہ یہان حقیقۃً اموات ہی سے خطاب مقصود تھا اسیقدر دیکھ لیجیے کہ جناب مولیٰ نے ابتدائً یہ لفظ ارشاد نہ کیے بلکہ اول اونسے استفسار فرمایا کہ پہلے تم اپنی خبرین بتاؤ گے یا ہم شروع کرین کیسے بے ارادہ خطاب حقیقی اس دریافت کرنے اور اختیار دینے کے کیا معنے تھے پھر اونکی درخواست پر حضرت نے اخبار دینا ارشاد فرماکر اونھین حکمدیا اب تم اپنی خبرین بتاؤ چنانچہ اونھون نے عرض کین پھر مخاطبہ حقیقی مین کیا شک ہے واللہ الموفق حدیث (۶۰) ابن عساکر نے ایک حدیث طویل روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ عہد معدلت مہد فاروقی مین ایک جوان عابد تھا امیر المؤمنین اوس سے بہت خوش تھے دن بھر مسجد مین رہتا بعد عشا باپ کے پاس جاتا راہ مین ایک عورت کا مکان تھا اوس پر عاشق ہوگئی ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی جوان نظر نفرماتا ایک شب قدم نے لغزش کی ساتھ ہولیا دروازے تک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بیساختہ یہ آیۂ کریمہ زبان سے نکلی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون (ڈر والون کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہین اُسی وقت اُنکی آنکھین کھل جاتی ہین) آیت پڑھتے ہی غش کھاکر گرا عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اوٹھاکر اوسکے دروازے پر ڈالدیا باپ منتظر تھا آنے مین دیر ہوئی دیکھنے نکلا دروازے پر بیہوش پڑا پایا گھر والون کو بلاکر اندر اُٹھوایا رات گئے ہوش آیا باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے کہا بتاؤ ناچار قصہ کہا باپ بولا جان پدر وہ آیت کونسی ہے جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا جنبش دی مردہ پایا رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کردیا صبح کو امیر المؤمنین نے خبر پائی باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی عرض کی یا امیر المؤمنین رات تھی پھر امیر المؤمنین ہمراہیون کو لیکر قبر پر تشریف لیگئے۔ آگے لفظ حدیث یون ہین فقال عمر یا فلان ولمن خاف مقام ربہ جنتن فاجابہ الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیہا ربی فی الجنۃ مرتین یعنی امیر المؤمنین نے جوان کا نام لیکر فرمایا اے فلان جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونیکا ڈر کرے اوسکے لیے دو باغ

ہین جوان نے قبر میں سے آواز دیا اے عمر مجھے میری رب نے یہ دولت عظمی جنت مین دوبار عطا فرمائی نسأل الله الجنة له الفضل والمنة وصلى الله تعالى على نبي الانس والجنة وآله وصحبه واصحاب السنة آمین آمین آمین

المقصد الثالث فی اقوال العلماء

قال الفقیر محرر السطور غفر له المولی الغفور اس مسئلہ مین ہمارے مذہب کی تصریح و تلویح و تنصیص و تلمیح و تائید و ترجیح و تسلیم و تصحیح مین ارشادات متکاثرہ و اقوال متوافرہ ہین حضرات عالیہ صحابہ کرام و تابعین فخام و اتباع اعلام و مجتہدین اسلام و سلف و خلف علماے عظام سے رضی الله تعالی عنہم اجمعین و حشرنا فی زمرتہم یوم الدین آمین فقیر غفر الله تعالی له اگر بقدر قدرت اونکی حصر و استقصا کا ارادہ کرے موجز عجالہ حد سے مجلد سے گزرے لہذا اولا صرف سو ائمہ دین و علماے کاملین کے اسماے طیبہ شمار کرتا ہون جنکے اقوال اسوقت میری پیش نظر اور اس رسالہ کے فصول و مقاصد مین جلوہ گر و فضل الله سبحانہ اوسع و اکثر پھر دس نام اون عالمون کے بھی حاضر کرونگا جنہ احیاء مین مخالف مضطر و ھذا الذی ھم ادھی وامر والحمد لله العلی الاکبر **فمن الصحابة** رضوان الله تعالی علیہم اجمعین (۱) امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم (۲) امیر المومنین علی مرتضی (۳) حضرت عبد الله بن مسعود (۴) حضرت سلمان فارسی (۵) عمرو بن عاص (۶) عبد الله بن عمر (۷) عبد الله بن عمرو (۸) ابوہریرہ (۹) عقبہ بن عامر (۱۰) ابو امامہ باہلی (۱۱) صحابی اعرابی صاحب حدیث حیثما مررت وغیرہم رضی الله تعالی عنہم اور مین ادنکے سوا ان صحابہ کرام کے نام یہان شمار نہین کرتا جنھون نے سماع و ادراک موتی حضور اقدس صلی الله تعالی علیہ وسلم سے روایت کیا یا حضور کی زبان پاک سے سُنا مثل عبد الله بن عباس و انس بن مالک و ابو رزین و براء بن عازب و ابو طلحہ و عمارہ بن حزم و ابو سعید خدری و عبد الله بن سیلان و ام سلمہ و صفیہ بنت مخرمہ رضی الله تعالی عنہم اگرچہ یقیناً معلوم کہ ارشاد والاے حضور اعلی صلی الله تعالی علیہ وسلم سنکر اونکے خلاف پر اعتقاد حضرات صحابہ سے معقول نہین

نہ مقام مقام احکام کہ احتمال خلاف بعلم ناسخ ہو۔ تاہم جب قصد استیعاب نہیں تو انھیں پر اقتصار سہی جنکے خود افعال واقوال دلیل مسئلہ ہیں وباللہ تعالیٰ التوفیق **ومن التابعین** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (۱۲) مجاہد مکی (۱۳) عمرو بن دینار (۱۴) بکر مزنی (۱۵) ابن ابی لیلی (۱۶) قاسم بن مخیمرہ (۱۷) راشد بن سعد (۱۸) ضمرہ بن حبیب (۱۹) حکیم بن عمیر (۲۰) علاء بن اللجلاج (۲۱) بلال بن سعد (۲۲) محمد بن واسع (۲۳) ام الدرداء وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ **ومن تبع التابعین لطف اللہ بہم یوم الدین** (۲۴) عالم قریش سیدنا ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی (۲۵) عالم کوفہ فقیہ مجتہد امام سفیان (۲۶) عبد الرحمن بن العلاء وغیرہم روح اللہ تعالیٰ ارواحہم **ومن اعاظم السلف واکارم الخلف** نور اللہ تعالیٰ مراقدہم (۲۷) عالم اہلبیت رسالت حضرت امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی وبتول بنت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم (۲۸) امام اجل عارف باللہ محمد بن علی حکیم ترمذی (۲۹) امام محدث جلیل کبیر اسمعیلی (۳۰) امام فقیہ عابد وزاہد احمد بن عصمہ ابو القاسم صفار حنفی بدو واسطہ شاگرد امام ابو یوسف وامام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ (۳۱) امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی (۳۲) امام ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی (۳۳) امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد حاکم شہید حنفی صاحب کافی (۳۴) امام ابو الفضل قاضی عیاض یحصبی مالکی (۳۵) امام حجۃ الاسلام مرشد الانام ابو حامد محمد محمد محمد غزالی (۳۶) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن فرح قرطبی صاحب تذکرہ (۳۷) امام شمس الائمہ حلوائی حنفی (۳۸) امام عارف باللہ اسمعیل فقیہ زاہد (۳۹) امام محدث محب الدین طبری شافعی (۴۰) امام ربانی سیدنا علاء الدولہ سمنانی (۴۱) امام ابو المحاسن حسن بن علی ظہیر الدین کبیر مرغینانی حنفی استاذ امام قاضی خان وصاحب خلاصہ (۴۲) بعض اساتذہ امام شیخ الاسلام علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی حنفی صاحب التجنیس والمزید (۴۳) امام فقیہ النفس قاضیخان حسن بن منصور فرغانی اوزجندی حنفی (۴۴) امام ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی شارح صحیح مسلم (۴۵) امام فخر الدین

محمد رازی شافعی (۴۶) امام سعد الدین تفتازانی مصنف و شارح مقاصد (۴۷) امام
ابو سلیمن احمد بن ابراہیم خطابی (۴۸) امام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد سہیلی
صاحب الروض (۴۹) امام عمر بن محمد بن عمر جلال الدین خبازی حنفی صاحب فتاوی خبازیہ
(۵۰) صاحب عباب حنفی تلمیذ امام اجل قاضیخان (۵۱) علامہ محمود بن محمد لؤلؤی بخاری
حنفی صاحب حقائق شرح منظومہ نسفیہ تلمیذ التلمیذ امام شمس الائمہ کردری (۵۲) سیدی
یوسف بن عمر صوفی حنفی صاحب مضمرات (۵۳) امام عارف باللہ صدر الدین قونوی (۵۴)
امام شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی (۵۵) امام ملک العلماء عز الدین بن عبد السلام
شافعی (۵۶) امام محدث زین الدین مراغی (۵۷) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن
علی بن جابر اندلسی (۵۸) قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی صاحب تفسیر (۵۹) امام ابو
عبد اللہ بن النعمان صاحب سفینۃ النجاہ لاہل الالتجا فی کرامات الشیخ ابی النجا (۶۰) امام
عارف باللہ عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب روض الریاحین (۶۱) امام علامہ
سید الحفاظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری
(۶۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی حنفی صاحب کواکب الدراری شرح صحیح
بخاری (۶۳) امام علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی صاحب شفاء السقام۔
(۶۴) امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی صاحب ارتیاح الاکباد بفقد
الاولاد (۶۵) امام خاتم الحفاظ مجدد المائۃ التاسعہ ابو الفضل جلال الدین بن عبد الرحمن
سیوطی صاحب شرح الصدور و بدور سافرہ و انیس الغریب و زہر الربی شرح سنن نسائی وغیرہ
(۶۶) امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی شافعی صاحب مواہب لدنیہ و ارشاد الساری شرح
صحیح بخاری (۶۷) امام شہاب الدین رملی انصاری شافعی (۶۸) سیدی ولی اللہ احمد
زروق (۶۹) سید عارف باللہ ابو العباس حضرمی (۷۰) امام احمد بن محمد ابن حجر مکی شافعی
شارح مشکوۃ (۷۱) محقق علامہ محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ شرح منیہ۔

(۷۲) امام محمد عبدری مکی مالکی (۷۳) امام صدر کبیر حسام الدین شہید عمر بن عبد العزیز صاحب فتاوی
کبریٰ حنفی (۷۴) امام محمد بن محمد بن شہاب الدین بزازی حنفی صاحب بزازیہ (۷۵) علامہ
نور الدین سمہودی شافعی صاحب خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(۷۶) علامہ رحمۃ اللہ سندی حنفی صاحب مناسک ثلٰثہ (۷۷) علامہ نور الدین علی بن ابراہیم
بن احمد حلبی شافعی صاحب سیرۃ انسان العیون (۷۸) امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی
شافعی صاحب میزان الشریعۃ الکبریٰ (۷۹) علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب سبل الہدیٰ
والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۸۰) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی
شارح مواہب (۸۱) علامہ عبد الرؤف محمد مناوی شافعی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر (۸۲)
امام ابوبکر بن محمد بن علی حدادی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ شرح قدوری (۸۳) علامہ ابراہیم بن
محمد ابراہیم حلبی حنفی صاحب غنیہ شرح منیہ (۸۴) فاضل علی بن سلطان محمد قاری مکی حنفی صاحب
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۸۵) علامہ محمد بن احمد حموی حنفی استاذ محقق شرنبلالی (۸۶)
علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری شرنبلالی حنفی صاحب نور الایضاح وامداد الفتاح ومراقی
الفلاح (۸۷) علامہ خیر الدین رملی حنفی صاحب فتاوی خیریہ استاذ صاحب درمختار (۸۸)
فاضل مدقق محمد بن علی دمشقی حصکفی حنفی شارح تنویر (۸۹) سیدی عارف باللہ عبد الغنی بن اسمٰعیل
بن عبد الغنی نابلسی حنفی صاحب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ (۹۰) سید علامہ ابو السعود
محمد حنفی (۹۱) مولانا عارف باللہ نور الدین جامی حنفی صاحب نفحات وغیرہ (۹۲) شیخ محقق
برکۃ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الہند مولٰنا عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی
حنفی صاحب لمعات واشعۃ اللمعات وجامع البرکات وجذب القلوب ومدارج النبوۃ (۹۳)
فاضل محدث مولٰنا محمد طاہر فتنی احمد آبادی حنفی صاحب مجمع بحار الانوار (۹۴) فاضل شیخ الاسلام
دہلوی حنفی صاحب کشف الغطا (۹۵) مولٰنا شیخ جلیل نظام الدین و غیرہ جامعان فتاوی عالمگیری
حنفیان (۹۶) بحر العلوم ملک العلماء مولٰنا ابو العیاش محمد عبد العلی لکھنوی حنفی (۹۷) خاتمۃ

المحققین علامہ غلیمی حنفی (۹۸) فاضل سید احمد مصری طحطاوی حنفی (۹۹) سیدی امین الدین محمد شامی حنفی محشیان شرح علائی (۱۰۰) سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی حنفی وغیرہم برو اللہ تعالی مضاجعہم تنبیہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ان ائمہ سلف و علماے خلف سے صرف انھیں اکابر کے اسماے طیبہ گنے جنکے کلام مین خاص سماع و آدراک و علم و شعور اہل قبور کے نصوص قاہرہ یا دلائل باہرہ ہین پھر ان مین بھی حصر و استیعاب کا قصد نہ کیا کہ اسکی راہ مین بلاد شاسعہ و براری واسعہ و جبال شاہقہ و بحار زاخرہ ہین بلکہ جاننا وہ بھی بالتمام ذکر نہ کیے

مع صد ہا اقوال کو پیر ... ت ذالکم مقام تحقیق مرام توفیق ۔ نظام تطبیق اور موافق و مباین جمہور کی تفریق سے بعض غافل یا اغواے عوام کو متغافل گزرتی ہین و

جنکے اقوال ہدایت اشتمال اسوقت میرے سامنے جلوہ فرما ہیں تیسر حالت حاضرہ ہین
فتلک مائۃ کاملۃ و فہیم و فساء القلوب عاقلۃ ۵ اولئک سادا تی فجئنی بمثلہم اذا
جمعتنا یا جریر المجامع - والحمد للہ اولا و آخرا و باطنا و ظاہرا **تمام الکلام**
بمسلک الالزام اب اونھین لیجیے جنپر اعتماد مخالف کو ضرور (۱) شاہ ولی اللہ
صاحب (۲) اونکے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب (۳) اونکے فرزند ارجمند مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب (۴) انکے برادر نامور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب (۵) اونکے محمود و ممدوح
جناب میرزا مظہر جان جانان صاحب (۶) انکے مرید رشید قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی -
(۷) مولوی اسحاق صاحب دہلوی (۸) انکے شاگرد نواب قطب الدینخان دہلوی (۹) مولوی
خرم علی صاحب بلہوری تجاوز اللہ عنا و عن کل من صح ایمانہ فی النشاتین و رحم کل من یشہد
صدقا بالشہادتین (۱۰) ان سب سے قوی مجتہد نوی میان اسمٰعیل دہلوی واللہ الہادی
الی المنہج السوی وہو المستعان علی کل غوی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الغالب العلی
واضح ہو کہ ارشادات علیہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مقصد احادیث
مین مذکور ہوئے کہ حدیث اصطلاح محدثین مین انھین بھی شامل ہے ہذا امور قبور و احوال ارواح
مفارقہ مین رائے کو دخل نہین تو یہان موقوف بھی مرفوع مین داخل ہان بعض اقوال تابعین
مثل بلال بن سعد اس مقصد سوم مین مذکور ہوئے اور اسکی وجہ اقوال باب سے مناسبت
جسطرح مثلا امام سفیان کا قول ایسے ہی تناسب کے سبب اقوال تابعین کے ساتھ منقول
ہوا اب بقیہ حضرات کے کلمات طیبات و اقوال و تصریحات اگر بوجہ استیعاب لکھیے پھر دفتر ہوتا
ہے لہذا صرف **تین سو قول** پر اقتصار کرتا ہون علماے صنف اول کے دو سو
اور اہل صنف دوم کے سو کہ دیدہ انصاف صاف ہو تو اتنے کیا کم ہین ع در خانہ اگر کس است
یک حرف بس است **تنبیہ** عدت قول جدت منقول یا تعدد قائل سے ہے ابتداء خواہ
تقریرا اور درصورت اخیر ہر عالم کی عبارت جدا جدا لکھنا باعث طول لہذا اونھین ایک ہی

سرخی مین گن کر اسامی علما پر ہندسہ لگادیا جائیگا یہ مقصد بھی مثل اپنی دو برادر پیشین کے دو نوع پر منقسم واللہ سبحنہ ھو الموفق للحق والصواب فی کل مہم **نوع اول** اقوال علمائی سلف و خلف مین ایک تمہید اور پندرہ فصل پر مشتمل **تمہید** اسمین کہ روحین موت سے نہین مرتین (۱) ابن عساکر تاریخ دمشق مین امام محمد بن وضاح سے راوی امام اجل سحنون بن سعید قدس سرہ سے کہا گیا ایک شخص کہتا ہے بدن کے مرنے سے روح بھی مرجاتی ہے فرمایا معاذ اللہ ھذا من قول اھل البدع خدا کی پناہ یہ بدعتیون کا قول ہے (۲) امام ابن امیر الحاج خاتمہ حلیہ مین دربارۂ فوائد غسل میت فرماتے ہین اذا اعتنی المولے بتطہیر جسد یلقی فی التراب تنبہ العبد الی تطہیر ماھو باق وھو النفس فانہ لایفنی عند اھل السنۃ والجماعۃ یعنی جب بندہ دیکھیگا کہ مولی تبارک و تعالی نے ہمپر اوس بدن کی تطہیر فرض کی جو خاک مین ڈالا جائیگا تو متنبہ ہوگا کہ اوسکی تطہیر اور بھی ضرور ہے جو باقی رہنے والا ہے یعنے روح کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک فنا نہین ہوتی (۳) امام عزالدین بن عبد السلام فرماتے ہین لاتموت ارواح الحیاۃ بل ترفع الی السماء حیۃ روحین مرتی نہین بلکہ زندہ آسمان کیطرف اوٹھالیجاتی ہین (۴) امام جلال الحق والدین سیوطی شرح الصدور مین ناقل بعض خلفا بالاجماع روحین پیدایش کے بعد بالاجماع جاودان رہتی ہین (۵) خود امام ممدوح اس امر کی تایید مین کہ شہدا کی زندگی صرف روحانی نہین بلکہ روح و بدن دونو سے ہے ارشاد فرماتے ہین لوکان المراد حیاۃ الروح فقط لم یحصل لہ تمیز عن غیرہ لمشارکۃ سائر الاموات لہ فی ذلک لعلم المومنین باسرھم حیاۃ کل الارواح فلم یکن لقولہ تعالی ولکن لاتشعرون معنی یعنی اگر آیت کریمہ مین حیات شہید سے صرف زندگی روح مراد ہوتی تو آئین اُنکی کیا خصوصیت تھی یہ بات تو ہر مردے کو حاصل ہے اور تمام مسلمان جانتے ہین کہ سب کی روحین بعد موت زندہ رہتی ہین حالانکہ حیات شہدا کی نسبت آیت مین فرمایا تمہین خبر نہین یہان تک اجماع صحابہ ثابت ہوا **فصل اول** موت صرف ایک مکان سے

شرح الصدور عن الامام

دوسرے گھر مین چلا جاتا ہی نہ کہ معاذ اللہ جماد ہو جانا **قول (۱)** امام ابو نعیم حلیہ مین بلال بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی کہ انھون نے اپنے وعظ مین فرمایا یا اہل الخلود و یا اہل البقاء انکم لم تخلقوا للفناء وانما خلقتم للخلود والابد ولکنکم تنقلون من دار الی دار اے ہمیشگی والو اے بقا والو تم فنا کو نہ بنے دوام و ہمیشگی کے لیے بنے ہو ہان ایک گھر سے دوسرے گھر مین چلے جاتے ہو

قول (۲) شرح الصدور مین ہی قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف وانما ھو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقتہ وحیلولۃ بینہما وتبدل حال وانتقال من دار الی دار علمائے فرمایا موت کے یہ معنی نہین کہ آدمی محض نیست و نابود ہو جائے بلکہ وہ تو یہی روح و بدن کے تعلق چھوٹنے اور انمین حجاب و جدائی ہو جانے اور ایک طرح کی حالت بدلنے اور ایک گھر سے دوسرے گھر چلے جانیکا نام ہے **تنبیہ** تعلق چھوٹنے کے یہ معنی کہ وہ علاقہ کہ جو وہ جو عالم حیات مین تھا جاتا رہا اور اسیطرح حجاب و جدائی ہو جانے سے یہ مراد کہ ویسا اتصال تام باقی نہین ورنہ مذہب اہلسنت مین روح کو بعد موت بھی بدن سے ایک تعلق و اتصال رہتا ہے جیسا کہ فصول آئندہ کے اقوال کثیرہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ

قول (۳) جامع البرکات مین فرمایا موت عدم محض نیست چنانکہ دہریان و طبعیان گویند بلکہ انتقال است از جائے بجائے واز دارے بدارے **قول (۴)** اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین فرمایا اولیای خدا نقل کردہ شدند ازین دار فانی بدار بقا و زندہ اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازان شعور نیست **قول (۵)** مرقاۃ شرح مشکوۃ مین فرمایا لافرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لایموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار اولیا کی دونون حالت حیات و ممات مین اصلا فرق نہین اسی لیے کہا گیا کہ وہ مرتے نہین بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر مین تشریف لیجاتے ہین **روایت مناسبہ** امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ مین بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابو سعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی کہ مین مکہ معظمہ مین تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا جب مین نے

اوسکی طرف نظر کی مجھے دیکھکر مسکرایا اور کہا یا اباسعید اما علمت ان الاحبا احیاء وان ماتوا وانما ینتقلون من دار الی دار ای ابوسعید کیا تم نہین جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہین اگرچہ مرجائین وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر مین بلائے جاتے ہین **روایت دوم** وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ سے راوی مین نے ایک فقیر کو قبر مین اوتارا جب کفن کھولا اونکا سر خاک پر رکھدیا کہ اللہ اونکی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھین کھولدین اور مجھسے فرمایا یا اباعلی تذللنی بین یدی من یدللنی ای ابوعلی تم مجھے اوسکے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اوٹھاتا ہے مین نے عرض کی ای سردار میرے کیا موت کے بعد زندگی فرمایا بلی انا حی وکل محب لانصرنک بجاہی غدا مین زندہ ہون اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہی بیشک وہ وجاہت وعزت جو مجھے روز قیامت ملیگی اوس سے مین تیری مدد کرونگا **روایت سوم** وہی جناب مستطاب حضرت ابرہیم بن شیبان قدس سرہ سے راوی میرا ایک مرید جوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ مین بائین طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی مین نے کہا جان پدر تو سچا ہی مجھی سے غلطی ہوی **روایت چہارم** وہی امام حضرت ابویعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہ سے راوی مینے ایک مرید کو نہلانے کیلیے تختہ پر لٹایا اوسنے میرا انگوٹھا پکڑ لیا مینے کہا جان پدر مین جانتا ہون کہ تو مردہ نہین یہ تو صرف مکان بدلنا ہے لے میرا ہاتھ چھوڑدے **روایت پنجم** جناب ممدوح انھین عارف موصوف سے راوی مکہ معظمہ مین ایک مرید نے مجھسے کہا پیر ومرشد مین کل ظہر کیوقت مرجاؤنگا حضرت یہ اشرفی لین آدھی مین میرا دفن آدھی مین میرا کفن کرین جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبہ سے ہٹکر لیٹا تو روح نہ تھی مینے قبر مین اوتارا آنکھین کھولدین مینے کہا موت کے بعد زندگی کہا انا حی وکل محب للہ حی مین زندہ ہون اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے اس قسم کی صدہا روایات کلمات ائمۂ کرام مین مذکور ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور **فصل دوم** موت سے روح مین اصلا تغیر نہین آتا اوسکے علوم وافعال بدستور

۵ امام سیوطی شرح الصدور مین مذہب اہلسنت کتاب الروح سے یون نقل فرماتے ہین الروح ذات قائمۃ بنفسہا تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتجی وتذہب وتتحرک وتسکن وعلی ذلک اکثر من مائۃ دلیل مقررۃ یعنی روح ایک مستقل ذات ہے کہ چڑھتی اترتی ملتی جدا ہوتی آتی جاتی حرکت کرتی ساکن ہوتی ہے اور اسپر سو سے زیادہ دلائل ثابت ہین ۱۲ منہ

رہتے ہیں بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں پھر جمادیت کیسی اور اثبات تخصیص ادراک ذمہ مخصص **قول**
(۶) امام سبکی شفاء السقام شریف میں فرماتے ہیں النفس باقیۃ بعد موت البدن عالمۃ
باتفاق المسلمین بل غیر المسلمین من الفلاسفۃ وغیرہم من یقول ببقاء النفوس یقولون
بالعلم بعد الموت ولم یخالف فی بقاء النفوس الا من لا یعتد بہ اھ ملتقطا یعنی مسلمانوں کا
اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم وادراک رکھتی ہے بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقائے ارواح
کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں اور بقائے روح میں کسینے خلاف نہ کیا
مگر ایسوں نے جو کسی گنتی شمار میں نہیں ہیں **قول** (۷) تفسیر بیضاوی میں ہے فیھا دلالۃ
علی ان الارواح جواھر قائمۃ بانفسھا مغایرۃ لما یحس بہ من البدن تبقی بعد الموت
دراکۃ وعلیہ جمہور الصحابۃ والتابعین وبہ نطقت الآیات والسنن یہ آیت کریمہ دلیل ہے
کہ روحیں جوہر قائم بالذات ہیں یہ بدن جو نظر آتا ہے اسکے سوا اور چیز ہیں موت کے بعد اپنے اوسی جوش
ادراک پر رہتی ہیں جمہور صحابہ وتابعین کا یہی مذہب ہے اور اسی پر آیات واحادیث ناطق **قول** (۸)
امام غزالی احیا میں فرماتے ہیں لا تظن ان العلم یفارقک بالموت فالموت لا یھدم محل العلم
اصلا ولیس الموت عدما محضا حتی تظن انک اذا عدمت عدمت صفتک یہ گمان
نکرنا کہ موت سے تیرا علم تجھسے جدا ہو جائیگا کہ موت محل علم یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی نہ
وہ نیست ونابود ہو جانیکا نام ہے کہ تو سمجھے جب تو نہ رہا تیرا وصف یعنی علم وادراک بھی نہ رہا **قول**
(۹و۱۰) امام نسفی عمدۃ الاعتقاد پھر علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں الروح لا یتغیر بالموت
مرنے سے روح میں کچھ تغیر نہیں آتا **قول** (۱۱) علامہ تورپشتی فرماتے ہیں الروح الانسانیۃ
متمیزۃ مخصوصۃ بالادراکات بعد مفارقۃ البدن فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی
متمیز ومخصوص بہ ادراکات ہے نقلہ المناوی **قول** (۱۲) علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے
الموت لیس بعدم محض والشعور باق حتی بعد الدفن موت بالکل عدم نہیں اور شعور باقی
ہے یہانتک کہ بعد دفن بھی **قول** (۱۳) اوسی میں ہے ان الروح اذا انخلعت من ھذا

الهیکل وانفکت من القیود بالموت تجول الی حیث شاءت بیشک روح جب اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدون سے رہا ہوتی ہے جہان چاہتی ہے جولان کرتی ہے قول (۱۴) شرح الصدور مین منقول کہ دلائل قرآن و حدیث لکھکر کہا فنعلم ان الارواح اجسام حاملة لاعراضها من التعارف والتناکر وانها عارفة ممیزة الخ اسنے ثابت ہوا کہ روحین اجسام ہین اپنے اوصاف شناخت و ناشناخت وغیرہ کی حامل جو بذات خود ادراک و تمیز رکھتی ہین یہان وہ تقریر یاد کرنی چاہیے جو زیر حدیث دوم گزری قول (۱۵) مقاصد و شرح مقاصد علامہ تفتازانی مین ہے عند المعتزلة وغیرهم البنیة المخصوصة شرط فی الادراک فعندهم لایبقی ادراک الجزئیات عند فقد الآلات وعندنا یبقی وهو الظاهر من قواعد الاسلام معتزلہ وغیرہم کے مذہب مین تو بدن شرط ادراک ہے تو اونکے نزدیک جب اوسکے آلات نہ رہے ادراک جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہل سنت وجماعت کے مذہب مین باقی رہتا ہے اور یہی ظاہر ہے قواعد دین اسلام سے قول (۱۶) لمعات شرح مشکوٰۃ مین ہے سببیة الحواس للاحساس والادراک عادیة کما تقرر فی المذهب اما العلم فبالروح وهو باق اھ ملتقطاً حواس کا سبب احساس و ادراک ہونا ایک امر عادی ہے جیسا کہ مذہب اہل سنت مین ثابت ہو چکا اور علم تو روح سے ہے اور وہ باقی ہے قول (۱۷) امام سیوطی فرماتے ہین ذهب اهل الملل من المسلمین وغیرهم الی ان الروح یبقی بعد موت البدن وخالف فیه الفلاسفة دلیلنا ما تقدم من الآیات والاحادیث فی بقائها وتصرفها الخ تمام اہل ملت مسلمین اور اونکے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ روحین بعد موت بدن باقی رہتی ہین ہان فلاسفہ یعنے بعض مدعیان حکمت نے اسمین خلاف کیا ہماری دلیل وہ آیتین حدیثین جنسے ثابت کہ روح بعد موت باقی رہتی اور تصرفات کرتی ہے قول (۱۸) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین ہے قد انکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض محتجین بان المیت جماد لاحیاة له ولا ادراک الخ بعض معتزلہ اور روافض

عذاب قبر سے منکر ہو گئے یہ حجت لاکر کہ مردہ جماد ہے نہ اوسکے لیے حیات ہے نہ ادراک قول (۱۹)

کشف الغطا مستند مولوی اسحق دہلوی مین ہے مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد محض است

قول (۲۰) اوسی مین ہے فرقی نیست در ارواح کاملان در عین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال

فصل سوم ان تصریحون مین کہ اموات کے علم و ادراک دنیا و اہل دنیا کو بھی شامل

قول (۲۱) امام جلال الدین سیوطی رسالۂ منظومہ انیس الغریب مین فرماتے ہین ۔ یعرف من یغسلہ و یحمل ۔ و یلبس الاکفان و من ینزل ۔ مردہ اپنے نہلانے والے اوٹھانے والے کفن پہنانے والے قبر مین اوتارنے والے سب کو پہچانتا ہے قول (۲۲ تا ۲۴) امام ابن الحاج مدخل اور امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی شرح مین تقریبًا فرماتے ہین واللفظ للاحد من الصل الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالبا و قد وقع کثیر من ذلک کما ھو مسطور فی مظنتہ ذلک من الکتب جو مسلمان برزخ مین ہین اکثر احوال احیا پر علم رکھتے ہین اور یہ امر بکثرت واقع ہے جیسا کتابون مین اپنے محل پر مذکور ہے قول (۲۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین علم و ادراک موتی کی تحقیق و تفصیل لکھکر فرماتے ہین بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت میکنند بر وجود علم موتی بہ دنیا و اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار و منکر دین

فصل چہارم اموات سے حیا کرتے ہین ۔ قول (۲۶) ابن ابی الدنیا کتاب القبور مین سلیم بن عمیر سے راوی وہ ایک مقبرہ پر گزرے پیشاب کی حاجت سخت تھی کسی نے کہا یہان اوتر کر قضائے حاجت کر لیجیے فرمایا سبحٰن اللہ واللہ انی لاستحیی من الاموات کما استحیی من الاحیاء سبحان اللہ خدا کی قسم مین مردون سے ایسی ہی شرم کرتا ہون جیسی زندون سے قول (۲۷) جب سیدنا امام شافعی مزار فائض الانوار حضرت امام اعظم پر تشریف لیگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عن اتباعہما نماز صبح مین قنوت نہ پڑھی لوگون نے سبب پوچھا فرمایا کیف اقنت بحضرۃ الامام وھو لایقول بہ مین امام کے سامنے کیونکر قنوت پڑھون حالانکہ وہ اسکے قائل نہین ذکرہ سیدی علی الخواص و الامام الشعرانی فی المیزان و نحوہ العلامۃ ابن حجر المکی فی الخیرات الحسان

فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان فی اولہا واعادہ فی آخرہا عن بعض شراح منہاج الامام النووی وعن غیرہ
ونحوہ فی عقود الجمان فی مناقب النعمان عن شیخ شیوخہ الامام الزاہد الولی شہاب الدین
شارح المنہاج بعض روایات مین آیا بسم اللہ شریف بھی جہر سے نہ پڑھی نقلہ الفاضل
الشامی فی رد المحتار عن بعض العلماء وکذا الامام ابن حجر فی الخیرات الحسان بعض مین ہے
تکبیرات انتقال مین رفع یدین نہ فرمایا سبب دریافت ہوا جواب دیا ادبنا مع ہذا الامام اکثر
من ان نظہر خلافہ بحضرتہ اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ اونکے حضور
اونکا خلاف ظاہر کرین ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ شرح لباب مین خاص بلفظ استحیا نقل کیا
کہ امام شافعی نے فرمایا استحیی ان اخالف مذہب الامام فی حضورہ مجھے شرم آتی ہے کہ امام کے
سامنے اونکے مذہب کے خلاف کرون ذکرہ فی باب الزیارۃ النبویۃ فصل المقام بالمدینۃ
المنورۃ سبحان اللہ اگر اموات دیکھتے سنتے نہین تو جہر و اخفا یا رفع و ترک یا مکث قنوت و تعجیل
سجود مین کیا فارق تھا اللہ الصاف اگر بنائے قبر حجاب مانع ہو تو امام ہمام کا سامنا کہان تھا اور
اس ادب و لحاظ کا کیا باعث ہوا **قول** (۲۸ تا ۳۱) علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک
جماعت علما نے تصریح فرمائی کہ زیارت بقیع شریف مین قبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے
ابتدا کرے کہ پہلے وہی ملتا ہے تو بے سلام کے وہان سے گزر جانا بے ادبی ہے اسیطرح اوس بقیعہ پاک مین
جو مزار پہلے آتا جائے اوس پر سلام عرض کرتا جائے کہ جو ذرا بھی عزت و عظمت رکھتا ہے اوسکے سامنے سے بے سلام چلا جانا
مروت و ادب سے بعید ہے مولانا علی قاری[۲۹] نے شرح لباب مین اسے نقل فرماکر مسلم رکھا شیخ محقق[۳۰] نے
جذب القلوب مین بعض دیگر علما[۳۱] سے اوسکی تحسین نقل کی کہ یہ ایک عمدہ مقصد ہے جسکے
ساتھ افضل و اشرف کی رعایت نہ کرنی کچھ مضایقہ نہین مسلک متقسط مین ہے ذکر العلامۃ
فضل اللہ بن الغوری من اصحابنا ان البداءۃ بقبۃ العباس والختم بصفیۃ رضی اللہ
تعالی عنہما اولی لان مشہد العباس اول مایلقی الخارج من البلد عن یمینہ فمجاوزتہ
من غیر سلام علیہ جفوۃ فاذا سلم علیہ وسلم علی من یمر بہ اولا فیختم بصفیۃ رضی اللہ

تعالی عنها فی رجوعه کما صرح به ایضا کثیر من مشایخنا الخ تاریخ مدینه مین ہے متاخرین
علما اختلاف کرده اند که ابتدا بزیارت که کند طائفه بر انند که ابتدا بزیارت حضرت عباس کند و هر که با وی
در یک قبه آسوده اند از ائمه اهلبیت رضوان الله تعالی علیهم اجمعین زیرا که اسهل و اقرب است
و از پیش ایشان در گزشتن و بزیارت دیگران متوجه شدن نوعی از جفا و سوے ادب باشد الخ
اوسی مین ہے محصل کلام بعضے از علما آنست که ابتدا از قبه عباس کند رضی الله تعالی عنه
و عمن معه بعد ازان بهر که پیش آید زیرا که هر گاه دنی جلالت شان بود بے سلام از پیش وی گزشتن
و جاے دیگر رفتن از عالم مروت و حفظ طریقه ادب بغایت دور است قال بعضهم وهو مقصد
صالح لا یضر معه عدم رعایة الافضل والاشرف الخ **فصل پنجم** افعال احیا سے
تاذی اموات مین **قول** (۳۳ تا ۳۴) مراقی الفلاح مین فرمایا اخبرنی شیخی العلامة
محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمه الله تعالی بانهم یتاذون بخفق النعال مجھے میرے استاذ
علامه محمد بن احمد حنفی رحمه الله نے خبر دی که جوتی کی پہچل سے مردے کو ایذا ہوتی ہے علامه
طحطاوی نے اسپر تقریر فرمائی **قول** (۳۵) حدیث مین جو قبر پر تکیه لگانے سے ممانعت
فرمائی اور اسے ایذاے میت ارشاد ہوا جیسا که حدیث ۲۵ مین گزرا شیخ محقق رحمه الله
تعالی اوسپر شرح مشکوة مین لکھتے ہین شاید که مراد آنست که روح وی ناخوش میدارد
و راضی نیست بتکیه کردن بر قبر وی از جهت تضمن وی اہانت و استخفاف را بوی والله اعلم
قول (۳۶ و ۳۷) عارف بالله حکیم ترمذی پھر علامه نابلسی حدیقه مین فرماتے ہین
معناه ان الارواح تعلم بترک اقامة الحرمة والاستهانة فتتاذی بذلک اسکے یه معنی ہین که روحین
جان لیتی ہین که اونسے ہماری تعظیم مین قصور کیا لہذا ایذا پاتی ہین **قول** (۳۸ و ۳۹)
حاشیه طحطاویه و رد المحتار وغیرہما مین ہے مقابر مین پیشاب کرنیکو نه بیٹھے لان المیت یتاذی
بما یتاذی به الحی اس لیے که جس سے زندون کو اذیت ہوتی ہے اوس سے مردے بھی ایذا پاتے ہین
اقول بلکه دیلمی نے ام المومنین صدیقه رضی الله تعالی عنها سے اس کلیه کی تصریح

روایت کی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا المیت یوذیہ فی قبرہ ما یوذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر مین ایذا ہوتی تھی قبر مین بھی اوس سے اذیت پاتا ہے

قول (۲۰۴ و ۲۰۵) حدیث ۲۶ کی نسبت اشعہ مین امام ابو عمر عبد البر سے نقل کیا از ینجا مستفاد میگردد کہ میت متألم میگردد بتمام آنچہ متألم میگردد بدان حی و لازم این است کہ متلذذ گردد بتمام آنچہ متلذذ میشود بدان زندہ تبدیل

مسئلہ ہے کہ دار الحرب کے جن جانورون کو اپنے ساتھ لانا دشوار ہوا نھین زندہ نہ چھوڑین کہ اُس مین حربیوں کا نفع ہے نہ کوچین کاٹین کہ اوسمین جانور کی ایذا ہے بلکہ ذبح کرکے جلادین تاکہ وہ اونکی گوشت سے بھی انتفاع نکر سکین در مختار مین ہے حرم عقر دابۃ شق نقلہا الی دارنا فتذبح وتحرق بعدہ اذ لا یعذب بالنار الا ربہا اسپر علامہ حلبی محشی در مختار نے شبہہ کیا کہ یہان سے لازم کہ مردے کے جسم کو جو صدمہ پہنچائین اوس سے اُسے تکلیف نہو حالانکہ حدیث مین اسکا خلاف وارد ہے علامہ طحطاوی وعلامہ شامی نے جواب دیا کہ یہ بات بنی آدم کے ساتھ خاص ہے کہ وہ ابھی قبور مین ثواب وعذاب پاتے ہین تو اونکی ارواح کو ابدان سے ایسا تعلق رہتا ہے جسکے سبب ادراک واحساس ہوتا ہے جانورون مین یہ بات نہین ورنہ اونکی ہڈی وغیرہ سے انتفاع نہ کیا جاتا رد المحتار مین ہے اورد المحشی علی جواز احراقہا بعد الذبح انہ یقتضی ان المیت لا یتألم مع انہ ورد انہ یتألم بکسر عظمہ قلت قد یجاب بان ھذا خاص ببنی اٰدم لانہم یتنعمون ویعذبون فی قبورہم بخلاف غیرہم من الحیوانات ولا لزم ان لا ینتفع بعظمہا ونحوہ ثم رأیت ط ذکر نحوہ انتہی **اقول** تخصیص بنی آدم باضافت حیوانات مراد ہے ورنہ جن بھی بعد موت ادراک رکھتے ہین کما یاتی فی القول ۲۰۹ اور خود عذاب وثواب سے علاوہ کی تعلیل اسپر دلیل واللہ تعالی اعلم **فصل ششم** ملاقات احیا و ذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے قول (۲۰۶) امام سیوطی نے اینس الغریب مین فرمایا ع ویانس من اتی المقابر اذ جب زائر مقابر پر آتے ہین مردے انسے انس حاصل کرتے ہین قول (۲۰۷) امام اجل نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اقسام زیارت مین فرمایا ایک قسم زیارت اس

غرض یہی ہی کہ مقابر پر جانسے اموات کا دل بہلائین کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے وسیاتی نقلہ

فی النوع الثانی انشاء اللہ تعالی قول (۴۴) جذب القلوب مین فرمایا زیارت گاہی

از جہت اداے حق اہل قبور باشد در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتیکہ میت را بود در وقتیست

کہ یکی از آشنایان او زیارت قبر او کند و احادیث درین باب بسیار است قول (۴۵ و ۴۶)

فتاوی قاضیخان پھر فتاوی عالمگیری مین ہے ان قرأ القران عند القبور نوی بذلک

ان یونسہ صوت القران فانہ یقرء مقابر کے پاس قرآن پڑھنے سے اگر یہ نیت ہو کہ قرآن

کی آواز سے مردے کا جی بہلائے تو بیشک پڑھے قول (۴۷ تا ۴۹) رد المحتار مین

غنیہ شرح منیہ سے اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مین تلقین میت کو مفید

ہونے مین فرمایا ان المیت یستانس بالذکر علی ما ورد فی الآثار بیشک اللہ تعالی کے

ذکر سے مردے کا جی بہلتا ہے جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے قول (۵۰ تا ۵۸) امام قاضیخان

فتاوی خانیہ شرنبلالی[۵۱] نور الایضاح و مراقی الفلاح و امداد الفتاح پھر علامہ ابو السعود[۵۲] و فاضل

طحطاوی[۵۳] حاشیہ مراقی مین استناداً و تقریراً اور شامی[۵۴] حاشیہ در مین استناداً اور خزانۃ[۵۵] الروایات

مین فتاوی[۵۶] کبری سے اور امام بزازی[۵۷] فتاوی بزازیہ اور شیخ[۵۸] الاسلام کشف الغطا مین اور انکے سوا اور علما

فرماتے ہین واللفظ للخانیۃ یکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرۃ فان کان یابسًا لا باس

بہ لانہ مادام رطبا یسبح فیؤنس المیت چوب و گیاہ سبز کا مقبرہ سے کاٹنا مکروہ ہی اور خشک ہو

تو مضائقہ نہین کہ وہ جبتک تر رہتی ہے تسبیح خدا کرتی ہی اور اس سے میت کا جی بہلتا ہی علامہ شامی

ذاسی حدیث سے مدلل کر کے فرمایا اس بناپر مطلقاً کراہت ہی اگرچہ خودرو ہو کہ قطع مین حق میت

کا ضائع کرنا ہے تنبیہ فقیر کہتا ہی غفر اللہ تعالی لہ علما کی ان عبارات اور نیز چار قول آئندہ و دیگر

تصریحات رخشندہ سے دو جلیل فائدے حاصل اولاً نباتات و جمادات و تمام اجزاے عالم مین ہر ایک کے

موافق ایک حیات ہی کہ اوسکی بقا تک ہر شجر و حجر زبانِ قال سے اُس رب اکبر جل جلالہ کی پاکی بولتا ہی

اور سبحان اللہ سبحان اللہ یا اسکی مثل اور کلمات تسبیح الٰہی کہتا ہی نہ کہ اونہین صرف زبان حال ہی

جیساکہ ظاہر ہینی کامقال ہی کہ اس تقدیر پر تر و خشک مین تفرقہ محض بمعنی تھا کما لا یخفی اور آیۂ کریمہ
ان من شیٔ الا یسبح بحمدہ خود اسپر برہان قاطع کہ اوسمین فرمایا ولکن لا تفقہون تسبیحہم تم اونکی
تسبیح نہین سمجھتے ظاہر ہے کہ تسبیح حالی تو ہر عاقل سمجھتا ہی یہان تک کہ شعر الجھی کہہ گئے ؎
ہر گیاہی کہ از زمین روید ٭ وحدہ لاشریک لہ گوید۔ اور خود مذہب اہل سنت مین مقرر ہو چکا کہ
تمام ذرات عالم کے لیے ایک نوع علم و ادراک و سمع و بصر حاصل ہی مولوی معنوی قدس سرہ نے مثنوی
شریف مین اس مضمون کو خوب مشرح ادا فرمایا اور اوسپر قرآن و حدیث کے صدہا نصوص ناطق
جنھین جمع کرون تو انشاء اللہ تعالی پانسو سے کم نہونگے اون سب کو بلا وجہ ظاہر سے پھیر کر
تاویل کرنا قانون عقل و نقل سے خروج بلکہ صراحۃً سفاہات مبتدعین مین ولوج ہی خصوصاً وہ نصوص
جو صریح مفسر ہین کہ تاویل کی گنجائش ہی نہین رکھتے مقام اجنبی نہ ہوتا تو مین اس مسئلہ کا قدری
ایضاح کرتا ثانیاً اقوال مذکورہ سے یہ بھی منصۂ ثبوت پر جلوہ گر ہوا کہ اہل قبور کی قوت سامعہ
اس درجہ تیز و صاف و قوی تر ہے کہ نباتات کی تسبیح جسے اکثر احیا نہین سنتے وہ بلاتکلف سنتا اور اس سے انس
حاصل کرتے ہین پھر انسان کا کلام تو واضح و اظہر ہی واللہ تعالی الہادی **قول** (۵۹ تا ۶۲)
مجمع البرکات مین مطالب المومنین سے اور کنز العباد و فتاوی غرائب وغیرہا مین ہی وضع الورد
والریاحین علی القبور حسن لانہ مادام رطباً یسبح ویکون للمیت انس بتسبیحہ گلاب وغیرہ
کے پھول قبرون پر ڈالنا خوب ہی کہ وہ جب تک تازہ رہینگی تسبیح الٰہی کرینگے تسبیح سے میت کو انس
حاصل ہوگا **فائدہ** مطالب المومنین و جامع البرکات دونون کتب مستندۂ مخالفین سے ہین اس سے
مولوی اسحاق نے مائۃ مسائل مین اور اُس سے متکلم قنوجی وغیرہ نے استناد کیا **فصل ہفتم**
وہ اپنے زائرون کو دیکھتے پہچانتے اور انکی زیارت پر مطلع ہوتے ہین **قول** (۶۳ و ۶۴) مولٰنا
علی قاری علیہ رحمۃ الباری مسلک متقسط شرح منسک متوسط پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ
شرح تنویر مین فرماتے ہین من اداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من
قبل راسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ زیارت قبور کے

ادب سے ایک بات یہ ہے جو علمانے فرمائی کہ زیارت کو قبر کے پائینتی سے جائے نہ سرہانی سے کہ
اوسمین میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سر اوٹھاکر دیکھنا پڑیگا) اور پائینتی سے جائیگا تو اوسکی
نظر کے خاص سامنے ہوگا **قول** (۶۵) مدخل مین فرمایا کفی فی هذا بیانا قوله علیه الصلوٰة
والسلام المومن ینظر بنور الله انتهی ونور الله لا یحجبه شیء هذا فی حق الاحیاء من المومنین
فکیف من کان منهم فی الدار الاخرة اس امر کے ثبوت مین کہ اہل قبور کو احوال احیا پر
علم وشعور ہے سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ فرمانا بس ہے کہ مسلمان خدا کی نور سے دیکھتا ہے
اور خدا کی نور کو کوئی چیز پردہ نہین ہوتی جب زندگی دنیا کا یہ حال ہے تو اون کا کیا پوچھنا جو آخرت کے
گھر یعنی برزخ مین ہین **قول** (۶۶) شیخ محقق جذب القلوب مین امام علامہ صدر الدین قونوی سے
نقل فرماتے ہین درمیان قبور سائر مومنین وارواح ایشان نسبت خاصی است مستمر کہ بدان
زائران رامی شناسند وسلام برایشان می کنند بدلیل استحباب زیارت در جمیع اوقات شیخ فرماتے ہین
علامہ ممدوح نے بہت احادیث سے اس معنی کو ثابت کیا **قول** (۶۷) انیس الغریب مین
فرمایا خ ویعرفون من اتاهم زائراً جو زیارت کو آتا ہے مردے اوسے پہچانتے ہین **قول** (۶۸) تیسیر مین ہے
الشعور باق حتی بعد الدفن حتی انه یعرف زائره شعور باقی ہے یہان تک کہ بعد دفن بھی یہانتک
کہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے **قول** (۶۹) لمعات واشعة اللمعات وجامع البرکات مین ہے واللفظ للوسطی
در روایات آمده است کہ داده میشود برای میت روز جمعه علم وادراک بیشتر از انچه داده میشود
در روزهای دیگر تا آنکه می شناسد زائر را بیشتر از روز دیگر شرح سفر السعادة مین مفصل ومنقح تر فرمایا
کہ خاصیت سیوم آنکه روز جمعه ارواح مومنان بقبور خویش نزدیک میشوند نزدیک شدن معنوی
وتعلق واتصال روحانی نظیر ومشابه اتصالی کہ ببدن دارد وزائران که نزدیک قبر می آیند می شناسند
وخود همیشه می شناسند ولیکن درین روز شناختن زیادت بر شناخت سائر ایام ست از جهت
نزدیک شدن بقبور لابد شناخت از نزدیک بیشتر وقوی تر باشد از شناخت دور ودر بعض روایات
آمده کہ این شناخت در اول روز بیشتر است از آخر آن ولهذا زیارت قبور درین وقت مستحب تر است

و عادت در حرمین شریفین ہمین است **اقول** و لا عطر بعد عروس **قول** (۷۰ و ۷۱)
شیخ و شیخ الاسلام نے فرمایا و اللفظ للشیخ فی جامع البرکات تحقیق ثابت شده است بآیات
و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت است و این امر سیت مقرر در
دین **قول** (۷۲) تیسیر مین زیر حدیث من زار قبر ابویہ نقل فرمایا هذا النص فی ان المیت یشعر
بمن یزوره و الا لما صح تسمیته زائرا و اذا لم یعلم المزور بزیارة من زاره لم یصح ان یقال زاره
هذا هو المعقول عند جمیع الامم یہ حدیث نص ہے اسبات مین کہ مرده زائر پر مطلع
ہوتا ہے ورنہ اوسے زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کہ جسکی ملاقات کو جائے جب اوسے خبر ہی نہو تو نہین کہہ سکتے
کہ اوس سے ملاقات کی تمام عالم اس لفظ سے یہی معنی سمجھتا ہے **قول** (۷۳ و ۷۴) اشعۃ اللمعات
آخر باب الجنائز مین شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی سے زیر حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کہ آغاز نوع دوم مقصد دہم مین گزری نقل فرمایا درین حدیث دلیلی است بر صحت
بر حیات میت و علم وی و آنکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وی خصوصا صالحان
در لمعات اوب قدر مراتب ایشان چنانکہ در حالت حیات ایشان پھر کتاب الجہاد لمعات مین اوسکا ذکر
کرکے لکھا فی هذا الاثبات العلم و الادراک یہ اگر میت کیلئے علم و ادراک ثابت کرنا نہین تو اور
کیا ہے **فصل ہشتم** وہ اپنے زائرون سے کلام کرتے اور اونکے سلام و کلام کا جواب دیتے ہین **قول**
(۷۵ تا ۷۸) امام یافعی پھر امام سیوطی امام محب الدین طبری شارح تنبیہ سے ناقل مین امام اسمعیل
حضرمی کے ساتھ مقبرہ زبیدہ مین تھا فقال لی یا محب الدین اتؤمن بکلام الموتی قلت نعم فقال
ان صاحب هذا القبر یقول لی انا من حشو الجنۃ اونھون نے فرمایا اے محب الدین آپ اعتقاد
رکھتے ہین کہ مردے کلام کرتے ہین مین نے کہا ہان کہا اس قبر والا مجھسے کہہ رہا ہے کہ مین جنت کی
بھرتی سے ہون) **تنبیہ** اس روایت کے لانیسے یہ غرض نہین کہ اوس میت نے امام اسمعیل سے
کلام کیا کہ ایسی روایات تو صدہا ہین اور ہم بہت کچھ آگے وقائع جزئیہ شمار کرینگے بلکہ محل استدلال
یہ ہے کہ وہ دونون امام احیا سے اموات کے کلام کرنے پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان دونون امامون نے

تنبیہ جواب سلام کا
ایک قول فصل ہفتم
مین علامہ قونوی
سے گزرا ۱۲ منہ

اسے استناداً نقل فرمایا تذنیبل امام یافعی امام سیوطی الخفین اسمعیل قدس سرہ الجلیل ہو ماکی
بعض مقابرین پر اونکا گزر ہوا بشدت روئے اور سخت مغموم ہوئے پھر کھلکھلا کر ہنسے اور نہایت شاد
ہوئے کسی نے سبب پوچھا فرمایا مینے اس مقبرہ والونکو عذاب قبر مین دیکھا رویا اور جناب آلہی مین گرگرا کر عرض
کی حکم ہوا قد شفعناك فیہم ہمنے تیری شفاعت اونکے حق مین قبول فرمائی اسپر یہ قبر والی
مجھسے بولی وانا معہم یا فقیہ اسمعیل انا فلانة المغنیة مولانا اسمعیل مین بھی انھین مین ہون مین
فلانی گائن ہون مین نے کہا وانت معہم تو بھی انکے ساتھ ہے اسپر مجھے ہنسی آئی) اللھم اجعلنا ممن
رحمتہ باولیائك امین قول (۷۹) زہر الربی شرح سنن نسائی مین نقل فرمایا ان للروح
شانا اخر فتکون فی الرفیق الاعلی وھی متصلة بالبدن بحیث اذا سلم المسلم علی صاحبہا
رد علیہ السلام وھی فی مکانھا ھناك الی ان قال انما یاتی الغلط ھھنا من قیاس الغائب
علی الشاھد فیعتقد ان الروح من جنس مایعھد من الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم
یمکن ان تکون فی غیرہ وھذا غلط محض روح کی شان جدا ہے باآنکہ ملأ اعلی مین ہوتی ہے
پھر بھی بدن سے ایسی متصل ہے کہ جب سلام کرنیوالا سلام کہے جواب دیتی ہے لوگون کو دھوکا یہین
یون ہوتا ہے کہ بردیکھی چیز کو محسوسات پر قیاس کرکے روح کا حال جسم کا سا سمجھتے ہین کہ جب
ایک مکان مین ہو اوسیوقت دوسرے مین نہین ہوسکتی حالانکہ یہ محض غلط ہے قول (۸۰)
علامہ زرقانی شرح مواہب مین نقل فرماتے ہین رد السلام علی المسلم من الانبیاء حقیقی بالروح
والجسد بجملتہ ومن غیر الانبیاء والشھداء باتصال الروح بالجسد اتصالا یحصل
بواسطتہ التمکن من الرد مع کون ارواحھم لیست فی اجسادھم وسواء الجمعة وغیرھا علی
الاصح لکن لامانع من ان الاتصال فی الجمعة والیومین المکتنفین بہ اقوی من الاتصال
فی غیرھا من الایام اھ ملخصا انبیاء علیہم الصلاة والسلام کا جواب سلام سے مشرف فرمانا تو
حقیقی ہے کہ روح وبدن دونون سے ہے اور انبیاء وشہداء کے سوا اور مومنین مین یون ہے
کہ اونکی روحین اگرچہ بدن مین نہین تاہم بدن سے ایسا اتصال رکھتی ہین جسکے باعث جواب سلام پر

اونھین قدرت ہے اور مذہب اصح یہ ہے کہ جمعہ وغیرہ سب ان برابر ہین ہان اسکا انکار نہین کہ پنجشنبہ وجمعہ وشنبہ مین اور دونون کی بہ نسبت اتصال اقوی ہے قول (۸۱ و ۸۲) شرح الصدور وطحطاوی حاشیہ مراقی مین نقل فرمایا الاحادیث والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم بہ المزور وسمع سلامہ وانس بہ ورد علیہ وھذا عام فی حق الشہداء وغیرھم وانہ لا توقیت فی ذلک خلاصہ احادیث وآثار دلیل ہین کہ جب زائر آتا ہے مردے کو اوسیر علم ہوتا ہے وسکا سلام سنتا اور اوس سے انس کرتا اور اسکو جواب دیتا ہے اور یہ بات شہدا وغیر شہدا سب مین عام ہے نہ اومین کچھ وقت کی خصوصیت کہ بعض وقت ہو اور بعض وقت نہین قول (۸۳) بنایہ حاشیہ ہدایہ مین دربارۂ حدیث تلقین موتی فرمایا ہے عند اھل السنۃ ھذا علی الحقیقۃ لانہ یجیب علیٰ ما جاءت بہ الآثار اہلسنت کے نزدیک یہ اپنی حقیقت پر ہے اسلیے کہ مردہ تلقین کا جواب دیتا ہے جیسا کہ احادیث مین آیا فصل نہم اولیا کی کرامتین اولیا کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہین قول (۸۴) امام نووی نے اقسام زیارات مین فرمایا ایک زیارت بغرض حصول برکت ہوتی ہے یہ مزارات اولیا کیلیے سنت ہے اور اونکے اپنے برزخ مین تصرفات وبرکات بیشمار ہین وستقف علی ذلک انشاء اللہ تعالی قول (۸۵ و ۸۶) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین فرمایا تفسیر کردہ است بیضاوی آیۂ کریمۂ والنازعات غرقا الآیہ بصفات نفوس فاضلہ در حال مفارقت از بدن کہ کشیدہ میشوند از ابدان ونشاط میکنند بسوی عالم ملکوت وسیاحت میکنند در آن پس سبقت میکنند بحظائر قدس پس میگردند بشرف وقوت از مدبرات قول (۸۷) علامہ نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ مین فرمایا کرامات الاولیاء باقیۃ بعد موتھم ایضا ومن زعم خلاف ذلک فھو جاھل متعصب ولنا رسالۃ فی خصوص اثبات الکرامۃ بعد موت الولی اھ ملخصا اولیا کی کرامتین بعد انتقال بھی باقی ہین جو اسکے خلاف زعم کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے ہمنے ایک رسالہ خاص اسی امر کے ثبوت مین لکھا ہے قول (۸۸ و ۸۹) شیخ مشائخنا رئیس المدرسین بالبلد الامین مولٰنا جمال بن عبد اللہ ابن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے فتاوے مین فرماتے ہین وقال العلامۃ الغنیمی وھو خاتمۃ

اونھین تمام جلیل وجمیل... فرشتے اور یہ ہین زیارت وسلام اور اوقات اعلیٰ السلام ... سلام کے جواب مین ... ۳۳ ... زیارت کا ہی ارشاد ... مقابر اعمال قبور ... قبور صالحین آثار ... امرہ ۱۲ ... جذب القلوب

محققی الحنفیۃ اذا کان مرجع الکرامات الی قدرۃ اللہ تعالی کما تقرر فلا فرق بین حیاتہم
ومماتہم (الی ان قال) قد اتفقت کلمات علماء الاسلام قاطبۃ علی ان معجزات نبینا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا تنحصر لان منہا ما اجراہ اللہ تعالی وبجریہ لاولیائہ من الکرامات
احیاءً وامواتا الی یوم القیمۃ علامہ نفیسی رحمہ اللہ تعالی نے کہ محققین حنفیہ کے قائم ہیں فرمایا جب
ثابت ہو چکا کہ مرجع کرامات قدرت الٰہی ہے تو اولیا کی حیات و وفات میں کچھ فرق نہیں تمام علماء
اسلام یکزبان فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے معجزے محدود نہیں کہ حضور ہی کے معجزات سے ہیں
وہ سب کرامتیں جو اللہ تعالی اپنے اولیائے زندہ و مردہ سے جاری کیں اور قیامت تک اونسے جاری فرمائیگا
قول (۹۰) اوسیمین امام شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء
لا تنقطع بموتہم انبیا کے معجزے اور اولیا کی کرامتیں اونکے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں
قول (۹۱ و ۹۲) امام ابن الحاج مدخل میں امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی کتاب مستطاب سفینۃ
النجا لاہل الالتجا فی کرامات الشیخ ابی النجا سے ناقل تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارۃ قبور
الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتہم
کما کانت فی حیاتہم اہل بصیرت و اعتبار کے نزدیک محقق ہو چکا ہے کہ قبور صالحین کی زیارت
بغرض تحصیل برکت و عبرت محبوب ہے کہ اونکی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں بعد وصال بھی
جاری ہیں قول (۹۳) جامع البرکات میں ارشاد فرمایا اولیاء را کرامات وتصرفات در اکوان حاصل است
وان نیست مگر ارواح ایشان را چون ارواح باقی است بعد از ممات نیز باشد قول (۹۴)
کشف الغطا میں ہے ارواح کمل کہ در حین حیات ایشان بسبب قرب مکانت و منزلت
از رب العزۃ کرامات وتصرفات و امداد داشتند بعد از ممات چون بہمان قرب باقیند نیز تصرفات دارند
چنانکہ در حین تعلق بجسد داشتند یا بیشتر ازان قول (۹۵ و ۹۶) شرح مشکوٰۃ میں فرمایا یکے
از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفہای
شان در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف و عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہما و دو کس دیگر را

از اولیا شمرد و مقصود حصر نیست آنچه خود دیده و یافته است گفته فصل دہم الحمد للہ برزخ مین بھی اونکا فیض جاری اور غلامون کے ساتھ وہی شان امداد و یاری ہے قول (۹۷)

امام اجل عبد الوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبری مین ارشاد فرماتے ہین جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعہم ویلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ حتی یجاوزوا الصراط تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروون کی شفاعت کرتے ہین اور دنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیون مین اونپر نگاہ رکھتے ہین یہان تک کہ صراط سے پار ہو جائین اسی امام اجل نے اسی کتاب اجل مین فرمایا قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ عن ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ ان ائمۃ الفقہاء و الصوفیۃ کلہم یشفعون فی مقلدیہم ویلاحظون احدہم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی موقف من المواقف ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راٰہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر لیسألانی اتاہم الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج الی سوال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ فتنحیا عنی اھ واذا کان مشایخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعہم ومریدیہم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والاخرۃ فکیف بائمۃ المذاہب الذین ہم اوتاد الارض وارکان الدین وامناء الشارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی امتہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہمنے کتاب الاجوبہ عن الائمۃ الفقہاء والصوفیہ مین ذکر کیا ہے کہ تمام ائمہ فقہا و صوفیہ اپنے اپنے مقلدون کی شفاعت کرتے ہین اور جب اونکے مقلد کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اوس سے سوال کو آتے ہین جب اوسکا حشر ہوتا ہے جب نامۂ اعمال کھلتے ہین جب حساب لیا جاتا ہے جب عمل تلتے ہین جب صراط پہ چلتا ہے غرض ہر حال مین اوسکی نگہبانی فرماتے ہین اور کسی جگہ اوس سے غافل نہین ہوتے ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالی کا جب انتقال ہوا بعض صالحون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا اللہ تعالی نے آپکے ساتھ کیا کیا کہا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلیے بٹھایا امام مالک تشریف لائے اور اونسے فرمایا

ایسا شخص بھی اسکی حاجت رکھتا ہی کہ اوس سے خدا اور رسول پر ایمان کے بارے مین سوال کیا جائے الگ ہو اسکے پاس سے یہ فرماتی ہی نکیرین مجھسے الگ ہوگئے اور جب مشایخ کرام صوفیہ قدست اسرارہم ہر ہول و سختی کے وقت دنیا و آخرت مین اپنے پیرو ون اور مریدون کا لحاظ رکھتے ہین تو اون پیشوایانِ مذاہب کا کہنا ہی کیا ہی جو زمین کی میخین ہین اور دین کے ستون اور شارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امت پر اوسکے امین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد ٭ حسبی من الخیرات ما اعددتہ ؛ یوم القیمۃ فی رضی الرحمن ؛ دین النبی محمد خیر الوری ؛ ثم اعتقادی مذہب النعمن ؛ وارادتی وعقیدتی ومحبتی ؛ للشیخ عبد القادر الجیلانی ؛ ٭ دی بخاک رضا شدم گفتم ؛ کہ تو جونی کہ ما چنان شدہ ایم ؛ ہمہ روز از عنت بفکر فضول ؛ ہمہ شب در خیال بیہدہ ایم ؛ خبری گو بماز تلخی مرگ ؛ گفت ما جام تلخ کم زدہ ایم ؛ قادریت بکام ما کردند ؛ سنیت را گدائی میکدہ ایم ؛ شیر بودیم و شہد افزودند ؛ ما سراپا حلاوت آمدہ ایم ؛ **تنبیہ نبیہ** ہان مقلدان ائمہ کو خوشی و شادمانی اور انکے مخالفون کو حسرت و پشیمانی مگر حاشا صرف فروع مین تقلید سے متبع نہین ہوتا پہلے اہم امر عقائد ہی جو اسمین ائمہ سلف کے خلاف ہو تو بہ کہان وہ اور کہان اتباع یون تو بہتیرے معتزلی حنفیت جتاتے ہین بعض زیدیہ روافض شافعی کہلاتے ہین بہت مجسمہ موجہ حنبلی کہی جاتی پھر کیا ارواح طیبہ حضرات عالیہ امام اعظم و امام شافعی و امام احمد رضی اللہ تعالی عنہم اونسے خوش ہونگی کلا واللہ ان گمراہون کا انتساب ایسا ہی جیسے روافض اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہین حالانکہ اونسے پہلے بیزار روح پاک ائمہ اطہار ہے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین یو ہین نجد کے حنبلی ہند کے حنفی جو مخترعانِ مذہب جدید و متبعان قرن طرید ہوئے ہرگز حنبلی و حنفی نہین بلکہ حبلی و جنفی ہین فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے اپنے قصیدہ اکسیر اعظم ۱۳۰۲ کی شرح مجیر معظم ۱۳۰۲ مین غلامان سرکار قادری کے فضائل اور انکے لیے جو عظیم امیدین ہین لکھکر گزارش کی ہی اما ہوس کارانیکہ نزد الیشان اتباع ہوای نفس کمال تصوف

ورد احکام شرع تنغا کہ تعرف مناہی وملاہی موصل الی اللہ و تباہی ودواہی ریاضت این

نفع عین الیقین ۲ سطر ۱۲
مختصر ۱۲ سطر
نفحات عین الیقین ۱۲ سطر

راہ روزہا دارند اما برگردن و نماز ہا گذارند بر بعضی فرض گردن و نہ آنکہ از نہا باکی دارند یا سری خارند بلکہ فارغ
زیند و حسابی ندارند و نحو از نہا چہ حکایت و از بدعت چہ شکایت کہ متہوران ایشان ضروریات دین
را خلاف کنند و بدعوی اسلام بر عقائد اسلام خندہ زنند من خدائی من کہ اینان نہ قادری باشند
و نہ چشتی بلکہ غادری باشند و رشتی ع سایہ شان دور باد از ما دور الخ ملخصًا معہذا بالفرض اگر
ایک فریق منکرین باعتبار فروع مقلدین سہی تاہم جب اونکے نزدیک ارواح گزشتگان مثل جماد
اور محال امداد اور شرک استمداد تو وہ اس قابل کہاں کہ ارواح ائمہ اونپر نظر فرمائیں سنت الہیہ ہے کہ منکر کو
محروم رکھتی ہیں اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرماتا ہے انا عند ظن عبدی بی میں بندہ سے وہ کرتا ہوں
جو بندہ مجھسے گمان رکھتا ہے رواہ البخاری جب انکے گمان میں امداد محال تو انکے حق میں ایسا ہی ہوگا
ع گر بر تو حرام است حرامت بادا سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث متواتر میں فرماتے ہیں
شفاعتی یوم القیمۃ حق فمن لم یومن بہا لم یکن من اہلہا میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اوسپر
ایمان نہ لائیگا اوسکے اہل سے نہ ہوگا رواہ ابن منیع عن زید بن ارقم و بضعۃ عشر من الصحابۃ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اونکی شفاعتوں سے بہرہ مند فرمائے
آمین اللہم آمین **قول** (۹۸ تا ۱۰۰) امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق پھر شیخ
الاسلام فرماتے ہیں واللفظ لشرح المشکوۃ حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ میشود بوی
در حیات استمداد کردہ میشود بوی بعد از وفات **قول** (۱۰۱ و ۱۰۲) امام ابن حجر مکی پھر شیخ نے
شرح مشکوۃ میں فرمایا صالحان را مدد بلیغ است زیارت کنندگان خود را باندازہ ادب ایشان
قول (۱۰۳) امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتی
کی تحقیق کرکے فرمایا و لہذا ینتفع بزیارۃ قبور الابرار والاستعانۃ من نفوس الاخیار اسی سبب
قبور اولیا کی زیارت اور ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے **قول** (۱۰۴ و ۱۰۵) ردالمحتار
میں امام غزالی سے ہے انہم متفاوتون فی القرب من اللہ تعالی و نفع الزائرین بحسب
معارفہم واسرارہم ارواح طیبہ اولیای کرام کا حال یکسان نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں

اللہ سے نزدیکی اور زائرون کو نفع دینے مین موافق اپنے معارف و اسرار کے **قول (۱۰۶)**
امام ابن الحاج مکی مدخل فرماتے ہین ان کان المیت المزار ممن ترجی برکتہ فیتوسل الی اللہ تعالےٰ
بہ یبدء بالتوسل الی اللہ تعالیٰ بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ ھو العمدۃ فی التوسل
والاصل فی ھذا کلہ والمشرع لہ۔ ثم یتوسل باھل تلک المقابر اعنی بالصالحین منھم
فی قضاء حوائجہ و مغفرۃ ذنوبہ ویکثر التوسل بھم الی اللہ تعالیٰ لانہ سبحانہ تعالےٰ
اجتباھم وشرفھم وکرمھم فکما نفع بھم فی الدنیا ففی الاخرۃ اکثر فمن اراد حاجتہ
فلیذھب الیھم ویتوسل بھم فانھم الواسطۃ بین اللہ تعالیٰ وخلقہ وقد تقرر فی الشرع
وعلم ما للہ تعالیٰ بھم من الاعتناء وذلک کثیر مشہور ومازال الناس من العلماء
والاکابر کابرا عن کابر مشرقا و مغربا یتبرکون بزیارۃ قبورھم ویجدون برکۃ ذلک حسًا
ومعنی اھ ملخصًا یعنی اگر صاحب مزار ان لوگون مین ہی جنسے امید برکت کیجاتی ہی تو اوسی اللہ تعالیٰ
کیطرف وسیلہ کرے پہلی حضور اقدس سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل
مین عمدہ اور اس سب بالون مین اصل اور توسل کے مشروع فرمانیوالے ہین پھر صالحین اہل قبور سے اپنی
حاجت روائی و بخشش گناہ مین توسل اور اسکی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے انھین چنا اور فضیلت
وکرامت بخشی تو جسطرح دنیا مین انکی ذات سے نفع پہنچایا یونہین بعد انتقال اُس سے زیادہ پہنچائیگا تو جسے
کوئی حاجت منظور ہو انکے مزارات پر حاضر ہو اور انسے توسل کرے کہ یہی واسطہ ہین اللہ تعالیٰ اور
اوسکی مخلوق مین اور بیشک شرع مین مقرر و معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کو انپر کیسی عنایت ہے اور یہ خود
بکثرت و شہرت ہے اور ہمیشہ علمای اکابر خلف و سلف مشرق و مغرب مین اونکی زیارت قبور سے تبرک
کرتے اور ظاہر و باطن مین اوسکی برکتین پاتے رہے ہین **قول (۱۰۷ تا ۱۰۹)** اشعہ مین فرمایا[۱۰۸] سیدی

احمد بن زروق کہ از اعاظم فقہا و علما و مشایخ دیار مغرب است گفت روزی شیخ ابوالعباس[۱۰۹] حضرمی
از من پرسید امداد حی قویست یا امداد میت قویست من گفتم قومی میگویند کہ امداد حی قوی تراست
ومن میگویم کہ امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط حق است و در حضرت

اوست (قال) ونقل در بمعنی ازین طائفہ بیشتر ازان است کہ حصر واحصا کردہ شود و یافتہ نمی شود
در کتاب وسنت واقوال سلف صالح چیزیکہ منافی ومخالف این باشد ورد کند این را الخ قول
(۱۱۰) اوسی مین ہے بسیاری را فیوض وفتوح از ارواح رسیدہ واین طائفہ را در اصطلاح
ایشان اویسی خوانند قول (۱۱۱ و ۱۱۲) شیخ الاسلام امام فخر الدین رازی سے ناقل چون می آید
زائر نزد قبر حاصل میشود نفس اورا تعلقی خاص بقبر چنانچہ نفس صاحب قبر را بسبب این
دو تعلق حاصل میشود میان ہر دو نفس ملاقات معنوی وعلاقہ مخصوص پس اگر نفس مزور قوی
تر باشد نفس زائر مستفیض میشود واگر بعکس بود بر عکس شود قول (۱۱۳ و ۱۱۴) مولنا
جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی امام اجل علاء الدولہ سمنانی رحمہ اللہ تعالی سے ناقل
درویشی از شیخ سوال کرد کہ چون بدن را در خاک ادراک نیست ودر عالم ارواح حجاب نیست چہ
احتیاج است بسر خاک رفتن چہ در ہر مقامیکہ توجہ کند بروح بزرگی ہمان باشد کہ بسر خاک
شیخ فرمود فائدہ بسیار دارد یکی آنکہ چون بزیارت کسی میرود چندانکہ میرود توجہ او زیادہ میشود چون بسر خاک رسید
بحس مشاہدہ کند خاک او را حس او نیز مشغول او شود وبکلی متوجہ گردد فائدہ بیشتر دہد ودیگر آنکہ
ہر چند ارواح را حجاب نیست وہمہ جہان او را یکیست اما بآن موضع تعلق بیشتر بود اہ ملخصاً۔
قول (۱۱۵ و ۱۱۶) سیدی جمال مکی کے فتاوے مین امام شہاب الدین رملی سے منقول
للانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتہم انبیا ورسل واولیا وصالحین
بعد رحلت بھی فریاد رسی فرماتے ہین فصل یازدہم تصریحات علما مین کہ سلام قبور دلیل
قطعی سماع وفہم وعلم وشعور ہے قول (۱۱۷) امام عز الدین بن عبد السلام اپنے امالی مین
فرماتے ہین انا امرنا بالسلام علی القبور ولو لا ان الارواح تدرک لما کان فیہ فائدۃ ہمین
حکم ہوا کہ قبور پر سلام کرین اگر روحین سمجھتی نہ ہوتین تو بیشک اسمین کچھ فائدہ نہ ہوتا قول (۱۱۸)
امام ابو عمر ابن عبد البر نے فرمایا احادیث زیارۃ القبور والسلام علیہا وخطابہم مخاطبۃ
الحاضر العاقل دالۃ علی ذلک اہ ملخصاً زیارت قبور اور انپر سلام اور اونسے حاضر عاقل

کیطرح خطاب کی حدیثین اسپر دلیل ہین قول (۱۱۹) شرح الصدور مین منقل قولین
سابقین منقول قد شرع صلے اللہ تعالی علیہ وسلم لامتہ ان یسلموا علے اہل القبور
سلام من یخاطبونہ ممن یسمع ویعقل بیشک نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی
امت کیلیے اہل قبور پر ایسا سلام مشروع فرمایا ہے جیسے سننے سمجھنے والون سے خطاب
کرتے ہین قول (۱۲۰) امام علامہ نووی منہاج مین امام قاضی عیاض کا قول دربارہ سماع
موتی نقل کر کے فرماتے ہین ہو الظاہر المختار الذی یقتضیہ احادیث سلام القبور یہی ظاہر
ومختار ہے جسے سلام قبور کی حدیثین اقتضا کرتی ہین قول (۱۲۱) علامہ مناوی
نے اسی امر کی دلیل یون نقل فرمائی فان السلام علی من لا یشعر محال کہ جو نہ سمجھے اسپر
سلام اصلا معقول نہین قول (۱۲۲) شیخ محقق مدارج النبوۃ مین سلام اموات کو
حدیث سے نقل کر کے فرماتے ہین خطاب باکسیکہ نشنود و نفہمد معقول نیست و نزدیک ست
کہ شمار کردہ شود از قبیلہ عبث چنانکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ گفت قول (۱۲۳) مولنا علی قاری
شرح اللباب مین دربارہ سلام زیارت فرماتے ہین من غیر رفع صوت ولا اخفاء بالمرۃ لفوت
الاسماع الذی ہو السنۃ نہ بلند آواز سے ہو نہ بالکل آہستہ جسمین سنانا کہ سنت ہے فوت
ہوجائے **فصل دوازدہم** اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب وکلام مین قول
(۱۲۴ تا ۱۲۷) منسک متوسط[۱۲۴] ومسلک متقسط[۱۲۵] واختیار[۱۲۶] شرح مختار[۱۲۷] وفتاوی عالمگیری مین
ہے واللفظ للاخیرین فانہ ابسط کہ بعد زیارت سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ہاتھ بھر
ہٹ کر سر اقدس صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے مقابل ہو اور بعد سلام عرض کرے جزاک اللہ
عنا افضل ماجزی اماما عن امۃ نبیہ ولقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ
ومنہاجہ خیر مسلک وقاتلت اہل الردۃ والبدع ومہدت الاسلام ووصلت
الارحام ولم تزل قائما للحق ناصرا لاہلہ حتی اتاک الیقین آپکو اللہ تعالی ہماری جزا
وعوض نیک دے بہتر اوس عوض کا جو کسی امام کو اوسکے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو بیشک

آپنے بہترین خلافت سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت کی اور بہترین روش سے
حضور کی راہ و طریقہ پہ چلے آپنے اہل ارتداد و بدعت سے قتال کیا آپنے اسلام کو آراستگی
دی آپنے صلۂ رحم فرمایا آپ ہمیشہ حق گو اور اہل حق کے ناصر رہے یہانتک کہ آپ کو موت آئی
پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاذی ہو اور بعد سلام عرض کرے
جزاک اللہ عنا افضل الجزاء و رضی عمن استخلفک فقد نظر للاسلام والمسلمین
حیا و میتا فکفلت الایتام و وصلت الارحام وقوی بک الاسلام کنت للمسلمین
اماما مرضیا و ھادیا مھدیا جمعت شملھم و اغنیت فقیرھم وجبرت کسیرھم اللہ تعالیٰ
آپکو بہتر بدلہ دے اور ان سے راضی ہو جنھوں نے آپکو خلیفہ کیا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کہ اونھوں نے اپنی زندگی اور موت دونوں حال میں اسلام و مسلمین کی رعایت فرمائی آپنے یتیموں کی کفالت
اور رحم کا صلہ کیا اسلام نے آپ سے قوت پائی آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور رہنمائے راہ یافتہ
ہوے آپنے اونکا جتھا باندھا اور اونکے محتاجوں کو غنی کردیا اور اونکی شکستہ دلی دور فرمائی اسیطرح
کتب مناسک میں بہت تصریحیں اسکی ملینگی قول (۱۲۸ تا ۱۳۰) امام خطابی نے دربارۂ تلقین
فرمایا لاباس بہ اذ لیس فیہ الا ذکر اللہ تعالیٰ وعرض الاعتقاد علی المیت (الی قولہ)
وکل ذلک حسن اوسمیں کچھ حرج نہیں کہ وہ ہے کیا مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور میت پر عرض اعتقاد
اور یہ سب خوب ہیں نقلہ القاری فی المرقاۃ بعینہ اسیطرح ذیل مجمع البحار میں مذکور وحسبنا اللہ العزیز
الغفور وصلے اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ الی یوم النشور **فصل سیزدہم**
بعد دفن میت کو تلقین اور اوسے عقائد اسلام یاد دلانے میں یہ فصل فصل دوازدہم کی ایک صنف ہے کہ اسمیں
بھی میت سے سوئے اسلام اور قسم کا خطاب و کلام ہے کما لایخفی میں یہاں صرف علمائے حنفیہ کے اقوال شمار کرونگا کہ
شافعیہ تو قاطبۃً قائل تلقین ہیں الا من شاء اللہ قول (۱۳۱ تا ۱۳۳) امام زاہد صفار نے
کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی کہ تلقین موتی مسلک اہلسنت ہے اور منع تلقین
مذہب معتزلہ پر مبنی کہ وہ میت کو جماد مانتے ہیں۔ امام حاکم شہید نے کافی اور امام خبازی نے خبازیہ

میں اونسے نقل فرمایا ان هذا (ای منع التلقین) علی مذهب المعتزلة لان الاحیاء بعد الموت عندهم مستحیل اما عند اهل السنة فالحدیث ای لقنوا موتاکم لا اله الا الله محمول علی حقیقته لان الله تعالی یحییه علی ما جاءت به الاثار وقد روی عنه علیه الصلوٰة والسلام انه امر بالتلقین بعد الدفن الخ۔ ذکره فی رد المحتار عن معراج الدرایة **قول** (۱۳۴ و ۱۳۵) در مختار میں جوہرہ نیرہ سے ہے انه مشروع عند اهل السنة بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے **قول** (۱۳۶) بنایہ شرح ہدایہ میں ہے کیف لا یفعل وقد روی عنه علیه الصلوٰة والسلام انه امر بالتلقین بعد الدفن تلقین کیونکر نہ کیجائیگی حالانکہ نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہوا حضور نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا اور انکا قول فصل ہشتم میں گزرا کہ اہل سنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقت پر ہے۔ **قول** (۱۳۷ و ۱۳۸) امام اجل شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا لا یؤمر به ولا ینهی عنه تلقین کا نہ حکم دیں نہ اس سے منع کریں نقله فی البنایة وغیرها حلیہ میں اسے نقل کرکے فرمایا ظاهره انه مباح اس قول سے ظاہر اباحت ہے **قول** (۱۳۹) امام فقیہ النفس قاضیخان نے فرمایا ان کان التلقین لا ینفع لا یضر ایضا فیجوز تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر بھی نہیں پس جائز ہوگی اثره المذکوران اور ظاہر ہے کہ نفی نفع بر سبیل تنزل ہے **قول** (۱۴۰ تا ۱۴۳) صاحب عباب فرماتے ہیں انی سمعت استاذی قاضی خان یحکی عن الامام ظهیر الدین انه لقن بعض الائمة واوصانی بتلقینه فلقنته فیجوز میں نے اپنے استاذ قاضیخان کو سنا کہ امام اجل ظہیر الدین کبیر مرغینانی سے حکایت فرماتے تھے بعض ائمہ نے تلقین فرمائی اور مجھے انکی تلقین کرنے کی وصیت کی کہ میں نے انھیں تلقین کی پس جواز ثابت ہوا نقله فی شرح النقایة اسی طرح صاحب حقائق نے بتصریح اسکے کہ تلقین بعد دفن تھی صاحب عباب سے نقل کیا کما فی الحلیة امام ابن امیر الحاج عبارت حقائق لکھکر فرماتے ہیں یفید ان فعله راجح علی ترکه یہ کلام استحباب تلقین کا مفید ہے پھر اوسپر حدیث سے دلیل ذکر کرکے ائمہ محدثین امام الحرمین

ابن الصلاح وغیرہ سے اوسکا بوجہ شواہد وعمل قدیم علمای شام قوت پانا نقل کرتے ہین۔
کما اسلفنا فی المقصد الثانی قول (۱۴۴ و ۱۴۵) مضمرات مین ہے نحن نعمل بھما عند
الموت وعند الدفن ہم دونون تلقینون پر عمل کرتے ہین وقت نزع بھی اور وقت دفن
بھی نقلہ فی الھندیہ[۱۴۵] قول (۱۴۶) ذیل مجمع البحار مین ہے اتفق کثیر علی التلقین بہت
علما کا تلقین پر اتفاق ہے قول (۱۴۷) نور الایضاح مین ہے تلقینہ فی القبر مشروع
مردے کو تلقین کرنا شروع ہے قول (۱۴۸ و ۱۴۹) علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار
مین کتاب التجنیس[فیہ] والمزید سے ناقل التلقین بعد الموت فعلہ بعض مشایخنا ہمارے
بعض مشایخ نے موت کے بعد تلقین فرمائی قول (۱۵۰ تا ۱۵۲) جامع الرموز مین جواہر[۱۵۱] سے منقول
سئل القاضی مجد[۱۵۲] الکرمانی عنہ قال ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن
وفی ذلک حدیثین قاضی مجد کرمانی سے دربارہ تلقین سوال ہوا فرمایا جو بات مسلمان
اچھی سمجھین خدا کے نزدیک اچھی ہے اور اس بارے مین دو حدیثین روایت کین قول
(۱۵۳) طحطاوی حاشیہ مراقی مین علامہ حلبی سے منقول کیف لا یفعل مع انہ لا ضرر
فیہ بل فیہ نفع للمیت تلقین کیونکر نہ کی جائیگی حالانکہ اوسمین کوئی نقصان نہین بلکہ میت کا
فائدہ ہے قول (۱۵۴) کشف الغطا مین ہے بالجملہ بمقتضائے مذہب اہلسنت وجماعت
تلقین مناسب پھر امام صفار کا ارشاد کہ سزاوار آنست کہ تلقین کردہ شود میت بر مذہب
امام اعظم وہر کہ تلقین نمیکند ومیگوید بآن پس او بر مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد
محض است وروح در قبر معاد نمیشود نقل کرکے فرمایا وآنچہ در کافی گفتہ کہ اگر مسلمان مردہ
است محتاج نیست بسوی وے بعد از موت وگرنہ فائدہ نمی کند ناتمام است چہ باوجود
اسلام احتیاج بسوئے تلقین برائے ثابت داشتن دل باقیست چنانچہ در حدیث آمدہ
کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم بعد از دفن فرمودی استغفار کنید برادر خود را وسوال
کنید برائے وی تثبت را بدرستیکہ الآن سوال کردہ میشود از وے الی آخرہ قول

(۵۵ و ۱۵۶) علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین دربارۂ تلقین پہلے استحباب پھر جواز پھر منع تینون قول نقل کرکے استحباب پر دلیل قائم کی اور بیشک تعلیل دلیل اختیار و تعویل ہے علامہ حامد افندی نے مغنی المستفتی عن سوال المفتی مین فرمایا ہو المرجح اذ ہو المحلی بالتعلیل ولہذا علامہ شامی افندی تبیین کا یہ کلام نقل کرکے فرماتی ہین ظاہر استدلالہ للاول اختیارہ یعنی قول استحباب پر دلیل قائم کرنے سے ظاہر یہی ہے کہ امام زیلعی اوسی کو مذہب مختار جانتے ہین اور خود علامہ شامی کا کلام اختیارہ جواز و استحباب پر دلیل ہے کہ معراج الدرایہ سے عدم تلقین کا ظاہر الروایۃ ہونا نقل کرکے پھر اوسی معراج سے بحوالہ کافی وخبازیہ امام صفار کا وہ ارشاد نقل کیا پھر فتح کا حوالہ دیا کہ انھون نے حدیث تلقین کو اپنی حقیقت پر محمول کرنے کی بہت تایید فرمائی پھر غنیہ سے لائے کہ حدیث مین تجوز ہے مگر تلقین سے منع نہ کرینگے کہ میت کو مفید ہے پھر زیلعی کے کلام سے یون استظہار کیا اور شارح حموی نے بھی مشروعیت تلقین کو قول اہل سنت کہا او سے مقرر و مسلم رکھا واللہ تعالی اعلم نکتہ جلیلہ تتمیم کلام وازالۂ اوہام مین اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول اے ذری التحقیق طائفہ جدیدہ ان اقوال کے مقابل براہ تلبیس ومغالطہ منع تلقین کے اقوال پیش کردیتے ہین حالانکہ یہ محض جہالت بمزہ ہے ہم یہان نفس مسئلہ تلقین کی بحث مین نہین بلکہ غرض یہ ہے کہ ان علمائے مجوزین نے ادراک وسمع موتی مانا اور یہ امر اقوال مذکورہ سے یقیناً ثابت ذرا آنکھین ملکر دیکھین کہ ان ائمہ نے کیا چیز جائز مانی تلقین میت پھر یہ سیکھین کہ تلقین کے معنے کیا ہین تفہیم وتذکیر یعنی سمجھانا اور یاد دلانا کما فی حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی پھر کسی ذی عقل سے پوچھین کہ تفہیم وتذکیر جماد ودیوار کو ہوتی ہے یا سامع فہیم وہوشیار کو۔ حاشا وکلا ہر سمجھ وال بچہ جانتا ہے کہ سمجھانا اور یاد دلانا ہرگز متصور نہین جبتک مخاطب سنتا سمجھتا نہو اور جسکے اعتقاد مین ہو کہ مخاطب نہ عقل وفہم رکھتاہے نہ میرا کہا سنے پھر اوسکے آگے بقصد تفہیم وتذکیر بات کرے وہ قطعاً مجنون ودیوانہ ہوگا لہذا یقیناً واجب کہ جو ائمہ وعلما

استحباب خواہ جواز تلقین کے قائل ہوئے اونھون نے بلاشبہہ اموات کو بعد دفن بھی
کلام احیا سننے سمجھنے والا مانا اور اسی قدر مقصود تھا بخلاف اقوال منع کہ وہ زنہار نہ مخالف
کو مفید نہ ہمین مضر کہ ترک تلقین کی علت کچھ انکار فہم وسماع ہی مین منحصر نہین جس سے خواہی
نخواہی سمجھا جائے کہ جو تلقین نہین مانتا وہ میت کو سمیع وفہیم بھی نہین جانتا کیا ممکن نہین
کہ اوسکی وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہو جیسا کہ حلیہ مین ہے نص الشیخ عزالدین
بن عبد السلام علی انہ بدعۃ دیکھو امام عزالدین شافعی اسوجہ سے قائل تلقین
نہوئے کہ اونکے نزدیک بدعت تھی حالانکہ یہ وہی امام عزالدین ہین جنکا ارشاد قول ۱۱۷
مین گزرا کہ مردے ہمارا کلام نہ سمجھتے ہوتے تو سلام قبور محض لغو تھا یونہین کیا ممکن
نہین کہ منع کی وجہ انکی رائے مین عدم فائدہ ہو بایں معنی کہ مردہ با ایمان گیا تو خود رحمت
الٰہی اوسے بس ہے وہ بتوفیق ربانی آپ ہی صحیح جواب دیگا قال اللہ تعالیٰ یثبت اللہ الذین
اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ اور جو عیاذًا باللہ تو عدیگر ہوا سے لاکھ
تلقین کیجیے کیا فائدہ دیکھو امام حافظ الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کافی شرح وافی مین انکار تلقین
اسی پر مبنی کیا حیث قال لقن الشہادۃ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لقنوا موتاکم شہادۃ ان لا الٰہ
الا اللہ واریدبہ من قرب من الموت وقیل ہو مجری علی حقیقتہ وہو قول الشافعی لانہ تعالیٰ
وقد روی انہ علیہ السلام امر بتلقین المیت بعد دفنہ وزعموا انہ مذہب اہل السنۃ والاول مذہب
المعتزلۃ الا انا نقول لا فائدۃ فی التلقین بعد الموت لانہ ان مات مومنا فلا حاجۃ الیہ وان مات کافرا فلا یفید التلقین اھ
بعض تلخیص اگرچہ علما نے اس شبہہ کا جواب کافی دیدیا کہ ہم شق اول یعنی موت علی الایمان اختیار کرتے ہین اور یہ
کہنا کہ اب حاجت نہین غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے ہماری تذکیر اور خدا کے ذکر سے
دل میت کا قوی ہوگا ڈھارس بندھیگی وحشت گھٹے گی قال اللہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
سُن لو خدا کی یاد سے ٹھہر جاتے ہین دل ، اسیلیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیتے میت
کیلیے خدا سے تثبت مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا کما مر فی المقصد الاول شیخ الاسلام کا

کلام قول ۱۴۵ مین سُن چکے اور علامہ شرنبلالی مراقی الفلاح مین فرماتے ہین نفی صاحب الکافی
فائدتہ مطلقا ممنوع (بان فیہ فائدۃ التثبیت للجنان) نعم الفائدۃ الاصلیۃ (وھی
تحصیل الایمان فی ھذا الوقت) منتفیۃ ویحتاج الیہ لتثبیت الجنان للسوال
فی القبر اھ موضحا بحاشیۃ الطحطاوی علامہ ابراہیم حلبی کا جواب اسی مقصد مین گزرا
کہ تلقین مین میت کا فائدہ ہے کہ ذکر خدا سے اوسکا جی بہلیگا **فقیر** کہتا ہے غفر اللہ تعالی اگر عدم
فائدہ مین ایسی ہی تقریر کرین تو دعا و دوا تمام کارخانہ اسباب سب مہمل و معطل ہو جائے کہ تقدیر
الٰہی مین حصول مراد ہے تو آپ ہی ملیگی ورنہ کیا حاصل۔ غرض جب واضح ہو لیا کہ تلقین بے فہم
و سماع میت محال اور اسکا انکار کچھ نفی سماع پر منحصر نہین تو یقینا ثابت کہ اقوال جواز ہمارے مذہب پر دلائل
ساطع اور اقوال ترک و منع ہمین اصلا مضر نہین پھر انکے مقابل اونکا پیش کرنا کیا کہا جائے مگر یہ کہ
نری سمجھ کی سفاہت ہے اور یہ قدیم چالاکی ان حضرات کی ہے جہان کسی امر کے اثبات کو بعض علما کے
وہ اقوال جنکا ملنے اس امر کا ماننا ہو پیش کیجے اور وہ مسئلہ مختلف فیہا ہو فورا دوسری طرف کے
قول نقل کر لائینگے یہ نہین دیکھتے کہ محل نزاع کیا تھا اور موضع استدلال کونسا مقدمہ ہے
کہا تو یہ تھا کہ یہ امر ثابت ہے ولہذا فلان فلان ائمہ نے اسپر فلان بات مبنی کی اسکا یہ کیا جواب ہوا
کہ فلان فلان نے وہ بنا نمانی کیا انکار بنا انکار مبنی کو مستلزم ہوتا ہے واقعی سلامت عقل عجب دولت ہے
جسے خدا دے وباللہ التوفیق یہ نکتہ واجب الحفظ ہے کہ اس سے مخالفین کی بہت چالاکیون کا حال
کھلتا ہے واللہ الہادی **فائدہ جمیلہ** تنقیح مسئلہ تلقین مین **اقول** وباللہ تعالی استعین
نفس بحث تلقین کی نسبت استطرادا اتنی بات اور سمجھ لیجیے کہ ظاہر الروایہ مین اگر لا یلقن یا غیر
مشروع آیا بھی ہو تو وہ ممانعت و عدم جواز کے لیے متعین نہین آخر نہ سنا کہ امام مجتہد برہان الدین
محمود نے ذخیرہ مین بروایت امام محرر المذہب حضرت محمد بن الحسن امام الائمہ مالک الازمہ حضرت
امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہم سے نقل کیا کہ سجدہ شکر مشروع نہین اور علما نے اسکے معنے
عدم وجوب لیے اشباہ مین ہے سجدۃ الشکر جائزۃ عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی

لاواجبۃ وھو معنی ماروی عنہ انھا لیست مشروعۃ ای وجوبا اھ واقرہ علیہ العلامہ
السید الحموی فی غمز العیون والسیدان الفاضلان احمد الطحطاوی ومحمد الشامی
فی حواشی الدر فتاوی حجہ مین فرمایا عندی ان قول الامام محمول علی الایجاب وقول
محمد علی الجواز والاستحباب فیعمل بھما لایجب بکل نعمۃ سجدۃ شکر کما قال ابو حنیفۃ
ولکن یجوز ان یسجد سجدۃ الشکر فی وقت سرّ نعمۃ او ذکر نعمۃ فشکرھا بالسجدۃ وانہ
غیر خارج عن حد الاستحباب اھ نقلہ فی حاشیۃ الھراتی وقبلہ الحلبی فی الغنیۃ اسی
ذخیرہ مین فرمایا لایتعوذ التلمیذ اذا قرأ علی استاذہ درمختار مین اوسے نقل کرکے کہا ای
لایسن نہر مین کہا لیس مافی الذخیرۃ نفی المشروعیۃ وعدمھا بل فی الاستنان وعدمہ
یونہین ہمارے ائمہ سے دربارہ عقیقہ لایعق منقول علمائے کرام فرماتی ہین اوسکے معنے نفی
وجوب واستنان ہین اور اباحت ثابت فتاوی خلاصہ مین ہے لایعق عن الغلام وعن
الجاریۃ یرید انہ لیس بواجب ولاسنۃ لکنہ مباح اسی طرح عامۂ کتب مین مثل ہدایہ ووقایہ
ونقایہ وبدائع ومنیہ وملتقی وتنویر وجوہرہ وغیرہ فاتحہ وسورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنے
کے بارہ مین امام اعظم وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہما کا قول بلفظ لایاتی ولایسمی ذکر کیا
پھر محققین نے تصریح فرمائی کہ اس سے مراد نفی سنیت ہے بخلاف امام محمد کہ قائل استنان ہین
رہی کراہت وممانعت وہ کسی کا مذہب نہین کہ پڑھنا بالاجماع بہتر ہے جیسا کہ ذخیرہ ومجتبی وتجرد ونہر
وحاشیہ درر للعلامۃ الشرنبلالی وشرح علائی وحواشی شامی وطحطاوی وغیرہا سے واضح علامہ غزی تمرتاشی
نے فرمایا لابین الفاتحۃ والسورۃ محقق علائی نے لا کے بعد لفظ تسن بڑھادیا پھر فرمایا ولاتکرہ اتفاقا طحطاوی
نے فرمایا بل الخلاف فی انہ لوسمی لکان حسنا اھ بحر الرائق مین ہے الخلاف فی الاستنان اما عدم
الکراھۃ فمتفق علیہ ولھذا صرح فی الذخیرۃ والمجتبی بانہ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ کان
حسنا عند ابی حنیفۃ الخ پھر امام صفار کا ارشاد سن چکے کہ مذہب امام مین تلقین مناسب ہے یہ امام
علام صرف بیک واسطہ شاگرد صاحبین ہین امام نصیر بن یحیی سے اخذ علم کیا وھو عن ابن سماعۃ

عن ابی یوسف ح وعن ابی سلیمٰن الجوزجانی عن محمد یہ بالیقین اعرف بمذہب امام
ومعنی ظاہر الروایۃ ہین پھر اوس سے ہزار درجہ زائد اوس جناب کا وہ ارشاد ہے کہ تلقین مذہب اہل سنت
اور اسکا منع مشرب معتزلہ ہے اور واقعی مشائخ مذہب مین اس فرقہ ضالہ کا اختلاط
اور نقول مذہب مین اسکے اقوال وتخاریج کا اندراج بعض جگہ سخت لغزشون کا باعث
ہوتا ہے یہان تک کہ کبھی حقیقت کار ماہرون پر ملتبس ہوجاتی ہے وباللہ العصمۃ جیسے
بشر مریسی معتزلی کا قول والرحمن لاافعل کذا سے اگر سورت رحمن مرادلی ہین نہوگی صاحب
ولوالجیہ وخلاصہ وغیرہما نے یون نقل کردیا گویا یہی مذہب ہے حالانکہ وہ اس معتزلی کا قول
ہے اور مذہب مہذب ائمہ کرام کے بالکل خلاف کما حققہ فی البحر الرائق ردالمحتار مین کہا ھذا
التفصیل فی الرحمن قول بشر المریسی ایسا ہی اشتباہ علامہ زین بن نجیم مصری کو مسئلہ
ذبیحہ مین واقع ہوا جسپر علامہ سید احمد حموی نے فرمایا مبناھا علی الاعتزال الصریح والعجب
ان المصنف لم یتفطن لہ مع ظہورہ من القنیۃ اس کا مبنی اعتزال صریح پر ہے اور عجب
یہ کہ مصنف کو اوسپر تنبہ نہوا حالانکہ صاحب قنیہ کا معتزلی ہونا کھلا ہوا ہے بالجملہ روایت کا تو یہ حال
ہے۔ رہی درایت مقصد دوم مین دیکھ چکے کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسمین
حدیث وارد جسے امام ابن الصلاح وامام ضیا وامام ابن حجر وامام ابن امیر الحاج وصاحب
مجمع وغیرہم نے بوجہ شواہد وعواضد حسن وقوی کہا پھر سیدنا ابوامامہ باہلی صحابی اور غضیف
وضمرہ وحکیم وغیرہم تابعین کے اقوال اوسمین مروی پھر اور صحابہ سے اوسکا خلاف ہرگز ثابت
نہین باینہمہ قول صحابی قبول نہ کرنا اصول حنفیہ پر کیونکر مستقیم ہو التقلید صحابی
ہمارے امام کا مذہب معلوم ہے میزان الشریعۃ الکبرےٰ مین امام ابومطیع بلخی سے منقول
قلت للامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ ارأیت لو رأیت رایا ورأی ابوبکر رأیا اکنت
تدع رأیک لرأیہ فقال نعم فقلت لہ ارأیت لو رأیت رایا ورأی عمر رأیا اکنت تدع رأیک
لرأیہ فقال نعم وکذلک کنت ادع رأیی لرأی عثمان وعلی وسائر الصحابۃ ما عدا ابا ہریرۃ

وانس بن مالک وسمرۃ بن جندب ہین نے امام ابوحنیفہ سے عرض کی بھلا ارشاد فرمائیے
اگر آپ کی ایک رائے ہو اور صدیق اکبر کی رائے اسکے خلاف ہو کیا آپ اپنی رائے اونکی رائے کے
آگے چھوڑ دینگے فرمایا ہان پینے عمر فاروق کی نسبت پوچھا فرمایا ہان اور یونہی مین اپنی رائے
عثمان غنی وعلی مرتضی وباقی تمام صحابہ کی رائے کے آگے ترک کرونگا سوا ابوہریرہ وانس بن مالک
وسمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہم کے۔ بلکہ علامہ ابن امیر الحاج تو حلیہ مین فرماتے ہین جب کسی
مسئلہ مین ایک صحابی کا قول مروی ہو اور دیگر صحابہ سے اوسکا خلاف نہ آئے وہ مسئلہ اجماعی
ٹھہریگا حیث قال الصحیح قولنا المارّی عن علی رضی اللہ تعالی عنہ انہ قال فی مسافر
جنب یتلوم الی آخر الوقت ولم یرد عن غیرہ من الصحابۃ خلافہ فیکون اجماعًا
بہر حال انکار اگر عدم ثبوت پر مبنی تو ثبوت حاضر اور نفی نفع پر مبنی تو نفع ظاہر ہان یہ رہگیا کہ فہم
وسماع موتی کا انکار کیجیے یہ بیشک اصول معتزلہ ہی پر درست ہوگا ولہذا بحر العلوم نے فرمایا
اس بنا پر کہ مردہ نہین سنتا تلقین نماننا مذہب باطل ہے کما سیاتی نقلہ انشاء اللہ تعالی لاجرم
عمائد حنفیہ سے یہ علمائے دین وائمہ ناقدین جنمین امام صفار وحاکم شہید وشمس الائمہ وظہیر
وتقیہ النفس وغیرہم ائمہ مجتہدین ہین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین جواز واستحباب تلقین کے
قائل ہوے اور بالیقین وہ ہمسے زیادہ روایات ودرایات مذہب پر آگاہ تھے اور قطعا اوسکی خلاف
پر اصلا کوئی دلیل نہین اور بیشک اوسمین احیا واموات مسلمین کا نفع ہے ذکر خدا ہے رغم
اعدا ہے پھر وجہ انکار کیا ہے تنزلی درجہ اتنا ہی کہ لا یومر بہ ولا ینہی عنہ باقی عدم جواز
یا احمالنت حاش للہ محض بے حجت ومن ادعی فعلیہ البیان ہذا ما عندی والعلم
بالحق عند ربی واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم **فصل چہاردہم اصل مسئلہ**
مسئولہ سائل مین یعنے ارواح کرام کو ندا اور واسطۂ توسل وطلب دعا یہ فصل
بھی فصل دوازدہم کا ایک حصہ ہے کہ یہان بھی کلام سلام کے سوا ہے مگر مثل فصل تلقین بوجہ جہتمم
بالشان ہونیکے فصل جداگانہ قرار پائی واللہ الموفق **قول** (۱۵۷ تا ۱۵۹) سیدی خواجہ

حافظی فصل الخطاب پھر شیخ محقق جذب القلوب مین ناقل [۱۵۸] [۱۵۹] قیل للرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علمنی کلاما اذا زرت واحدا منکم فقال ادن من القبر وکبر اللہ اربعین مرۃ ثم قل السلام
علیکم یا اھل بیت الرسالۃ انی مستشفع بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسألتی
وحاجتی واشھد اللہ انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرأ الی اللہ تعالیٰ من عدو
محمد وال محمد من الجن والانس یعنی امام ابن الامام ابن الامام الی ستۃ آباء کرام علی موسی
رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم جمیعا سے عرض کی گئی مجھے ایک کلام تعلیم فرمائیے کہ اہل بیت کرام
کی زیارت مین عرض کیا کرون فرمایا قبر سے نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ پھر عرض کر سلام
آپ پر اے اہلبیت رسالت مین آپ سے شفاعت چاہتا اور آپ کو اپنی طلب وخواہش وسوال
وحاجت کے آگے کرتا ہون خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم وظاہر طاہر پر سچے دل سے
اعتقاد ہے اور مین اللہ کیطرف بری ہوتا ہون اون سب جن وانس سے جو محمد وآل محمد کے
دشمن ہون صلے اللہ تعالیٰ علی محمد وآل محمد وبارک وسلم آمین قول (۱۶۰ و ۱۶۱) سید
جمال مکی قدس سرہ کے فتاوے مین ہے سئلت عمن یقول فی حال الشدائد
یا رسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبد القادر مثلا ھل ھو جائز شرعا ام لا فاجبت
نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائوھم والتوسل بھم امر مشروع ومرغوب لا ینکرہ
الا مکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام وسئل شیخ [۱۶۲] الاسلام الشہاب
الرملی الانصاری الشافعی عما یقع من العامۃ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلان
ونحو ذلک من الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والصالحین فاجاب بما نصہ
الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزۃ بعد موتہم اھ ملخصا
مجھ سے سوال ہوا اوس شخص کے بارے مین جو سختیون کے وقت کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ یا
یا شیخ عبد القادر مثلا آیا یہ شرعا جائز ہے یا نہین مین نے جواب دیا ہان اولیا سے
مدد مانگنی اور انھین پکارنا اور اون کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع وشے مرغوب ہے جسکا

انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف اور بیشک وہ برکت اولیائے کرام سے محروم ہے
شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیون کے وقت
مثلا یا شیخ فلان کہکر پکارتے ہین اور انبیا و اولیا سے فریاد کرتے ہین اسکا شرع مین کیا
حکم ہے امام ممدوح نے فتوی دیا کہ انبیا و مرسلین و اولیا و علمائے صالحین سے اونکے
وصال شریف کے بعد بھی استعانت و استمداد جائز ہے **قول** (۱۶۲) علامہ خیر الملۃ
والدین رملی حنفی استاذ صاحب درمختار رحمۃ اللہ تعالی علیہما فتاوے خیریہ مین فرماتے ہین
قولھم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمتہ اہ ملخصا لوگون کا کہنا یا شیخ
عبد القادر یہ ایک ندا ہے پھر اوسکی حرمت کا سبب کیا ہے **قول** (۱۶۳)
سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالی عنہ کہ اکابر علما و اولیائے دیار مغرب سے ہین اپنے
قصیدہ مین ارشاد فرماتے ہین ؎ انا لمریدی جامع لشتاتہ ؛ اذا ما سطا جور الزمان
بنکبتہ ؛ وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ ؛ فناد بیا زروق آت بسرعتہ مین اپنے
مرید کی پریشانیون مین جمعیت بخشنے والا ہون جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اوسپر تعدی
کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت مین ہو تو یون ندا کر یا زروق مین فورا موجود ہونگا
شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اس شیر الہی کا حال اپنی کتاب بستان المحدثین مین یون
لکھتے ہین شیخ او سیدی زیتون رحمۃ اللہ تعالی علیہ درحق او بشارت دادہ کہ او از ابدال
سبعہ است و باوصف علو حال باطن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ و مفید و کثیر
افتادہ پھر شمار تصانیف کے بعد لکھا بالجملہ مردے جلیل القدر یست کہ مرتبہ کمال او فوق
الذکر است و او از محققان صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ والشریعۃ جامع بودہ اند و بشاگردی
او اجلۂ علما مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی کہ سابق حال او مذکور شدہ
و شمس الدین لقانی الخ پھر کہا و او را قصیدہ ایست بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعضے ابیات
او اینست اور وہی دو بیت مذکور نقل کین **قول** (۱۶۴ و ۱۶۵) امام ابن الحاج

امام ابن النعمان کی سفینۃ النجاۃ سے ناقل الدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بہم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمۃ الدین قبور صالحین کے پاس دعا اور انسے شفاعت چاہنا ہمارے علمائے محققین ائمۂ دین کا معمول ہے **قول** (۱۶۶ تا ۱۷۰) لباب[166] وشرح لباب[167] واختیار[168] وفتاوی[169] ہندیہ مین ہے واللفظ للاولین فانہ اتم بعد زیارت فاروقی بقدر ایک بالشت کے سرہانے کیطرف پلٹے اور وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد اعادۂ سلام وذکر مآثر اسلام عرض کرے جزاکما اللہ عن ذلک مرافقتہ فی جنتہ وایانا معکما برحمتہ انہ ارحم الراحمین وجزاکما اللہ عن الاسلام واھلہ خیر الجزاء جئنا یا صاحبی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم زائرین لنبینا وصدیقنا وفاروقنا ونحن نتوسل بکما الی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم لیشفع لنا الی ربنا اللہ تعالی آپ دونون صاحبون کو ان خوبیون کی عوض اپنی جنت مین اپنے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے اور آپکے ساتھ ہمین بھی بیشک وہ ہر مہر والے سے زیادہ مہر والا ہے اللہ آپ دونون کو اسلام واہل اسلام کیطرف سے بہتر بدلا کرامت فرمائے۔ اے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دونون یارو ہم اپنے نبی اور اپنے صدیق اور اپنے فاروق کی زیارت کو حاضر ہوئے اور ہم نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کیطرف آپ دونون سے توسل کرتے ہین تاکہ حضور ہمارے ربکے پاس ہماری شفاعت فرمائین) اسی طرح مدخل[170] مین ہے یتوسل بھما الی النبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ویقدمھما بین یدیہ شفیعین فی حوائجہ یعنے حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما سے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کیطرف توسل کرے اور انھین اپنی حاجتوںمین شفیع بنا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آگے کرے)

قول (۱۷۱) اشعۃ اللمعات مین فرمایا لیت شعری چہ میخواہند ایشان باستمداد وامداد کہ این فرقہ منکر نند انرا آنچہ ما می فہمیم ازان انیست کہ داعی دعا کند خدا

وتوسل کن بروحانیت این بندهٔ مقرب یا نداکن این بندهٔ مقرب را کای بندهٔ
خدا وولی وی شفاعت کن مراد بخواه از خدا که بدهد مسئول ومطلوب مرا اگر اینمعنی موجب شرک
باشد چنانکه منکر زعم میکند باید که منع کرده شود توسل وطلب دعا از دوستان خدا
درحالت حیات نیز واین مستحب ومستحسن است باتفاق وشائع است در دین وآنچه
مروی ومحکی ست از مشایخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفاده ازان خارج
از حصر است ومذکور ست در کتب ورسائل ایشان ومشہور ست میان ایشان حاجت
نیست کہ آنرا ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نہ کند او را کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک
کلام درینمقام بجد اطناب کشید برغم منکران کہ در قرب این زمان فرقہ پیدا شدہ اند کہ منکر اند
استمداد واستعانت را از اولیائے خدا ومتوجہان بجناب ایشان را شرک بخدا وعبدۂ
اصنام میدانند ومیگویند آنچہ میگویند اھ ملتقطا اور شرح عربی مین اس مضمون
اخیر کو یون ادا فرمایا انما اطنبنا الکلام فی ھذا المقام رغما لانف المنکرین فانہ قد حدث
فی زماننا شرذمۃ ینکرون الاستمداد من الاولیاء ویقولون مایقولون ومالھم
علی ذلک من علم ان ھم الا یخرصون ہمنے اس مقام مین کلام طویل کیا منکرون کی ناک
خاک پر رگڑنے کو کہ ہمارے زمانے مین معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہین کہ حضرات
اولیا سے مدد مانگنے کے منکر ہین اور کہتے ہین جو کچھ کہتے ہین اور اونھین اسپر کچھ علم نہین
یو ہین اپنے سے اٹکلین دوڑاتے ہین) اسیطرح جذب القلوب شریف مین معنی توسل
واستمداد بروجہ مذکور بیان کرکے فرمایا وورود نص قطعی دروی حاجت نیست بلکہ
عدم نص بر منع آن کافیست قول (۱۷۲) شیخ الاسلام جنھین مائۃ مسائل مین
علمائے محدثین سے شمار اور اونکی کتاب کشف الغطا پر جابجا اعتماد واعتبار کیا اسی کشف
الغطا مین فرماتے ہین انکار استمداد را وجہی صحیح کہ نماید مگر آنکہ از اول ام منکر شوند تعلق
روح وبدن را بالکلیہ وآن خلاف منصوص است وبرین تقدیر زیارت ورفتن بقبور ہم

استمداد کا منکر متعصب ہے اور اولیا سے مدد لینے پر اتفاق

لغو و بمعنی گردد و این امری دیگر است که تمامہ اخبار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست

صورت استمداد مگر ہمینکہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت

بندۂ مقرب یا ندا کند آن بندہ را کہ ای بندۂ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواہ از خدائتعالے

مطلوب مرا ددر وی ہیچ شائبۂ شرک نیست چنانچہ منکر وہم کردہ اھ بالالتقاط **قول** (۱۷۳)

سیدی محمد عبدری مدخل مین دربارۂ زیارت قبور انبیاے سابقین علیہم الصلاۃ والتسلیم

فرماتے ہین یاتی الیہم الزائر و یتعین علیہ قصدہم من الاماکن البعیدۃ فاذا جاء الیہم

فلیقف بالذل والانکسار والمسکنۃ والفقر والفاقۃ والحاجۃ والاضطرار والخضوع

ویستغیث بہم ویطلب حوائجہ منہم ویجزم الاجابۃ ببرکتہم فانہم باب اللہ

المفتوح وجرت سنتہ سبحانہ وتعالی فی قضاء الحوائج علی ایدیہم وبسببہم

زائر اونکے آگے حاضر ہو اور اسپر متعین ہے کہ دور دراز مقامون سے اونکی زیارت کا قصد کرے

پھر جب حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے کہ ذلت و انکسار و محتاجی و فقر و فاقہ و حاجت و

بیچارگی و فروتنی کو شعار بنائے اور اونکی سرکار مین فریاد کرے اور اونسے اپنی حاجتین مانگے اور

یقین کرے کہ اونکی برکت سے اجابت ہوگی کہ وہ اللہ تعالی کے در کشادہ ہین اور سنت

الٰہی جاری ہے کہ اونکے ہاتھ پر اور اونکے سبب سے حاجت روائی ہوتی ہے والحمد للہ رب العلمین

فصل پانزدہم بقیہ تصریحات سماع اموات مین **قول** (۱۷۴ تا ۱۷۸) امام خاتمۃ

المجتہدین تقی الملۃ والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے شفاء السقام کے باب تاسع فی

حیاۃ الانبیا مین ایک فصل مادر و فی حیاۃ الانبیاء دوسری فصل حیات شہدا مین وضع کرکے

فصل ثالث تمام اموات کے سماع و کلام و ادراک و حیات مین وضع کی اور اوسمین احادیث

صحیحہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما سے علم و سماع موتی ثابت کرکے فرمایا و علی الجملۃ ہذہ الامور ممکنۃ

فی قدرۃ اللہ تعالی وقد وردت بہا الاخبار الصحیحۃ فیجب التصدیق بہا بالجملہ یہ

سب امور قدرت الٰہی مین ممکن ہین اور بیشک اونکے ثبوت مین صحیح حدیثین وارد ہوئین

ف سنت الٰہی جاری ہے کہ اولیا کے ہاتھ پر حاجت روائی ہوتی ہے

تو اونکی تصدیق واجب ہے) فصل اول مین انبیا علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی
تحقیق کر کے آخر مین فرمایا اما الادراکات کالعلم والسماع فلا شک ان ذلک ثابت
لسائر الموتی فکیف بالانبیاء یعنی رہے ادراکات جیسے علم وسماع تو یقیناً تمام اموات کے لیے
ثابت ہین پھر انبیا تو انبیا ہین علیہم الصلاۃ والسلام امام جلال الدین سیوطی نے شرح
الصدور مین اوس جناب کا یہ قول نقل کر کے تقریر فرمائی امام زین الدین مراغی جنھین شرح
مواہب مین المحدث العالم الشہیر کہا اوس جناب کی یہ تحقیق انیق نقل کر کے فرماتے ہین
انہ مما یعز وجودہ وفی مثلہ فلیتنافس المتنافسون یہ نایاب تحقیق ہے اور چاہیے کہ
ایسی ہی چیز مین نہایت رغبت کرین رغبت کرنیوالے امام احمد قسطلانی نے مواہب شریف
مین امام سبکی کا وہ ارشاد مبین اور امام زین الدین کی یہ علیل تحسین استناداً نقل کی
پھر علامہ عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب مین اوسکی تقریر و تایید مین حدیثین نقل کین
قول (۱۷۹) امام ممدوح نے باب مذکور کی فصل خامس مین فرمایا کان المقصود بھذا
کلہ تحقیق السماع ونحوہ من الاعراض بعد الموت فانہ قد یقال ان ھذہ الاعراض
مشروطۃ بالحیوۃ فکیف تحصل بعد الموت وھذا خیال ضعیف لانا لا ندعی ان
الموصوف بالموت موصوف بالسماع وانما ندعی ان السماع بعد الموت حاصل
لحی وھو اما الروح وحدھا حالۃ کون الجسد میتا او متصلۃ بالبدن حالۃ عود
الحیاۃ الیہ اس سب سے مقصود موت کے بعد سماع وغیرہ صفات کی تحقیق تھی کہ بعض
لوگ کہنے لگتے ہین ان اوصاف کے لیے زندگی شرط ہے تو بعد موت کیونکر حاصل ہونگی
حالانکہ یہ پوچ خیال ہے ہم یہ نہین کہتے کہ جو چیز مردہ ہے وہ سنتی ہے بلکہ یہ کہتے ہین
کہ بعد مرگ سماع اوسکے لیے ثابت ہے جو زندہ ہے یعنی روح یا تو تنہا ہی
جب بدن مردہ ہو یا جسم سے متصل ہو کر جب حیات بدن کیطرف عود کرے قول
(۱۸۰) علامہ قونوی سے جذب القلوب مین ہے کہ اونھون نے بہت احادیث

[illegible] [illegible]

ذکر کرکے فرمایا جمیع این احادیث دلالت دارد بر آنکہ اموات را ادراک وسماع حاصل است و شک نیست کہ سمع از اعراضی است کہ مشروط است بحیات پس ہمہ حی اند ولیکن حیات ایشان در مرتبہ کمتر از حیات شہدا است وحیات انبیا صلوات اللہ تعالی علیہم کاملتر از حیات شہدا است قول (۱۸۱ و ۱۸۲) امام قرطبی پھر امام سیوطی قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے کے مسئلہ مین فرماتے ہین وقد قیل ان ثواب القراءۃ للقاری وللمیت ثواب الاستماع ولذلک تلحقہ الرحمۃ قال اللہ تعالی واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ولا یبعد من کرم اللہ تعالی ان یلحقہ ثواب القراءۃ والاستماع معًا تحقیق کہا گیا کہ پڑھنے کا ثواب قاری کو ہے اور میت کیلیے اسکا اجر ہے کہ او سنے کان لگا کر قرآن سنا اوراسی لیے اوسپر رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جب قرآن پڑھا جاے تو کان لگا کر سنو اور چپ رہو شاید تمپر مہر ہو اور کچھ یہ بھی خدا کے کرم سے دور نہین کہ مردے کو قرات واستماع دونون کا ثواب پہنچائے اقول ثواب قرات پہنچنے پر جزم نکرنیکا باعث یہ کہ وہ شافعی المذہب ہین اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب نہین پہنچتا مگر جمہو اہلسنت قائل اطلاق وعموم ہین اور یہی مذہب ہمارے امام رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے یہان تک کہ خود محققین شافعیہ نے اوسکی ترجیح وتصحیح کی منہم السیوطی فی انیس الغریب تو ہمارے نزدیک شک نہین کہ میت کو تلاوت کا بھی ثواب ہے (قول ۱۸۳) مرقاۃ مین انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے علم وسماع کا ذکر کرکے فرماتے ہین سائر الاموات ایضا یسمعون السلام والکلام سب مردے سلام وکلام سنتے ہین پھر فرمایا یہ سب مسائل احادیث صحیحہ وآثار صریحہ سے ثابت ہین قول (۱۸۴) علامہ حلبی سیرۃ انسان العیون مین امام ابو الفضل خاتم الحفاظ سے ناقل ؎ سماع موتی کلام الخلق حق قد جاءت بہ عندنا الاثار فی الکتب۔ اموات کا کلام مخلوق کو سننا حق ہے بیشک اس باب مین ہمارے پاس

کتابونمین حدیثین آئین قول (۱۸۵) ملک العلما بحر العلوم مولنا عبد العلی لکھنوی مرحوم ارکان اربعہ مین فرماتے ہین الکاہ التلقین بناء علی ما قیل ان المیت لا یسمع مذھب باطل اس بناپر کہ بعض نے کہا مردہ نہین سنتا تلقین سے انکار مذہب باطل ہے (قول ۱۸۶) زہر الربی شرح سنن نسائی مین بعد تحقیق و تفصیل نقل فرمایا فثبت بھذا انہ لا منافاۃ بین کون الروح فی علیین او الجنۃ او السماء وان لھا بالبدن اتصالا بحیث تدرک وتسمع وتصلے وتقرؤ وانما یستغرب ھذا الکون الشاھد الدنیوی لیس فیہ مایشابہ ھذا وامور البرزخ والآخرۃ علی نمط غیر المالوف فی الدنیا تو ثابت ہوا کہ کچھ منافات نہین اسمین کہ روح علیین یا جنت یا آسمانو نمین ہو اور اوسکے ساتھ بدن سے ایسا اتصال رکھے کہ سمجھے سنے نماز پڑھے قرآن مجید کی تلاوت کرے اس سے تعجب یون ہوتا ہے کہ دنیا مین کوئی بات اسکے مشابہ نہین پاتی حالانکہ برزخ و آخرت کے کام اوس روش پر نہین جو دنیا مین دیکھی بھالی ہے (قول ۱۸۷ تا ۱۸۹) علامہ عبد الرؤف تیسیر مین قائل اور مولانا علی قاری مرقاۃ مین قاضی سے ناقل واللفظ للمناوی النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملا الاعلی ولم یبق لھا حجاب فتری وتسمع الکل کالمشاھد پاک جانین جب بدن کے علاقو نسے جدا ہوتی ہین ملاً اعلی سے مل جاتی ہین اور انکے لیے کوئی پردہ نہین رہتا سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہین جیسے سامنے حاضر ہے قول (۱۹۰) مرقاۃ شرح مشکوۃ مین زیر حدیث لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شئی الا شھد لہ یوم القیمۃ محدث علامہ ابن ملک سے منقول تنکیر ھما فی سیاق النفی لتعمیم الاحیاء والاموات یعنی حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ زندہ جن اور زندہ آدمی اور مردہ جن اور مردہ آدمی جتنے لوگون کو مؤذن کی آواز پہنچی ہے اور وہ اوسکی اذان سنتے ہین سب روز قیامت اوسکے لیے گواہی دینگے یہان تصریح ہوئی کہ بعد موت علم و سماع کا باقی رہنا کچھ بنی آدم سے خاص نہین جنکے لیے بھی

حاصل ہی اور واقعی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ بعد ام المخصص قول (۱۹۱ تا ۱۹۸)
امام اسمعیلی پھر امام بیہقی پھر امام سہیلی پھر امام عسقلانی پھر امام قسطلانی پھر امام علامہ شامی
پھر علامہ زرقانی نے سماع موتی کا اثبات کیا اور دلیل انکار سے جواب دیے کما
یظهر بالمراجعة الی الارشاد والمواهب وشرحها وغیر ذلک من اسفار العلماء مواہب
مین امام ابن جابر سے بھی اثبات سماع نقل کیا امام کرمانی امام عسقلانی امام عینی امام قسطلانی
نے شروح صحیح بخاری اور امام سخاوی امام سیوطی علامہ حلبی علی قاری شیخ محقق وغیرہم
علما نے اوسکی تحقیقین فرمائین۔ ازانجا کہ یہ اقوال اون مباحث سے متعلق جنھین اس رسالہ
مین دور آئندہ پر محول رکھا ہی لہذا اونکی نقل عبارات ملتوی رہی واللہ الموفق (قول ۱۹۹)۔
جذب القلوب شریف مین ہے تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراکات مثل
علم وسماع مر سائر اموات را (قول ۲۰۰) جامع البرکات مین فرمایا سمہودی میگوید کہ
تمام اہلسنت وجماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراک مثل علم وسمع وبصر مر سائر اموات را از آحاد
بشر انتہی والحمد للہ رب العلمین فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے جن ستو ائمہ وعلما
کے اسمائے طیبہ گنائے تھے بحمد اللہ اونکے اور اونکے علاوہ اور ونکے بھی اقوال عالیہ دوسو
شمار کردیے اور ایفائے وعدہ سے سبکدوش ہوا۔
تنبیہ۔ ناظر گمان نکرے کہ ہمارے تمام دلائل بس اسیقدر بلکہ جو نقل نہ کیا وہ بیشتر واکثر
پھر فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اس رسالہ مین یہ التزام بھی رکھا کہ جو آثار واحادیث واقوال علمائے
قدیم وحدیث خاص حضور پر نور سید عالم حی باقی روح مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی
حیات عالی وعلم عظیم وسمع جلیل وبصر کریم مین وارد اونھین ذکر نکرے تین وجہ سے اولا
مسلمانون پر نیک گمان کہ خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گو مثل
سائر اموات نجانیگا ارباب طائفہ کہ ارواح موتی کو جماد سمجھتے ہین شاید یہان اس کلمہ
مغضوبہ مبغوضہ سے اونھین بھی احتراز ہو اور معاذ اللہ جب نہو تو استغفر اللہ ایسا

شقی لئیم قابل کلام و خطاب نہین بلکہ اوسکا جواب اللہ کا عذاب والعیاذ باللہ رب العلمین
ثانیاً واللہ فقیر کو حیا آتی کہ حضور پرنور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام پاک ایسی بحث لاونعم مین
بطور خود شامل کرے ہان دوسرے کیطرف سے ابتدا ہو تو اظہار حق مین مجبوری ہے
ثالثاً یہان دلائل کی وہ کثرت کہ نطاق نطق بیان سے عاجز پھر اکثر ین اقوال پر قناعت
بس کہ جس سرکار کے غلام ایسے العظمۃ للہ اوسکا پوچھنا ہی کیا ہے آخر اونھین یہ مدارج
و معارج کسنے عطا کیے اسی سرکار ابد قرار نے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وابنہ
الاکرم سیدی و مولای الغوث الاعظم والحمد للہ رب العلمین **نوع دوم** اقوال کبرا
و عمائد خاندان عزیزی مین - یہان اقوال مختلط مذکور ہونگے ناظر اونکے مطالب کو فصول
نوع اول پر تفصیل کرے سر دست **ستو مقال** اونکے بھی حاضر کرتا ہون وباللہ
التوفیق **وصل اول - مقال (۱)** شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین مین لکھتے ہین اذا
انتقلوا الی البرزخ کانت تلک الاوضاع والعادات والعلوم معہم لا تفارقہم جب
برزخ کی طرف انتقال کرتے ہین یہ وضعین اور عادتین اور علم سب اونکے ساتھ ہوتے ہین
جدا نہین ہوتے **مقال (۲)** اوسی مین ہے اذا مات ہذا البارع لا یفقد ہو ولا
براعتہ بل کل ذلک بحالہ جب یہ بندۂ کامل انتقال فرماتا ہے نہ وہ گمتا ہے نہ اوسکا کمال
بلکہ سب بدستور اوسی حال پر رہتے ہین **مقال (۳)** اوسی مین ہے کل من مات
من الکمل یتخیل الی العامۃ انہ فقد من العالم ولا واللہ ما فقد بل تجوہر و قوی
جس کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام کے خیال مین گزرتا ہے کہ وہ عالم سے گم گیا حالانکہ
خدا کی قسم وہ گما نہین بلکہ اور جوہر دار و قوی ہو گیا **مقال (۴)** شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر عزیزی مین فرماتے ہین چون آدمی می میرد روح را اصلا تغیر نمیشود چنانچہ حامل قوی
بود حالا ہم ست و شعور و ادراکی کہ داشت حالا ہم دارد بلکہ صافتر و روشن تر اہم ملخصاً -
مقال (۵) تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین چون روح از بدن جدا شد قوای نباتی

از وجدا میشوند نہ قوای نفسانی وحیوانی واگر وجود قواے نفسانی وحیوانی فیضانا یا بقاءً مشروط
باشند بوجود قواے نباتی ومزاج لازم آید کہ ملائکہ را شعور وادراک وحسے وحرکتی وغضب ودفع
منافر نباشد پس حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکلی وبدنی کار سیکنند
ومصدر افعال حیوانی ونفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند **مقال**
(۶) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنسے مولوی اسحاق نے مائۃ مسائل واربعین مین استناد کیا
اور جناب مرزا صاحب اونکے پیر ومرشد وممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب سے مکتوب
۷۵ مین اونھین فضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز
ترین موجودات ومصدر انوار فیوض وبرکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبد العزیز صاحب
اونھین بیہقی وقت کہتی رسالہ تذکرۃ الموتی مین لکھتے ہین اولیا گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشان
کار اجساد میکنند وگاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برایند میگویند کہ رسول خدا را
سایہ نبود صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارواح ایشان از زمین وآسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند میروند
وبسبب ہمین حیات اجساد آنہا را در قبر خاک نمیخورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود
ارواح مومنین ہر جا کہ خواہد سیر کند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالی اجساد ایشانرا قوت ارواح میدہد کہ
در قبور نماز میخوانند وذکر میکنند وقرآن میخوانند اھ ملخصًا **مقال** (۷) تفسیر عزیزی
مین ارواح انبیاء واولیاء وعام صلحا علی سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر کرکے کہ بعض
علیین اور بعض آسمان اور بعض درمیان آسمان وزمین اور بعض چاہ زمزم مین ہین
لکھتے ہین تعلقے بقبر نیز این ارواح را می باشد کہ بحضور زیارت کنندگان واقارب
ودیگر دوستان بر قبر مطلع ومستانس میشوند زیرا کہ روح را قرب وبعد مکانی مانع این دریافت
نمیشود ومثال آن در وجود انسان روح بصری است کہ ستارہا ہفتم آسمان را در دن
چاہ می تواند دید یہ پچھلا جملہ زیادہ قابل لحاظ ہے **مقال** (۸) مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ
مین ہے پانچوین قسم مہربانی اور انس کے لیے ہوتی ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی گزرے

اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرے تو پہچانتا ہے وہ اوسکو اور جواب سلام کا دیتا ہے وعزاہ للامام النووی مقال (۹) مولوی اسحاق صاحب نے اربعین مین عورتون کے لیے زیارت قبر مطلقا ممنوع ٹھہرانے کو نصاب الاحتساب سے نقل کیا کہ جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے جب نکلتی ہے چار طرف سے شیاطین اوسے گھیر لیتے ہین واذالتت القبر یلعنھا روح المیت اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اوسے لعنت کرتی ہے اپنا ادعاے اطلاق ثابت کرنیکو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا کہ اوسنے جمادیت موتی کا خاتمہ کر دیا کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور زائر پر مطلع ہوتا ہے اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت اور اوسکی بیجا فعل سے پریشان بھی ہوتا ہے یہانتک کہ زن زائرہ پر لعنت کرتا ہے مقال (۱۰) مرزا مظہر جانجانان صاحب اپنے ملفوظات مین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کہتے ہین

یکبار قصیدہ در مدح ایشان گفتہ بودم عنایت بسیار بحال فقیر نمودہ از روئے تواضع فرمودند مالائق اینہمہ ستائش نیستیم مقال (۱۱) اوسی مین حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ کی نسبت کہا یکبار قصیدہ بجناب ایشان عرض نمودم مقال (۱۲) شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین اذا مات الانسان کان للنسمۃ نشأۃ اخری فینتھی فیض الروح الالھی فیھا قوۃ فیما بقی من الحس المشترک تکفی کفایۃ السمع والبصر والکلام الخ جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کیلیے ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح الہی کا فیض اوسکے بقیہ حس مشترک مین ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے اور دیکھنے اور کلام کرنیکا کام دیتی ہے مقال (۱۳) مولنا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ موضح القرآن مین زیر کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور فرماتے ہین حدیث مین

آیا ہے کہ مردون سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہین اور بہت جگہ مردون کو خطاب کیا ہے

اسکی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر مین پڑا ہے دھڑ وہ نہین

سُن سکتا ہے۔ **وصل دوم بقاے تصرفات وکرامات اولیا بعد الوصال مین**

مقال (۱۴) شاہ ولی اللہ ہمعات مین لکھتے ہین در اولیاے امت واصحاب طرق

اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکد وجوہ باصل این نسبت میل کردہ و در انجا بوجہ اتم قدم زدہ

است حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی اند و لہذا گفتہ اند کہ ایشان در قبور خود مثل احیا

تصرف میکنند **مقال (۱۵)** حجۃ اللہ البالغہ مین اہل برزخ کو چار قسم کرکے لکھا اذا ماتت

انقطعت العلاقات فلحق بالملٰئکۃ وصار منہم والہم کالہامہم وسعی فیما یسعون

فیہ وربما اشتغل ہؤلاء باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ وربما کان لہم لمۃ خیر بابن آدم

جب مرتے ہین علائق بدنی منقطع ہوکر ملٰئکہ سے ملتے اور اونھین مین سے ہو جاتے ہین سطرح

فرشتے آدمیون کے دلمین نیک بات کا القا کرتے ہین یہ بھی کرتی ہین اور جن کامون مین ملٰئکہ سعی کرتی ہین

یہ بھی کرتے ہین اور کبھی یہ پاک روحین خدا کا بول بالا کرنے اور اوسکے لشکر کو مدد دینے یعنی جہاد

وقتل کفار و امداد مسلمین مین مشغول ہوتی ہین اور کبھی بنی آدم سے اسیلیے نزدیک و قریب ہوتی

ہین کہ اونپر افاضہ خیر فرماتی ہین **مقال (۱۶)** تفسیر عزیزی مین ہے بعض خواص اولیا را

کہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درین حالت (یعنے بعالم برزخ) تصرف در دنیا دادہ

واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد یہی وہ عبارت

ہے جسکے سبب مولوی منکر صاحب نے بھی بعض اموات کیلیے زیادت ادراک گورا کی تھی **مقال (۱۷)**

مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات مین فرماتے ہین بعض ارواح کاملان بعد ترک تعلق اجساد آنہا

درین نشاۂ تصرفے باقی است الخ **مقال (۱۸)** میان اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم مین حضرت

جناب مولیٰ مشکلکشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت خدا جانے کس دل سے یون ایمان لاتے

ہین در سلطنت سلاطین و امارت امرا ہمت ایشان را دخلے ہست کہ بر سیاحان عالم ملکوت

مخفی نیست **مقال (۱۹)** اوسیمین شوکت و عظمت جناب مرتضوی لکھکر کہا شان

جناب شیخین بس بلند نسبت ابہت جلال مذکور ست مثلش بظاہر مرتبہ امیر کبیر ہست کہ فارغ از امور سیاست گردیدہ

ملازم بادشاہ گشتہ بہ نسبت کسیکہ قائم بر خدمات و مشغول بکار پردازی ست اگرچہ شوکت
ظاہریہ وکثرت اتباع درحق این مصاحب بہ نسبت آن امیر اعظم قائم بخدمات اقل قلیل است
لیکن در عزت ووجاہت فوق است چہ فی الحقیقۃ آن امیر باہمگی شوکت وحشمت واتباع
خود گویا از اتباع آن مصاحب است زیراکہ مشورت وتدبیرش در ہمہ اتباع بادشاہی جاری
وساری است اھ ملخصا مقال (۲۰) مظاہر الحق مین ہی تیسری قسم زیارت کی برکت
حاصل کرنیکے لیے وہ زیارت اچھے لوگون کی قبرون کی ہے اسلیے کہ اونکے لیے برزخ مین
تصرفات وبرکات بیشمار ہین ونماہ للامام النووی وصل سوم بعد وصال اولیا کے فیض
وامداد مین مقال (۲۱ تا ۳۱) شاہ ولی اللہ[۲۲] ومولوی خرم علی نے کہا منتظر رہے
اوسکا جسکا فیضان صاحب قبر سے ہو عزیزی[۲۴] فرمایا ارباب حاجات حل مشکلات خود از انہا می
یابند دونون شاہ صاحبون[۲۶ و ۲۷] پھر مولوی خرم علی[۲۸] نے کہا اویسیت قوی وصحیح ہے روحی
فیض ہے روحانیت سے تربیت ہے عزیزی[۲۸] مین لکھا ہے از اولیائے مدفونین انتفاع
جاری است مرزا مظہر صاحب[۲۹] مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی نسبت منظہر قصیدہ عرض نمودم
نوازشہا فرمودند شاہ ولی اللہ[۳۰] ومولوی[۳۱] خرم علی نے کہا شاہ عبد الرحیم ادب آموز ہوئے
اپنے نانا کی روح سے کہ یہ سب اقوال مقصد اول کی نوع اول مین گزرے مقال
(۳۲) مرزا صاحب موصوف نے اپنے ملفوظات مین فرمایا از فرط محبت کہ فقیر را بجناب
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ثابت است وسر منشا نسبت علیہ
نقشبندیہ ایشان اند بمقتضائے بشریت غشاوہ بر نسبت باطنی عارض میشود خود بخود
رجوع بآنجناب پیدا گشتہ بالتفات ایشان رفع کدورت میشود مقال (۳۳ تا ۳۶
اویسیہ) مین ہے التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشان بسیار معلوم شد
باہیچکس از اہل این طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست[۳۴] پھر
کہا عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود معروف است مغلان در صحرا ہا

وقت خواب اسباب واسپان خود بجایت حضرت می سپارند وتاییدات از غیب همراه ایشان
میشود درین باب حکایات بسیار است تحریر آن باطالت میرساند پھر کہا سلطان المشائخ
نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بحال زائران مزار خود عنایت بسیار میفرمایند پھر کہا ہمچنین
شیخ جلال پانی پتی التفاتہا می نمایند مقال (۳۷) قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنکی مدح
مقال ۶ مین گذری تذکرۃ الموتی مین لکھتے ہین اولیاء اللہ دوستان ومعتقدان را در دنیا
وآخرت مددگاری میفرمایند ودشمنان را ہلاک می نمایند وازارواح بطریق اویسیت فیض
باطنی میرسد مقال (۳۸ تا ۴۵) یہی قاضی صاحب سیف المسلول مین مرتبہ
قطبیت ارشاد کو یون بیان کرکے کہ فیوض وبرکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء
اللہ نازل میشود اول بر یک شخص نازل میشود وازان شخص قسمت شدہ بہر یک از اولیائے
عصر موافق مرتبہ بحسب استعداد او میرسد وہیچکس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضی
نمیرسد وکسی از مردان خدا بے وسیلہ او درجہ ولایت نمی یابد واقطاب جزئی واوتاد وابدال ونجباء
ونقباء وجمیع اقسام اولیائے خدا بوئے محتاج میباشند صاحب این منصب عالی را امام
وقطب الارشاد بالاصالۃ نیز خوانند واین منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ مقرر بود پھر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم کو بترتیب اس منصب
عظیم کا عطا ہونا لکھکر کہتے ہین بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظہور سید الشرفا غوث
الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلی این منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود
پھر کہا چون حضرت غوث الثقلین پیدا شد این منصب مبارک بوی متعلق شد وتا ظہور محمد مہدی
این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد پھر کہا چون امام محمد مہدی ظاہر شود
این منصب عالی تا انقراض زمان بوی مفوض باشد اخیر مین کہا استنباط این مدعا از کتاب
اللہ واز حدیث متواتر کردہ ملخصاً اصل ان سب اقوال ثلثہ کی جناب شیخ مجدد الف ثانی سے
ہے جیسا کہ جلد سوم مکتوب ۱۲۳ مین مفصلا مذکور اونکے کلام مین اسقدر امر اور زائد ہے

منصب اہل بیت تفضیل غوث اعظم عطا فرماتے ہین

کہ بعد از ایشان (یعنی حضرت مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الاسنی) بہر یکی از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت ودر اعصار این بزرگواران وہمچنین بعد از ارتحال ایشان ہر کرا فیض وہدایت میرسید بتوسط این بزرگواران بودہ ملاذ وملجای ہمہ ایشان بودہ اند تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ الخ ملخصا اور اونھون نے جلد ثانی مین خود اپنے لیے بھی اس منصب عالی کا حصول مانا اور اس اعتراض سے کہ پھر اس دورے مین منصب مذکور کا حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے اختصاص کب رہا جلد ثالث مین یون جواب دیا کہ مجدد الف درینمقام نائب مناب حضرت شیخ است وبنیابت حضرت شیخ این معاملہ باو مربوط است چنانچہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور۔

مقال (۴۶ تا ۵۸) شاہ ولی اللہ انتباہ مین اور اونکے بارہ اساتذہ ومشائخ کہ عرب وہند وغیرہما بلاد کے علما و اولیا ہین حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو وقت مصیبت مددگار مانتے اور ع تجدہ عونالک فی النوائب کو حق جانتے وسیاتی نقلہ فی الوصل الآتی ان شاء اللہ تعالی مقال (۵۹) شاہ ولی اللہ نے ہمعات مین لکھا از جملہ نسبتہاے معتبرہ نزدیک قوم نسبت اویسیہ است خواہ این مناسبت بہ نسبت ارواح انبیا باشد یا اولیاے امت یا ملئکہ ولہ است کہ مناسبت بروحی خاص حاصل شدہ بجہت آنکہ فضائل وی استماع کردہ محبتی خاص بہم رسانید وآن محبت سبب کشادہ شدن راہی گردد میان روح واین کس یا بجہت آنکہ روح مرشد وی یا جد وی باشد ودرو سے ہمت ارشاد منتسبان خود متمکن شدہ الخ انتہے ملتقطا مقال (۶۰) اسیمین ہے کہ از ثمرات این نسبت (یعنی اویسیہ) رویت آن جماعت است در منام وفائدہ از ایشان یافتن ودر مہالک ومضایق صورت آن جماعت پدید آمدن وحل مشکلات وی بآن صورت منسوب شدن مقال (۶۱) اوسی مین ہے امروز اگر کسی را مناسبت بروح خاص پیدا شود واز انجا فیض بردارد غالبا بیرون نیست از انکہ این معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ یا بہ نسبت
حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وآنانکہ مناسبت بسائر ارواح وارند باعث
خصوص آن اسباب طاریہ شدہ اند مثل آنکہ وے محبت آن بزرگ بسیار دارد
و بر قبر وے بسیار میرود و این معنی سلسلہ جنبان از جہت قابل گشتہ است و آن بزرگ را
ہمت قویہ بودہ است در تربیت منتسبان خود و آن ہمت ہنوز در روح باقی است و این معنی
سلسلہ جنبان از جہت فاعل است **مقال (۶۲)** حجۃ اللہ البالغہ میں ہے قد استفاض
من الشرع ان للہ تعالی عبادا ھم افاضل الملئکۃ وانھم یکونون سفراء بین اللہ وبین
عبادہ وانھم یلھمون فی قلوب بنی آدم خیرا وان لھم اجتماعات کیف یشاء اللہ
وحیث شاء اللہ یعبر عنھم باعتبار ذلک بالملاء الاعلی وان لارواح افاضل
الآدمیین دخولا فیھم ولحوقا بھم کما قال اللہ تعالی یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ المطمئنۃ ارجعی الی
ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی والملاء الاعلی ثلثۃ اقسام
قسم ھم نفوس انسانیۃ مازالت تعمل اعمالا منجیۃ تفید اللحوق بھم حتی طرحت عنھا
جلابیب ابدانھا فانسلکت فی سلکھم وعدت منھم اھ ملخصا یعنے بیشک شرع سے
بدرجہ شہرت ثبوت کو پہنچا کہ مقرب فرشتے خدا اور اوسکے بندون مین واسطہ ہوتے اور
آدمیون کے دلون مین نیک بات کا القا کرتے ہین اور اونکے لیے اجتماع ہین جس طرح خدا
چاہے اور جہان چاہے اسی لحاظ سے اونھین ملأ اعلی کہتے ہین اور یہ بھی اوسی طرح شرع
سے بشہرت ثابت کہ بزرگان دین کی روحین بھی اونمین داخل ہوتی اور اون سے ملتی ہین جیسا
اللہ تعالی نے فرمایا اے اطمینان والی جان پلٹ چل اپنے رب کی طرف اس حال مین کہ تو
اوس سے راضی اور وہ تجھ سے خوش پس داخل ہو میرے بندون مین اور آ میری جنت مین
اور ملأ اعلی کی ایک قسم وہ ارواح انسانی ہین کہ ہمیشہ رستگاری کے کام کرتے رہے جنکے
باعث اون ملائکہ سے ملے یہان تک کہ جب بدن کی نقابین پھینکین ملأ اعلے مین داخل ہو

اور اونھین سے شمار کیے گئے مقال (۶۳) عزیزی مین فرمایا بر در دفن کردن چون اجزائے
بدن تمامہ یکجامی باشند علاقۂ روح بابدن از راہ نظر عنایت بحال میماند و توجہ روح بزائرین
و مستانسین و مستفیدین بسہولت میشود مقال (۶۴) میان اسمعیل صراط المستقیم
مین لکھ گئے حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر حضرات شیخین ہم ثابت است و آن تفضیل بجہت
کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات ہست مثل قطبیت و غوثیت
و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشان ہست
مقال (۶۵) اوسی مین ہے حق جل و علا بذات پاک خود یا بواسطۂ ملائکہ عظام یا ارواح
مقدسہ بسبب برکت توسل بقرآن محافظت طالب خواہد نمود مقال (۶۶) مولوی
اسحاق کی مائۃ مسائل مین ہے سوال شخصیکہ منکر باشد فیض روح مبارک محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را در عالم برزخ و شخصیکہ منکر باشد از فیض ارواح مقدسہ انبیائے
دیگر علیہم الصلاۃ والسلام و شخصیکہ منکر باشد از فیض ارواح اولیاء اللہ در عالم برزخ حکم او
چیست جواب ہر فیض شرعی کہ ثبوت آن باخبار متواترہ باشد منکر آن کافر است و ہر فیضیکہ
ثبوت آن باخبار مشہورہ باشد منکر آن ضال است و ہر فیضیکہ ثبوت آن بخبر واحد باشد
منکر آن بسبب ترک قبول گنہگار خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آن بطریق صحیح یا بطریق حسن خواہد
شد اھ ملخصا ہر چند یہ جواب سراپا عیاری پر مبنی مگر سب نے دیکھا کہ سوال فیض برزخ سے تھا
واجب کہ جواب اوسے بھی شامل ہو اسقدر امر نفی جنون کے لیے ضروری یا اونکی دیانت
و للہیت سے انکار اور اخفائے حق و تلبیس بالباطل کا اقرار کیا جائے مقال (۶۷)
جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات مین فرماتے ہین بعد از رحلت ارشاد پناہی قبلہ
گاہی (یعنی خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ) بتقریب زیارت مزار شریف بہ بلدۂ محروسہ دہلی
اتفاق عبور افتاد روز عید بزیارت مزار شریف ایشان رفتہ بود در اثنائے توجہ بمزار
متبرک التفاتے تمام از روحانیت مقدسۂ ایشان ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی

نسبت خاصۂ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند تنبیہ لفظ بتقریب زیارت مزار شریف الخ ملحوظ رہے اور یہ ہین غریب نواز بھی کہ حضرت خواجہ اجمیر رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کہے سے متعصبان طائفہ چڑھتے ہین مقال (۶۸) شاہ ولی اللہ انفاس العارفین مین اپنے استاذ الاستاذ محمد شاہ ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہین دو سال کما بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ متوجہ میشد ذوق این راہ از انجا پیدا کرد مقال (۶۹) اوسی مین حضرت میر ابوالعلی قدس سرہ کے ذکر مبارک مین لکھا بمزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ بودند و از انجناب ولربائیہا یافتند و فیضہا گرفتند مقال (۷۰ و ۷۱) اوسی مین اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا میفرمودند یکبار حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ را در یقظہ دیدم اسرار عظیم دران محل تعلیم فرمودند مقال (۷۲) اوسی مین شیخ مذکور کے حالات مین لکھا عجوزہ را از مخلصان بعد وفات ایشان تپ ولرزہ گرفت بغایت نزار گشت شبی بنوشیدن آب و پوشیدن لحاف محتاج شد و طاقت آن نداشت وکسے حاضر نبود ایشان متمثل شدند و آب دادند و لحاف پوشانیدند آنگاہ غائب شدند مقال (۷۳ تا ۷۵) قول الجمیل مین ہے تادب شیخنا عبدالرحیم بارواح الائمۃ الشیخ عبدالقادر الجیلانی والخواجہ بہاء الدین نقشبند والخواجہ معین الدین بن الحسن الچشتی وانہ راٰھم واخذ منھم الاجازۃ وعرف نسبۃ کل واحد منھم علی حدتھا مما فاض منھم علی قلبہ وکان یحکی لنا حکایتھا رضی اللہ تعالی عنہ وعنھم اجمعین یعنی ہمارے مرشد شیخ عبدالرحیم نے ائمۂ کرام حضور غوث اعظم و خواجہ نقشبند و خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہم کی ارواح طیبہ سے آداب طریقت سیکھے ورا و نسے اجازتین لین اور ہر ایک کی نسبت جو اون سرکارون سے انکے دل پر فائض ہوئی جدا جدا پہچانی اور ہم سے اوسکی حکایت بیان کرتے تھے اللہ تعالی اون سب حضرات اور ان سے

راضی ہوا مولوی خرم علی صاحب نے اگرچہ براہم کے ترجمہ مین لفظ خواب مین دیکھا اپنی طرف سے بڑہا دیا جس پر کلام شاہ ولی اللہ مین اصلا دلیل نہین مگر ارواح عالیہ کا فیض بخشنا اجازتین دینا نسبتین عطا فرمانا مجبورانہ مسلم رکھا مقال (٧٦ و ٧٧) مرزا جانجانان صاحب فرماتے ہین از حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ دو کس طریقہ گرفتند یکے طریقہ قادری اخذ کرد و دیگرے طریقہ نقشبندیہ اختیار نمود ایشان فرمودند کہ روح مبارک حضرت غوث الاعظم تشریف آوردہ صورت مثالی مرید خاندان خود را ہمراہ بردند و حضرت خواجہ نقشبند تشریف آوردند صورت مثالی معتقد خود را با خود بردند رحمۃ اللہ تعالی علیہم مقال (٧٨) اسمعیل نے صراط المستقیم مین اپنے پیر کا حال لکھا روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ و تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعی در مابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشان ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازین ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان بتمامہ بسوئے خود می فرمود تا اینکہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند و تا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہ قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا اینکہ در ہمان یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ بحضرت ایشان گردید مقال (٧٩) اوسی مین ہے روزے حضرت ایشان بسوئے مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند بر مرقد مبارک ایشان مراقب نشستند درین اثنا بروح پر فتوح ایشان ملاقات متحقق شد و آنجناب بر حضرت ایشان توجہی بس قوی فرمودند کہ بسبب آن توجہ ابتدائے حصول نسبت چشتیہ متحقق شد وصل چہارم اصل مسئلہ مسئولہ سائل یعنی اولیائے کرام سے استمداد دیکھا اور اپنے مطالب مین طلب دعا اور حاجت کے وقت اونکی ندا مین مقال (٨٠ تا ٨٨) شاہ ولی اللہ نے ہمعات مین کہا بزیارت قبر ایشان رود و از انجا

الخدا سبب دریوزہ کنند رباعی مین کہا ع فیض قدس از ہمت ایشان میجو وہ پہر مولوی خرم علی کہتے ہین بیت سے قریب ہو پہر کہے یا روح عزیزی ہین فرمایا اولیا ان تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا می نمایند اور فرمایا ارباب حاجات حل مشکلات خود از انہا می طلبند اوسی مین ہے از اولیا ئے مدفونین استفادہ جاری ہست مرزا صاحب نے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی نسبت کہا در عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع میشود کہ یہ سب اقوال مقصد اول مین گزرے شاہ عبد العزیز صاحب نے سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کہا مردے جلیل القدر سیت کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر ہست پہر اونسے نقل کیا مصیبت مین یا زروق کہکر پکارین فورا مدد کرونگا یہ اسی مقصد مین گزرا مقال (۸۹) مرزا صاحب کے وصایا مین ہے بزیارت مزارات اولیا دریوزہ فیض جمعیت کن الخ مقال (۹۰ تا ۱۰۲) شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھتے ہین این فقیر خرقہ از شیخ ابو طاہر کردی پوشیدہ و ایشان تفضل آنچہ در جواہر خمسہ ہست اجازت دادند پہر کہا وایضا فقیر در سفر حج چون بلاہور رسیدہ دستبوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشان اجازت و علائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ یہ شیخ ابو طاہر کردی مدنی شاہ ولی اللہ کے شیخ حدیث و پیر سلسلہ ہین مدینہ طیبہ مین مدتون انکی خدمت مین رہکر سلاسل حدیث حاصل کیے کہ وہی اونسے شاہ عبد العزیز صاحب اور اونسے مولوی اسحاق کو پہنچی اور ان شیخ محمد سعید کی نسبت انتباہ مین لکھا یکے از اعیان مشایخ طریقہ بودند شیخ معمر ثقہ اوسی مین دونون مشایخ سے سلاسل اجازت بیان کیے جنسے ثابت کہ شیخ ابراہیم کردی والد شیخ ابو طاہر مدنی اور اون کے استاذ شیخ احمد قشاشی اور اون کے استاذ شیخ احمد شناوی اور شاہ ولی اللہ کے استاذ الاستاذ شیخ احمد نخلی کہ یہ چارون حضرات بھی شاہ ولی اللہ کے اکثر سلاسل حدیث مین داخل ہین کما یظہر من المسلسلات وغیرہا اور آن شیخ معمر ثقہ کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور اون کے شیخ مولنا عبد الملک

اور اون کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ ثناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونون صاحبون کے پیر مولنا وجیہ الدین علوی ان سب علما و مشایخ نے سیفی وغیرہ اعمال جواہر خمسہ کی اجازتین اپنے اساتذہ سے لین اور تلامذہ کو عطا کین اور جناب شاہ محمد غوث گوالیاری تو ان سلاسل کے منتہی اور جواہر کے مولف ہین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین اب ملاحظہ ہو کہ اسی جواہر خمسہ مین اوسی دعائے سیفی کی ترکیب مین کیا لکھا ہی ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند و آن این است ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی اگر مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا ماننا مصیبت کے وقت مددگار جاننا ہنگام غم و تکلیف اوس جناب کو ندا کرنا یا علی یا علی کا دم بھرنا شرک ہو تو معاذ اللہ تمھارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و مشرکین ٹھہرین اور سب سے بڑھکر بھاری مشرک کٹر کافر عیاذا باللہ شاہ ولی اللہ ہون جو شرکون کو اولیاء اللہ جانتے اپنا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ مانتے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سندین اونسے لیتے مدتون اونکی خدمتگاری و کفش برداری کی داد دیتے اونھین شیخ ثقہ عادل بتاتے اونکی ملاقات کو بلفظ دست بوسی تعبیر فرماتے ہین محدثی کا تمغا حدیث کی سندین یون برباد ہوئین کہ اتنے مشرکین اونمین داخل پھر شاہ عبد العزیز صاحب کو شاہ ولی اللہ صاحب سے یہی نسبت خدمت و ارادت و تلمذ و بیعت و مدح و عقیدت حاصل اور اونکی سب سندون مین تمھارے طور پر یہ مشرک اعظم و کافر اکبر شامل کہان کی شاہی کیسی محدثی اصل ایمان کی سلامتی مشکل انا للہ وانا الیہ راجعون پھر مولوی اسحق و میان اسمعیل بیچارے کس گنتی مین کہ اونکی تو ساری کرامات اسی شرکستان کی بھٹی مین مشرکون کی نسل مشرکون کی اولاد مشرک ہی پیر مشرک ہی استاد آنکھ کھلتے ہی مشرک نظر پڑے ہوش سنبھلتے ہی مشرکون مین بگڑے مشرکون کی گود مشرکونکی بغل مشرکون کا دودھ مشرکون کا عمل مشرکون مین پلے مشرکون مین بڑھے مشرکون سے

سیکھے مشرکون سے پڑھے مشرک دادا مشرک نانا عمر بھر مشرکون کو جانا مانا العیاذ باللہ رب العلمین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الحق المبین مسلمان دیکھین کہ یا علی یا علی کو شرک ٹھہرانے کی کیا سزا ملی نہ ناحق مسلمانون کو مشرک کہتے نہ اگلون پچھلون کے مشرک بننے کی مصیبت سہتے اس سے یہی بہتر کہ راہ راست پر آئین سچے مسلمانون کو مشرک نہ بنائین ورنہ اپنے ایمان کی فکر فرمائین کہ کردہ نیافت کو بھول نہ جائین سہ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند نسأل اللہ العافیۃ وحسن العاقبۃ آمین مقال (۱۰۳) اسی انتباہ مین بعض مشایخ حضرات قادریہ قدست اسرارہم سے حصول مہمات وقضائے حاجات کیلیے ایک ختم یون نقل کیا اول دو رکعت نفل بعد ازان یکصد و یازدہ بار درود بعد ازان یکصد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی الخ مقال (۱۰۴) شاہ عبد العزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کاش اگر قتلۂ عثمان دہ دوازدہ سال دیگر ہم تن بصبر دادند و سکوت کردہ می نشستند سند و ہند و ترک وچین نیز مثل ایران و خراسان یا علی یا علی می گفتند الخ مقال (۱۰۵) رسالہ فیض عام مزارات اولیا سے استعانت مین شاہ صاحب کا یہ ارشاد ہے طریق استمداد از ایشان آنست کہ بزبان گوید اے حضرت من برائے فلان کار درجناب الہی التجا میکنم شما نیز بدعا و شفاعت امداد من نمائید لکن استمداد از مشہورین باید کرد یہ خاص صورت مسئولہ کا جواب ہے واللہ الھادی الی سبیل الصواب الحمد للہ کہ یہ نوع بھی اپنے منتہی کو پہنچی سو مقال کا وعدہ تھا ایک سو پانچ گنے اسکی وجہ یہ ہے کہ مقصد اول مین پینتیس سوال تھے مقصد دوم مین ساٹھ حدیثین ادہر نوع اول مین دو سو قول اب یہ ایک سو پانچ مقال ملکر چار سو کا عدد کامل اور فقیر کا وہ مدعا حاصل ہوگیا کہ مولوی صاحب سددہ اللہ تعالی کے اصل مذہب اور اوس چند سطری تحریر پر چار سو وجہ سے اعتراض ہے

والحمد للہ رب العلمین

خاتمہ رسالہ مین دربارۂ سماع موتی علمای عرب کا فتوی

اس رسالہ کے زمانہ تالیف مین فقیر کو معتبر طور پر خبر پہنچی کہ مولوی صاحب فرماتے ہین اگر وہ ہمارے
مسئلہ کا رد لکھیگا ہم دونون تحریرین مولویان بھوپال کو بھیجدین گے کہ وہ حکم ہو جائین
اقول تحکیم بے قبول طرفین معقول نہین مولوی صاحب ماشاء اللہ فاضل ہین یہین کیون نہ
تصفیہ ہو جائے طالبان تحقیق کو اظہار حق سے کیون باک آئے رسالہ فقیر کو ملاحظہ فرمائین
اگر حق واضح ہو تسلیم واجب ورنہ جواب مناسب۔ ہان تحریر جواب مین استمداد و استعانت
کا اختیار ہے بھوپالیون سے ہو یا بنگالیون سے اور اگر اورون ہی پر رکھنا صلاح وقت ہو تو
اہل حرمین جیسے دیکھیے گا بلا ترجیح خود اہل الفریقین ہے بھوپالیون کو مثلاً مصطفے آبادیون پر کیا وجہ
ترجیح ہے۔ لہذا سب سے قطع نظر کرکے علمائے عرب کو حکم کیجیے کہ دین وہین سے نکلا اور وہین کو
پلٹ جائے گا اور وہان کے جمہور علما پر انشاء اللہ تعالی شیطان ہرگز قابو نہ پائے گا جناب
جناب مولنا اگر اس رائے کو پسند فرمائین تو ان اکابر کرام کا مہری دستخطی فتوی بالفعل فقیر کے
پاس اصل موجود جس مین اکثر مسائل وہابیت کا رد واضح فرمایا اور طائفہ جدیدہ کو ضال مضل مبتدع
مبطل ٹھہرایا فقیر غفر اللہ تعالی لہ اوس مین سے چند سطرین متعلق مسئلہ سماع مع شرح دستخط
علما تلخیص و التقاط حاضر کرتا ہے واللہ الہادی اس سوال کے جواب مین کہ
وہابیہ عدم علم و عدم سماع موتی کا ادعا و اعتقاد رکھتے ہین فرمایا

ھذا الادعاء افتراء قبیح وھذا الاعتقاد اعتداء صریح فان العلماء المحققین من الحنفیۃ
والشافعیۃ وغیرھم قد اثبتوا اطلاع الانسان فی البرزخ وسماعہ لسلام الزائر و
کلامہ ومعرفتہ والانس بہ بالاحادیث الصحیحۃ والآثار الصریحۃ وتلک المسئلۃ
مع دلائلہا مصرحۃ فی المرقاۃ شرح المشکوۃ لعلی القاری الحنفی وشرح الصدور
للحافظ السیوطی وشفاء السقام للامام السبکی وغیرھا من الکتب المشہورۃ
لجمہور المحققین حتی اشاروا الیہ فی کتب العقائد المشہورۃ فقد صرح فی المقاصد

وشرحه انه عند المعتزلة وغیرهم البنیة المخصوصة شرط فی الادراک فصندهم لایبقی

ادراک الجزئیات عند فقد الآلات وعندنا یبقی وهو الظاهر من قواعد الاسلام

ولهذا یشفع بزیارة قبور الابرار والاستعانة من نفوس الاخیار الخ وبالجملة فالنفس

الانسانیة تبقی لها الادراکات ولها تعلقات کثیرة بموضع دفن جسدها والاحادیث

والآثار شاهدة لذلک لاینکرها بعد العلم بها الا مکابر معاند الخ یعنی وہابیہ کا یاوہ

افترا قبیح اور یہ اعتقاد ظلم صریح ہے حنفیہ وشافعیہ وغیرہم کے علمای محققین نے صحیح حدیثون

صریح خبرون سے ثابت کیا ہے کہ آدمی برزخ مین علم رکھتا اور زائر کا سلام وکلام سنتا اور اسے

پہچانتا اور اس سے انس حاصل کرتا ہے مرقاۃ شرح مشکوۃ علی قاری حنفی شرح الصدور حافظ سیوطی

شافعی وشفاء السقام امام سبکی وغیرہا جمہور محققین کی کتب مشہورہ مین اس مسئلہ اور اس کے

دلائل کی تصریح ہے یہان تک کہ علمانے عقائد کی مشہور کتابون مین اوسکی طرف اشارہ کیا

مقاصد وشرح مقاصد مین تصریح فرمائی کہ معتزلہ وغیرہم کے نزدیک یہ بدن شرط ادراک ہے

تو اون کے مذہب مین جب آلات بدنی نہ رہے ادراک جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہل سنت

کے نزدیک اوباقی رہتا ہے قواعد اسلام اسی کی تائید کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ قبور ابرار

کی زیارت اور ارواح اولیا سے استعانت نفع دیتی ہے غرض روح انسانی کے ادراکات

باقی اور اوسے موضع دفن سے بہت تعلقات ہین احادیث وآثار اس پر گواہ ہین جنہین

جان بوجھکر انکار نہ کریگا مگر باطل کوش ودشمن حق۔ اس کے بعد شبہات منکرین کا نصوص علما

سے رد کیا اور عمائد علمائے حرمین طیبین نے اوس پر مہر ودستخط ثبت فرمائے۔

شرح دستخط حضرت مولٰنا محمد بن حسین کتبی حنفی مفتی مکہ معظمہ

لاکلام فیہ ولاشک یعتریہ امین نہ کلام گنجائش نہ شک کی خلش اھ برقمہ محمد بن

حسین الکتبی الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ عفی عنہ

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی محمد او هو اوفی الخلق بالذمم

بمنہ امین

شرح دستخط حضرت مولٰنا وشیخ مشائخنا رئیس المدرسین بالمسجد الحرام مولٰنا جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

لایلتفت المفید الا الیہ ولا یعول المستفید الا علیہ مفید التفات نکرے مگر اسی طرف اور مستفید اعتماد نکرے مگر اسی پر امر برقمہ رئیس المدرسین الکرام بالمسجد المکی الحرام الراجی لطف ربہ الخفی جمال بن عبد اللہ شیخ عمر الحنفی لطف اللہ تعالی بہما

عبدہ جمال بن شیخ عمر

شرح دستخط حضرت مولٰنا حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ مبارکہ

لاریب فیہ ولا شک یعتریہ

عبدہ حسین

کتبہ الفقیر حسین بن ابراہیم مفتی المالکیۃ بمکۃ المشرفۃ المحمیۃ

شرح دستخط حضرت مولٰنا وشیخنا وبرکتنا زین الحرم عین الکرم مولٰنا احمد زین دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ قدس سرہ العزیز

رأیت ھذا المؤلف الشریف الحاوی لکل برھان لطیف فرأیتہ قد نص علی عقائد اھل الحق المؤیدین وابطل عقائد اھل الضلال المبطلین مین نے یہ شریف تالیف جامع ہر دلیل لطیف دیکھی تو مین نے اوسے پایا کہ اہل حق وارباب تایید کے عقیدے صاف واضح لکھے ہین اور باطل پرست گمراہون کے مذہب باطل کیے راقمہ بقلمہ المرتجی من ربہ الغفران

احمد دحلان ۱۲۷۲

احمد بن زین دحلان

شرح دستخط حضرت مولٰنا محمد بن محمد غرب شافعی مولی مدرس مسجد مدینہ طیبہ

تاملت فی ھذا المؤلف فرأیت مؤلفہ قد اجاد ولکل نص سنی صحیح افاد مین نے یہ رسالہ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے مصنف نے جید کلام لکھا اور ہر نص روشن کا افادہ کیا

کتبہ الفقیر الی اللہ تعالی (مہر صاف نخوانده شد) محمد بن محمد المغرب الشافعی

خادم العلم بالمسجد النبوی

شرح دستخط مولنا عبد الکریم حنفی از علمائے مدینہ منورہ

لما تاملت فی ہذہ الرسالۃ وجدتہا سیف الصارم للمعاند الضال لا یطعن فیہا الا من اختل عقلہ وقبحت سیرتہ فی جمیع الآجال جب مین نے یہ رسالہ غور سے دیکھا اوسے معاند گمراہ کے حق مین مثل تیغ بران پایا نہ طعنہ کریگا اسمین مگر وہ جس کی مت کٹی اور عادت بدہولی ہر زمانہ مین

من خدام طلبۃ العلم بالمسجد النبوی

(مہر: المتوکل علی اللہ العظیم عبد الکریم بن عبد الحکیم)

شرح دستخط مولنا عبد الجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ سکینہ

وقفت علی ہذا المجموع فالفیتہ مہندا سل علی من شق عصا الجماعۃ وحاد عن السنۃ مین اس تالیف پر واقف ہوا تو اوسے ایک تیغ ہندی پایا کھینچی گئی اوس پر جس نے جماعت کا خلاف کیا اور سنت سے کنارہ کش ہوا اشار برقمہ الی الشیخ الاجل الورع الفقیہ الزاہد مولنا عبد الجبار الحنبلی البصری نزیل المدینۃ المنورۃ متع اللہ المسلمین ببقائہ امین

(مہر: عبد الجبار)

شرح دستخط حضرت مولنا السید ابراہیم بن الخیار شافعی مفتی مدینہ طیبہ

کم طالعت بعد ما اطلعت ردود العلماء الاجلۃ علی الفرقۃ الضالۃ المضلۃ فما رأیت مثل ہذہ الرسالۃ مین نے جب سے اطلاع پائی اس فرقہ گمراہ وگمراہ گر پر علمائے جلیل کے بہت ردو دیکھے مگر اس رسالہ کا مثل نظر سے نہ گزرا قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ خادم العلم بالحرم النبوی ابراہیم ابن المرحوم محمد خیار الحسنی الحرمی

(مہر: ابراہیم بن محمد خیار)

الحمد للہ علی حصول المسئول وبلوغ الکلام نہایۃ المامول فقیر عبد المصطفی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نے اس رسالہ کا سودہ اوائل رجب ۱۳۲۰ھ

ہین کیا پھر بوجہ عروض بعض اعراض واہتمام دیگر اغراض مثل تحریر رسائل وتصنیف
بعض دیگر رسائل جنکی ضرورت اہم نظر آئی اسکی تبییض نے تاخیر پائی اب بحمد اللہ بعنایات
الٰہی واعانت حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلاۃ والسلام وعلی آلہ وصحبہ الکرام سلخ شعبان
سنہ مذکورہ کو وقت عصر یہ مسودہ مبیضہ ہوا اور اثنائے تبییض مین سرکار مفیض سے فیوض تازہ
کا افاضہ ہوا والحمد للہ اولا وآخرا وباطنا وظاہرا وصلی اللہ تعالی علی نبینا ومولنا
محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وعلینا بھم وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اسئل
اللہ تعالی ان یتقبل سعینا ولیغفر لنا ذنوبنا ویرحم فاقتنا ویحیینا مسلمین ویمیتنا
مومنین ویحشرنا فی زمرۃ الصالحین وان ینفع بھذا التالیف وسائر تصانیفی
جمیع اخوانی فی الدین انہ سمیع قریب قدیر مجیب والحمد للہ رب العلمین

تمت وبالخیر عمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تکمیل جمیل وتسجیل جلیل چند فوائد عالیہ کی یاددہانی مین

حامدا ومصلیا ومسلما

ہرچند یہ فوائد بھی ہین جنکا ثبوت مباحث رسالہ مین گزرا مگر کتاب مین انکے لیے کوئی فصل
معین نہ تھی متفرق مواقع پر واقع ہوئی لہذا اون کے مہتم بالشان ہونے نے چاہا کیہان
اونکے مواضع پر مطلع کر دیا جائے (فائدہ اولی) اس مسئلہ مین خلاف کرنیوالے بدعتی گمراہ ہین
دیکھو (قول ۱۵)، کہ انکار سماع موتی کا مذہب معتزلہ ہی قول ۱۸ کہ بعض معتزلی رافضی جمادیت
موتی سے سند لاے (قول ۱۹) کہ میت کا جماد ہونا مذہب اعتزال ہی (قول ۲۵) کہ علم موتی
کا منکر نہوگا مگر جو حدیثون سے جاہل ہو اور دین سے منکر (قول ۱۹۹ و ۲۰۰)، کہ علم وسمع وبصر
موتی پر تمام اہل سنت وجماعت کا اجماع ہی ہر ظاہر کہ اون کے اجماع کا مخالف نہوگا مگر بدمذہب
گمراہ (فائدہ ثانیہ) اہل قبور کہ زائرون کو دیکھتے پہچانتے اونکا کلام سنتے سلام لیتے جواب

دیتے ہین یہ بات ہمیشہ ہی اس مین کسیدن کی تخصیص نہین جمعہ وغیر جمعہ سب یکسان
نہ کسی وقت کی خصوصیت ہان جمعہ کے دن خصوصاً صبح کو معرفت ترقی پر ہوتی ہو دیکھو قول
۲ ۶ و ۶۹ و ۸۰ و ۱ و ۸ و ۲ و ۸ و حاشیہ قول ۸۱) اور خود وہ تمام احادیث اور صدہا اقوال کہ
فصول مقاصد دوم وسوم مین اس مطلب پر منقول ہوئے اپنے اطلاق وارسال سے اس عموم و
اطلاق کی دلیل کافی ہین جماموت الاشارۃ الیہ فی الکتاب (فائدہ ثالثہ) ارواح مومنین
کو اختیار ہوتا ہو کہ زمین آسمان مین جہان چاہین جائین سیر کرین جولان فرماوین دیکھو (حدیث
۱ و ۹ و قول ۱۳ و مقال ۶) یہان تک کہ بیداری مین اپنے مخلصین سے ملتے فیض بخشتے ہین
(مقال ۰۷ و ۱۷) ناتوان بیمارون کو پانی پلاتے کپڑا اوڑھاتے ہین (مقال ۳۰) جہادون مین
شرکت فرماتے ہین (مقال ۱۵) دوستون کی مدد دشمنون کو ہلاک کرتے ہین (مقال ۲۷) یہان تک
کہ شرح سنن نسائی شریف مین تصریح فرمائی کہ روح کا حال جسم کا سا نہین وہ ایک وقت مین
چند جگہ ہو سکتی ہو (قول ۹۷) مین کہتا ہون اولیائے احیا کی حکایات منقول کہ ایک وقت مین
ستر جگہ تشریف فرما تھے پھر بعد وصال کہ روح اپنی آزادی و ترقی کامل پر ہوتی ہو اسوقت کے
افعال کا کہنا ہی کیا ہے۔ زہر الربی مین یہین یہ بھی نقل فرمایا کہ ایمان والون کے دل اسے بے تکلف
قبول کر سکتے ہین کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام جب خدمت حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم مین حاضر ہوتے سدرۃ المنتہی سے جدا نہوتے ہون بلکہ اوسی آن مین یہان بھی ہون اور
وہان بھی (العبارۃ علی الحاشیۃ) پھر سفہائے غافلین کا خود حضور پر نور روح القسط روح القدس
روح الارواح صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت یہ جاہلانہ وسوسہ کہ اگر وہ کسی مجلس خیر مین
تشریف لائین تو پیش از قیامت مرقد اطہر سے خروج لازم ہو اور چاہیے کہ اوسوقت روضۂ
انور خالی رہجائے محض حماقت اولا وہی روح کا جسم پر طفلانہ قیاس اور زندان وہم
مین سلطان عقل کا احتباس ثانیاً ہوشمندون نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ روحین تو عوام مومنین
کی بھی قبور مین محبوس نہین رہتین بلکہ اپنے مراتب کے لائق علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ

نہ غرم وغیرہا مین ہوتی رہین جیسے علمائے کرام یہانتک کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی مین مفصلا ذکر کیا ثالثا یہ اعتراض بعینہ اون احادیث کثیرہ پر بھی وارد جن مین صریح تصریح کہ ارواح مومنین بعد انتقال جہان چاہین سیر کرتی ہین لازم کہ جب وہ سیر کو جائین قبرین خالی رہجائین اور قیامت سے پہلے حشر ہوجائے مگر جہل وتعصب جو نہ کراوین وہی غنیمت ہی چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک سوال آیا زید کہتا ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ انور سے جہان چاہتے ہین تشریف لیجاتے ہین عمرو منکر ہی انا للہ وانا الیہ راجعون فقیر غفر اللہ تعالی لہ نے اس کے جواب مین مفصل فتوی لکھا اور وہان اس سیر واختیار کو شہدا وغیر شہدا عام مومنین کی ارواح کے لیے بہت حدیثون سے ثابت کیا اور کلمات علمائے دین سے اس کے وقائع نقل کیے یہ فتوی فقیر کی مجلد ششم فتاوی مسمی بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مین منسلک والحمد للہ رب العالمین

(فائدہ رابعہ بغایت نافعہ) ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے مین دور و نزدیک سب یکسان ہی یہ ایک مطلب نفیس وجلیل وعظیم الفائدہ ہی جسکی طرف توجہ خاص لازم دیکھو (قول ۶۵) کہ اولیائے احیا نور خدا سے دیکھتے ہین اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہین پھر اموات کا کیا کہنا (قول ۶۹) کہ قبر سے نزدیکی توجہ کو ہوتی ہی ادراک وشناخت دور کی (قول ۷۸ و ۱۸۶) کہ روح جنت یا آسمان یا علیین مین رفیق اعلی مین ہوتی ہی اور وہین سے زائر کی آواز سنتی جواب دیتی ادراک کرتی اپنے بدن سے کام لیتی ہی پھر کون بتا سکتا ہی کہ زمین سے جنت تک کئی لاکھ کرور منزل کا فاصلہ ہی نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند سے مدینہ صلی اللہ تعالی علی بانیہا وآلہ وبارک وسلم (قول ۱۱۳ و ۱۱۴) کہ ارواح کے آگے کچھ پردہ نہین اونھین سارا جہان یکسان ہی (قول ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹) کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہین جیسے سامنے حاضر ہی (مقال ۷) شاہ عبد العزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب وبعد مکانی اس دریافت کا حاجب نہین اس کا حال نگاہ کا سا ہی کہ کوئین کے اندر

سے ساتون آسمان کے ستارے دیکھ سکتی ہی یہی معنی ہین ارشاد عالی دو امام اہلبیت
طہارت دو فرزند ریحانتین رسالت حضرت امام اجل زین العابدین علی بن حسین شہید کربلا و
حضرت امام حسن مثنی ابن امام اکبر سیدنا حسن مجتبی صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہم الکریم و
علیہم کے کہ زائران مزار اقدس سے فرمایا انتم ومن فی الاندلس سواء تم اور جو اندلس
مین بیٹھے ہین برابر ہو حکاہ فی جذب القلوب وغیرہ سوال ۶ مین حدیث گزری کہ
اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہی جو روضۂ اقدس پر کھڑا تمام جہان کی آوازین سنتا ہی معلوم
ہوا کہ یہ خاصہ ملزومۂ الوہیت نہین بلکہ بندے کو اوس کا حصول ممکن اور زیر قدرت الٰہی
داخل پھر کیسے بے اوس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہی فقیر غفر اللہ تعالی لہ اسکی تحقیق
تام اپنے رسالۂ **سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری** مین ذکر کی و
باللہ التوفیق (فائدہ خامسہ) ولہذا اونکی امداد ہر جگہ جاری کچھ نزدیکون پر منحصر نہین اور
اسی لیے اون سے استمداد اور اون کی ندا مین بھی حضور مزار غیر مشروط بلکہ جہان سے چاہو
صحیح و درست ہی اگرچہ حضور مزارات مین نفع اتم و زائد ہی دیکھو (قول ۱۳۱ و ۱۴۰) غور کرو
ائمۂ مجتہدین کے پیرو تمام ملک خدا مین کہان سے کہان تک پھیلے ہین پھر وہ کیونکر ہر
شخص کی ہر مشکل و آفت مین مدد فرماتے اور دائما خبرگیران رہتے ہین اسی طرح حضرات
اولیائے کرام اپنے مریدان سلاسل کے ساتھ دیکھو (قول ۹۷) خود سیدی احمد زروق
رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے یا زروق کہکر پکارین فوراً مدد کو آونگا
دیکھو (قول ۱۶۳) اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول دیکھو (مقال ۸۸) شاہ ولی اللہ
کہتے ہین گھر بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کرو دیکھو (سوال ۱۲) مرزا مظہر صاحب
عارضۂ جسمانی مین حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی طرف اور مشکل باطنی مین حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب توجہ کرتے ادھر سے امداد فرمائی جاتی دیکھو
(سوال ۱۷ و مقال ۳۲) گھر بیٹھے قصائد سناتے ارواح عالیہ سے نوازشین پاتے

دیکھو (سوال ۸ و مقالہ ۱۰) حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت کہا
حضور کے جس متوسل سے ملاقات ہوئی توجہ والا اوس کے حال پر مبذول پائی دیکھو (مقال
۳۳) مغلون کا بیان کیا جنگل مین یا سوتے وقت اپنا مال حضرت خواجہ بہاء الحق والدین
نقشبند قدس سرہ العزیز کی حمایت مین سونپتے ہین اسپر غیب سے مددین پاتے ہین دیکھو
(مقال ۳۴) ہر شہر مین بندگان خدا ولایت و قطبیت کے مراتب پاتے ہین پھر کیونکر اون
سب کو وہ فیض حضرات ائمہ اطہار و حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہم عطا فرماتے
ہین دیکھو (مقال ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶) سلطنتین اور
امارتین کس ملک و شہر مین نہین ہوتین پھر اون سب مین حضرت مولی مشکلکشا کا توسط کیونکر
ہوتا ہے دیکھو (مقال ۱۸) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے شیخ ابو الرضا کو اسرار تعلیم
فرمائے دیکھو (مقال ۷۰ و ۷۱) یہ ایک معجزہ کو پانی پلا کر لحاف اوڑھا کر غائب ہو گئے
دیکھو (مقال ۷۲) حضور غوث اعظم و حضرت نقشبند رضی اللہ تعالی عنہما نے اپنے مریدان سلسلہ
کی تربیت فرمائی دیکھو (مقال ۷۶ و ۷۷) اسمعیل دہلوی مدعی کہ دونون ارواح طیبہ نے
ان کے پیر پر جلوہ فرمایا اور پہر بھر تک توجہ بخشی دیکھو (مقال ۷۸) ولہذا یا رسول اللہ یا علی
یا شیخ عبد القادر جیلانی کہنا بے تخصیص مکان و قید زمان جائز ہوا اور شاہ ولی اللہ اور ان کے اکابر نے یا علی
یا علی کا وظیفہ کیا دیکھو (قول ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و مقال ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و
۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴) مسلمان ان فوائد سے غفلت نہ کرے کہ بہت نافع ہین اور ضلالت سے مانع واللہ
الھادی الی صراط مستقیم۔ تنبیہ یہ مواضع بعیدہ سے استمداد و ندا کا مسئلہ بجائے خود
ایک مستقل تالیف کے قابل ہے جسکی تائید مین خود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی بہت احادیث اور خاص تصریح مین حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر
و عثمان بن حنیف وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم کے آثار اور علاوہ اون چھیالیس ۴۶ مصرحون
مؤیدون کے جنکی طرف فائدہ خامسہ و رابعہ مین ایما ہو بہت ائمہ دین و علمائے

معتمدین و کبرائے خاندان عزیزی کے اقوال اسوقت میرے پیش نظر جلوہ گر ہین عجب
نہین کہ حضرت حق جل وعلا کا ارادہ ہو تو فقیر اپنے رسائل کثیرہ کی تتمیم و تبییض سے فارغ ہو کر
خاص اسباب مین ایک جامع رسالہ ترتیب دے اور ان سب احادیث و اقوال ماضیہ و آتیہ کو
فراہم کر کے تحقیقات سلطنۃ المصطفے وغیرہا افاضات تازہ کا اضافہ کرے واللہ الموفق وبہ نستعین

والحمد للہ رب العلمین

تذییل

نواب صدیق حسن خان بہادر شوہر ریاست بھوپال رسالہ تقصار جیود الاحرار مین تصریح
کرتے ہین کہ غوث الثقلین و غوث اعظم و قطب الاقطاب کہنا شرک سے خالی نہین مین
کہتا ہون نواب بہادر نے یہان خدا جانے کس خیال سے ایسا گراہوا لفظ لکھا ورنہ بیشک
تمام وہابیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم لگائین غوث اعظم
وغوث الثقلین تو بہت اجل و اعظم ہے آخر غوث کے کیا معنی فریاد کو پہنچنے والا جب ان کے
نزدیک استمداد و فریاد شرک تو فریادرس کہنا کیونکر شرک صریح نہوگا اب دیکھیے کہ
حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہوگیا قاضی ثناء اللہ پانی پتی و میان اسمعیل دہلوی
نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو غوث الثقلین لکھا دیکھو (مقال ۸ و ۳۰ و ۳۲)
شاہ ولی اللہ امام معتمد اور شیخ ابو الرضا اون کے جد امجد اور مرزا جان جانان اون کے
ممدوح اوحد اور اون کے پیر سلسلہ شیخ عبد الاحد نے غیاث الدارین حضور غوث الثقلین
کو غوث اعظم کہا دیکھو (مقال ۱۶ و ۱۷ و ۶۲ و ۷۷) شاہ عبد العزیز صاحب نے
تفسیر عزیزی مین فرمایا برخی از اولیا مسجود خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ و سلطان المشایخ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ
تعالی سرہ تنبیہ ذرا یہ مسجود خلائق کا لفظ بھی پیش نظر رہے جس نے شرک کا پانی سر سے گزار دیا
میان اسمعیل نے صراط مستقیم مین کہا طالبان تا فہم دانند کہ ما نیز ہم پایہ حضرت غوث الاعظم

شدید الخفیین بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کو قطب الاقطاب لکھا دیکھو (مقال ٧٩) اور ہان مولوی اسحق صاحب تو رہے ہی جاتے ہین جنھون نے مائۃ مسائل کے جواب سوال دہم مین کہا ولایت وکرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہ غرض مذہب طائفہ عجب مہذب مذہب ہی جسکی بنا پر تمام ائمۂ وعمائد طائفہ بھی سو سو طرح شرک کافر بنتے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تنبیہ مہم واجب الملاحظہ مسلم

الحمد للہ کلام نے ذروۂ منتہی لیا اور بیان نے مسئلے کو اوس کا حق دیا ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون اب حضرات وہابیہ سے اتنا پوچھ لینا چاہیے کہ اس مختصر رسالے کے مقصد سوم نے علما کے تین سو پانچ [٣٠٥] قول آپکے گوش گزار کیے جن مین ایک سو اونچاس [١٤٩] علم وسمع وبصر موتی کے متعلق خاص اور پانچ مین یہ کہ اولیا کی کرامتین بعد وصال بھی باقی ہین ان ایک سو چون [١٥٤] پر تو آپکی سرکار سے شاید صرف حکم بدعت وضلالت ہو اگرچہ وہ بھی بتصریح امام الطائفہ مثل شرک مخل اصل ایمان ہی باقی کتنے رہے ایک سو اکاون [١٥١] اور تین قول ابھی اسی تکملہ کے فائدۂ رابعہ مین تازہ مذکور ہوئے یہ پھر ایک سو چون [١٥٤] ہو گئے جنکے مفاد ومقاصد کی تفصیل اس جدول سے ظاہر

اسباب ہین کہ	اقوال ائمہ وعلمائے سلف	مقالات خاندان عزیزی	کل	مجموعہ
اولیا بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہین	٨	٧	١٥	١٥٤
وہ بعد رحلت بھی بدستور نزدیک ودور مدد کرتے ہین	٢٥	٥٩	٨٤	
وقت حاجت اون سے استعانت اور اونکی ندا نزدیک ودور ہر جگہ سے روا	١٦	٢٦	٤٢	
ارواح کو بعد انتقال دیکھنے سننے مین دور ونزدیک سب یکسان	١٢	١	١٣	

اب انکی نسبت ارشاد ہو وہ ایک سو چون [١٥٤] بدعت تھے یہ ایک سو چون [١٥٤] آپکے

مذہب مین خالص شرک اوران کے قائل ائمہ وافاضل عیاذاباللہ پکے مشرک ٹھہرین گے یا
نہین اگر کہیے نہ (اور خدا کرے ایسا ہی کہو) تو الحمد للہ کہ ہدایت پائی اور کفر وشرک کی تیز
وتند کہ مدتون سے بیرنگ چڑھی تھی اوتار پر آئی رب قدیر کو ہدایت فرماتے کیا دیر لگتی ہے
آخر کلمہ پڑھتے ہو شاید پاس اسلام کچھ جھلک کھاجائے اور محبوبان خدا وائمہ ہدیٰ کو
معاذاللہ کافر ومشرک کہتے جگر تھرائے ان ذلک علی اللہ یسیر ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر اور اگر
شاید اصرار مذہب وتعصب مشرب آڑے آئے اور بیدھڑک آپکے مونھ سے ہان نکل جائے
تو آپ صاحبون سے تو اتنا عرض کرونگا کہ حضرات جنھین آپنے مشرک کہدیا فرانگاہ روبرو اون
مین شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحبان اوران کے اسلاف واخلاف یہان
تک کے خود بانی مذہب امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی ہین اب اونکی نسبت تمھارا
استفسار اگر یہان جھجکے تو کہو نگا کیون صاحب اوسی بات پر ائمہ ہدیٰ تو پناہ بخدا
چنین وچنان ٹھہرین اور یہ حضرات مطلق العنان کیا اونکے لیے کوئی وحی آگئی ہے کہ
احکام الٰہی سے مستثنیٰ رہین یا انھون نے رحمٰن سے عہد لیلیا ہے کہ انکی امامت مین بال
نہ آئے اگرچہ شرک کے پول کہین مالکم کیف تحکمون ٥ آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون
ام لکم کتٰب فیہ تدرسون ٥ ان لکم فیہ لما تخیرون ٥ اور اگر شاید بات کی پچ ایسی ہی آپڑی کہ
یہان بھی کھلکر شرک کی جڑی سے شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی ۔ گو مشت
خاک ما ہم برباد رفتہ باشد۔ غرض اس تقدیر پر آپ سے زیادہ عرض کا کیا محل ہوگا جز اینکہ
سلام علیکم لا نبتغی الجٰہلین ٥ ہان عوام اہل سنت کو بیدار کرونگا کہ بھائیو اب بھی وضوح
حق مین کچھ باقی ہے جس نامہذب مذہب ناپاک مشرب کی رو سے صحابہ وتابعین وائمہ
مجتہدین وعلمائے دین واولیائے کاملین قرون ثلٰثہ سے لیکر آجتک سب کے سب
معاذاللہ مشرک کافر بدعتی خاسر ٹھہرین ع مذہب معلوم واہل مذہب معلوم۔ ظاہر ہے
کہ وہ طائفہ تالفہ کیسا ہوگا اور اوسے سنت وجماعت سے کتنا علاقہ سبحٰن اللہ سنت

جماعت کو شرک بتائیں جماعت سنت کو مشرک ٹھہرائیں پھر سنی ہونے کا دعوی بجا

کلا و رب العرش الاعلی قل جاء الحق و زھق الباطل ط ان الباطل کان زھوقا والحمد للہ

رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد و الہ وصحبہ اجمعین سبحنک

اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک والحمد للہ رب العلمین

تذییل اہم اجل و اعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لک الحمد و بک نستعین صل وسلم و بارک علی الامان الامین المبارک الیمین

حبیبک والہ وصحبہ اجمعین ما بر بار او حنث حانث فی یمین عائدۃ جزیلۃ تحقیق مسئلہ

یمین میں حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مایۂ ناز اس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ

یمین ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں مائۂ مسائل میں کافی

شرح وافی و فتح القدیر و کفایہ حواشی ہدایہ و مستخلص و عینی شروح کنز سے طولانی عبارتیں

کچھ قطع برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام بڑی بڑی عبارات عربیہ دیکھکر ڈر جائیں

اور اگر سماع موتی سے منکر نہوں تو لا اقل تردد تو کر جائیں مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں

کہ یہ سب نری ملمع کاری ہے ورنہ وہ عبارات اور ان جیسی ہو یا ہزار اجنبی اور ہوں نہ ہمیں

مضر نہ منکرین کو مفید نہ اہل سنت و جماعت کا اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ

سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت کسی مشکک کی تشکیکات بیمعنی سے

متزلزل ہو سکے فقیر غفر اللہ المولی القدیر اوس کی تحقیق و تنقیح میں بھی کلمات چند نافع

و سود مند گزارش کرے کہ باذنہ تعالی موافق کو ثبات و استقامت مخالف منصف کو

رشاد و ندامت مکابر متعسف کو وبال و غرامت دین و باللہ التوفیق و بہ الوصول الی

ذری التحقیق مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے زید سے نہ بولونگا تو یہ قسم زید کی

حالت حیات پر مقصود رہتی ہی اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانث نہو گا اصل مسئلہ
ہمارے ائمۂ مذہب رضی اللہ تعالی عنہم سے صرف اسقدر ہی اور اُسکی وجہ یہ کہ ہمارے
نزدیک بنائے یمین عرف پر ہی لفظ سے جو معنی عرفاً مراد و مفہوم ہوتے ہین اونپر قسم وارد
ہوتی ہی نہ معنی لغوی یا شرعی پر تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ مین جنکی
عبارات کو منکرین براہ جہل یا تجاہل اپنی سند سمجھے ہٰ اس امر کی تصریحات جلیہ ہین
مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لیگا یا چھت کے نیچے نہ آئیگا
تو زمین پر یا دھوپ مین یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹیگی اگرچہ قرآن عظیم مین
زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا قال اللہ تعالی جعل
لکم الارض فراشا و قال اللہ تعالی وجعل فیھا سراجا و قمرا منیرا۔ وقال اللہ تعالی
وجعلنا السماء سقفا محفوظا یونہین قسم کھائی کسی گھر مین نہ جائیگا تو مسجد وغیرہ
معابد مین جانے سے حانث نہوگا اگرچہ لغۃً انپر بھی گھر کا لفظ صادق وجہ وہی ہی کہ اگرچہ شرعاً
یا لغۃً یہ اشیاء ان الفاظ مین داخل مگر ایمان مین عرفاً شمول درکار ہی وہ یہان غیر حاصل
بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ مین بعد موت بولنے سے حنث زائل کہ کسی سے نہ بولنا عرفاً
اوسکی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب
کے نزدیک میت سے کلام حقیقۃً یا شرعاً کلام نہین محض باطل اور ایسا گمان کرنے والا
اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذاہل۔ ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جسطرح یہ تصریح
فرمائی یونہین یہ بھی کہ صورت مذکورہ مین اگر یہ قسم کھانیوالا اور زید دونون نماز مین تھے اور زید نے
سلام پھیرنے مین ہم اہیون پر سلام کی نیت کی حانث نہوگا اور بیرون نماز اگر زید کسی مجمع مین
ہو اور قسم کھانیوالا السلام علیکم کہے حانث ہو جائیگا یونہین اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی زید
نماز مین کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹیگی اور نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائیگی بحر الرائق و
رد المحتار وغیرہما کتب کثیرہ مین ہی لو سلم علی قوم ھو فیھم حنث الا ان لا یقصدہ

فيدين ولو سلم من الصلاة لا يحنث وان كان المحلوف عليه عن يساره هو الصحيح لان
السلام في الصلاة من وجه ولو سبح له لسهو او فتح عليه القرأة وهو مقتد لم يحنث
وخارج الصلاة يحنث اب اس سے یہ قرار دینا کہ نمازی تھے ہیں نمازی کچھ نہیں سنتے نمازیوں
سے کلام حقیقۃً کلام ہی نہیں اس جہالت کی کچھ بھی حد ہے خود انہیں کتب مستندہ کی
عبارتیں سنیے کافی میں ہے الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنیة علی العرف
عندنا (الی ان قال) قلنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف فیتقید بما هو غرضه
الا ترى ان من حلف ان لا یستضئ بالسراج او لا یجلس علی البساط فاستضاء
بالشمس وجلس علی الارض لا یحنث وان سمی فی القران الشمس سراجا والارض بساطا رجل
حلف ان لا یدخل بیتا لا یحنث بدخول الکعبة والمسجد والبیعة والکنیسة الخ ہی
فتح القدیر میں ہے الاصل ان الایمان مبنیة علی العرف عندنا لا علی الحقیقة اللغویة
کما نقل عن الشافعی ولا علی الاستعمال القرانی کما عند مالک ولا علی النیة مطلقا کما
عند احمد اسی کفایہ میں ہے الاصل ان الالفاظ المستعملة فی الایمان مبنیة علی
العرف عندنا وعند الشافعی علی الحقیقة لان الحقیقة حقیق بان یراد وعند مالک
علی معانی کلم القرآن لانہ علی اصح اللغات وافصحها ولنا ان غرض الحالف ما هو المتعارف
فیتقید بغرضه اوسی میں ہے رجحنا العرف علی الحقیقة لان مبنی الایمان علی العرف
اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعینہ نقل کر کے لکھا کذا فی الکفایة وقد ذکر
فخر الاسلام فی اصوله ان جملة ما ترک به الحقیقة خمسة انواع وعد من جملتها استعمال
العرف الغالب اسی عینی شرح کنز میں ہے الایمان عندنا مبنیة علی العرف وعند الشافعی
واحمد علی الحقیقة وعند مالک علی معانی کلم القرآن بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے
مسئلہ دائرہ کے مبنی علی العرف ہونے کی تصریح کی فرماتے ہیں یمینہ لا ینعقد الا علی الحی لان
المتعارف هو الکلام معه یعنی یہ قسم خاص حالت زندگی ہی پر منعقد ہوگی کہ عرف میں

کسی سے بولنا اسکی زندگی ہی مین بات کرنے کو کہتے ہین علامہ علی قاری مکی حنفی مرقاۃ شرح
مشکوۃ شریف مین اسی مسئلہ کو ذکر کرکے فرماتے ہین ھذا منھم مبنی علی ان مبنی الایمان
علی العرف فلا یلزم نفی حقیقۃ السماع کما قالوا فیمن حلف لا یاکل اللحم فاکل السمک مع
انہ تعالی سماہ لحما طریا یعنی ہمارے علما کا یہ ارشاد کہ بعد موت کلام سے قسم نہ ٹوٹیگی اسپر مبنی
ہے کہ قسم کی بنا عرف پر ہے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مردے حقیقۃً نہین سنتے جسطرح
ہمارے علمانے فرمایا کہ جو گوشت کھانیکی قسم کھائے مچھلی کھانے سے حانث نہوگا حالانکہ اللہ
عزوجل نے قرآن عظیم مین اوسے ترو تازہ گوشت فرمایا۔ اسیطرح شیخ محقق مولانا عبدالحق
محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین بعد ذکر مسئلہ کہ اگر کسی سوگند خورد کہ کلام نہ کنم
پس کلام کرد او را بعد مردن او حانث نمیگردد اوسکی وجہ ارشاد فرماتے ہین مبنائے ایمان بر عرف
و عادت ست نہ بر حقیقت اصل بات تو اتنی ہی جسے انکار سماع موتی سے نام کو مس بھی نہین مگر
بعض شروح مثل کتب خمسہ مذکورہ وغیرہا مین اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ دلیل کچھ ایسے
طور پر واقع ہوئی جس سے بنظر ظاہر بے فکر غائر کچھ وہم خلاف پیدا ہو حضرات منکرین اور ایک یہ
منکرین کیا اہلسنت کے تمام مخالفین ہمیشہ الغریق یتشبث بکل حشیش کے مصداق ہوتے ہین
ڈوبتا سوار پکڑتا ہی اپنے صریح نص سے بھی تو استدلال کرلاتے ہین پھر جس مین بظاہر کچھ
نفع کا وہم نکلتا ہو اوسکا کہنا ہی کیا ہی اب احادیث صحیحہ صریحہ جلیلہ جزیلہ کے تمام قاہر باہر زاہر
ظاہر تصریحات سب و ٹھا کر طاق نسیان پر رکھدین صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و خلف
کاملین سبکے ارشادات جلیہ علیہ سے آنکھین بند کرلین احادیث ورود ارشادات ائمہ کیون دیکھے
جاتے وہان تو انکار کی قلعی کھلتی ہی نبی مطلع علی الغیب کے ارشاد سے اس برزخی حال پنہان کی خبر
اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہی اقوال علما مین اجماع اہلسنت کے بادل گرج رہے ہین جنھین سنکر اختراع
انکار کی چھاتی دہلتی ہی ناچار انھین چند عبارات موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا
فرض ٹھہرا خدارا انصاف اگر معاذ اللہ صورت برعکس ہوتی کہ حضرات کیطرف وہ دلائل قاہرہ

احادیث متواترہ و نقول اجماع اہل سنت ہوتین اور دوسرا اون کے خلاف ایسی چند عبارات سے استناد
کرتا کہ کچھ نہ نکھرتے بھرتے طعن تشنیع کے رنگ نکھرتے مگر آپنے یہ سب کچھ حلال ہی کیا کرین آپ مین
گنجائش نہین تک مجال ہی ذالک مبلغہم من العلم طرفہ کہ انہین مدعیان حنفیت در کنار حضرات
غیر مقلدین بھی انکار سماع موتی پر مرتے جان دیتے ہین اور نصوص صریحہ احادیث صحیحہ
چھوڑکر ایسے ہی بعض عبارات موہمہ کی آڑ لیتے ہین اب نہ عمل بالحدیث کی آن نہ اتخذوا
احبارہم ورہبانہم پر ایمان۔ بات یہ ہی کہ منکر صاحبون کے یہان دین و شریعت اپنی ہوا و ہوس
کا نام ہی جہان جیسا موقع دیکھا اوسی سے کام ہی ان حضرات کی عمل بالحدیث کی وہی حالت ہی
جو قرآن عظیم مین اصل اصول مذہب ذو الخویصرہ تمیمی کے دربارۂ صدقات ارشاد فرمائے کہ ومنہم
من یلمزک فی الصدقات فان اعطوا منہا رضوا وان لم یعطوا منہا اذا ہم یسخطون رشادات
حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اونکے زعم مین انکے ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہین بڑے
متبع حدیث ہین ورنہ خفا حدیث کی طرف سے رو در قفا اب لاکھ پکارا کیجیے تعالوا الی الرسول
کون سنتا ہی کیسے قبول خوبی یہ کہ سب کو چھوڑکر جنکا دامن پکڑا اونکے کلمات مین بھی بوے
ماکان پر عمل رہا طرفہ تر یہ کہ اونکی خود عبارتو نمین عقل و انصاف کو غور و نظر کی رخصت دی
نہ احتمال و استدلال مین تمیز کی ہان طالب تحقیق و صاحب توفیق براہ انصاف و ترک تعسف
ادہر آئے کہ بعونہ تعالی رفع حجاب و دفع اضطراب و تنقیح جواب و توضیح صواب کے دریا بہاتے
پائے فاقول بحول اللہ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تمہید و التوفیق
من اللہ العزیز الحمید مقدمۂ اولی فصول سابقہ مین ثابت ہولیا کہ اہل سنت کے نزدیک
روح کیلیے فنا نہین موت سے روحون کا مر جانا بد مذہبون کا قول ہے کتب عقائد مثل مقاصد
و مواقف و طوالع اور اونکی شروح وغیرہا اونکی تصریحات سے مالا مال ہین یہ مسئلہ بلکہ خود روح
کا جسم کے علاوہ ایک شی ہونا ہی اگرچہ بنظر بعض الناس منجملہ نظریات تھا جسکے سبب امام
اجل فخر الدین رازی کو تفسیر کبیر مین زیر کریمہ یسئلونک عن الروح اوسپر ستر حجج قاہرہ کا

قائم کرنا پڑا اگر قرآن وحدیث ان پر اتنے نصوص واضحہ قاطعہ عطا نہین فرماتے جنکا حصر وشمار ہو سکے
اور اب تو بحمد اللہ تعالی یہ باتین اہل اسلام مین بدیہیات سے ہین جان کا جانا ہر ایک کی جان
نہین مگر انجان سا انجان جان کا جانا جسم سے نکلنا ضرور جانتا ہی اور ساتھ ہی فاتحہ وخیرات
وایصال ثواب حسنات وصدقات سے بتا دیتا ہی کہ وہ روح کو باقی وبرقرار مانتا ہی تو موت
حقیقۃ صفت بدن ہی نہ وصف روح ولہذا علامۃ الوجود مفتی ابو السعود محمد عمادی نے تفسیر ارشاد
العقل السلیم مین زیر قولہ تعالی احیاء عند ربہم فرمایا فیہ دلالۃ علی ان روح الانسان جسم لطیف
لا یفنی بخراب البدن ولا یتوقف علیہ ادراکہ وتألمہ والتذاذہ پھر بھی مجازاً روح
مفارق عن البدن پر بھی اوس کا اطلاق آتا ہی حدیث مین ہی اللھم رب الارواح الفانیۃ والاجسا
البالیۃ الحدیث ولفظہ عند ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال کان رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا دخل الجبانۃ یقول السلام علیکم ایتہا الارواح الفانیۃ
والابدان البالیۃ والعظام النخرۃ التی خرجت من الدنیا وھی باللہ مؤمنۃ اللھم ادخل علیھم
روحا منک وسلاما منا علامہ عزیزی اس حدیث کے نیچے سراج المنیر مین فرماتے ہین (الارواح
الفانیۃ) ای الفانی اجسادھا علامہ زین العابدین مناوی تیسیر مین فرماتے ہین یعنی الارواح
التی اجسادھا فانیۃ والا فالارواح لا تفنی علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر مین فرماتے ہین
قولہ الفانیۃ ای الفانیۃ اجسادھا اذ الارواح لا تفنی ولذا اتی بالجملۃ بعدھا مفسرۃ
لذلک المعنی والابدان البالیۃ ای فی غیر نحو الشھداء ان سب عبارات کا محصل یہ کہ روح
پر اطلاق فانی باعتبار جسم واقع ہوا یعنی ای وہ روحو جنکے بدن فنا ہو گئے تمپر سلام ہو ورنہ خود
روح کیلیے ہرگز فنا نہین ولہذا دوسرے فقرہ مین اوسکی تفسیر فرما دی کہ گلے ہوئے بدن یعنی عام
لوگونکے لیے کہ شہدا اور ان کے مثل خواص کے جسم بھی سلامت رہتے ہین۔ اس کے بعد تیسیر وسراج
المنیر دونون مین ہی فیہ ان الاموات یسمعون اذ لا یخاطب الا من یسمع یعنی اس حدیث
سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہین کہ خطاب اسی سے کیا جاتا ہی جو سنتا ہو۔ احادیث نوع

اول مقصد اول پر نظر تازہ کیجیے تو وہ ایک ساتھ ان مطالب کو ادا کر رہی ہین کہ بدن و روح
دونون پر میت کا اطلاق ہوتا ہی اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہین کہ حقیقت موت بدن کیلیے ہی
روح اس سے پاک و مبرا ہی مثلاً حدیث پنجم مین ارشاد ہوا کہ جو شخص مردے کو نہلاتا کفناتا اوٹھاتا
دفناتا ہی مردہ اوسے پہچانتا ہی پر ظاہر کہ یہ افعال بدن پر وارد ہین نہ روح پر اور پہچاننا کام
روح کا ہی اور جب اپنے علم و ادراک پر باقی ہی تو اوسے موت کہان موت کی چھوٹی
بہن نیند مین تو پہچان رہتی نہین موت مین کیونکر رہتی یونہین حدیث ۶ و ۷ و احادیث ۱۰ تا ۱۵
وغیرہا سب اسیطرح ان جملہ مطالب کی سعا مؤدی ہین کما لا یخفی لاجرم شاہ عبد العزیز صاحب
نے تفسیر عزیزی مین فرمایا موت بمعنی عدم حس و حرکت و عدم ادراک و شعور جسد را
رو میدہد و روح را اصلاً تغیر نمیشود چنانچہ حال قوی بود حالا ہم ہست و شعورے و ادراکے
داشت حالا ہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید باشد یا
روح عامہ مومنین یا روح کافر و فاسق بآن معنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعور
و ادراک و حرکات و تصرفات کہ بسبب تعلق روح بادی از وی ظاہر میشد حالا نمیشود آری
روح را بدو معنی موت لاحق میشود اول آنکہ بعد از مفارقت بدن از ترقی باز میماند دوم بعضے
تمتعات مثل اکل و شرب از دست او میروند لہذا او را نیز در شرع حکم موت میفرمایند اما درین ہر دو
فقط اما شہیدان راہ خدا را در حقیقت این دو معنی ہم نیست بلکہ ایشان زندگانند دائماً در ترقی و تمتعات
جسدانیہ نیز از ایشان موقوف نشدہ الخ ملخصاً اور یہین ہی جان آدمی ہر چند در شدائد و مصائب
گرفتار شود بحفظ الٰہی محفوظ است شکستہ شدن و فنا پذیرفتن آن از محالات ہست و لہذا در
حدیث شریف وارد ہست انما خلقتم للابد یعنی جان آدمی کہ در حقیقت آدمی عبارت از انست
ابدی است ہرگز فنا پذیر نیست و آنچہ در عرف مشہور ہست کہ موت ہلاک جان میکند محض مجاز است
نہایت کار موت آنست کہ جان از بدن جدا شود و بدن بسبب نایافت مربی و محافظ از
ہم پاشد و الا جان را فنا متصور نیست و اثبات عالم برزخ و امکان حشر و نشر مبنی بر ہمین مسئلہ است الخ

بالجملہ موت بمعنی حقیقی کہ بدن ہی کو عارض ہوتی ہی وہی ایسی چیز ہی کہ جسے لاحق ہو مہمل و معطل و معرض فساد و ملحق بالجماد کردے موت مجازی کہ روح کیلیے ہی ان سب آفات سے پاک و مبرا ہے و للہ الحمد والحجۃ السامیۃ **مقدمۂ ثانیہ** ہر عاقل جانتا ہی کہ علم و ادراک صفت جان پاک ہے نہ وصف مشت خاک۔ قال اللہ عز وجل ما کذب الفؤاد ما رای علی القول المختار ان المراد الرؤیۃ بحاسۃ البصر تفسیر کبیر میں ہی ان الانسان شئ واحد وذلک الشئ ھو المبتلی بالتکالیف الالھیۃ والامور الربانیۃ ھو الموصوف بالسمع والبصر ومجموع البدن لیس کذلک ولیس عضو من اعضاء البدن کذلک فالنفس شئ مغایر لجملۃ البدن ومغایر اجزاء البدن وھو موصوف بکل ھذہ الصفات اوسی میں بعد اقامت حجج کے لکھتے ہیں فثبت بما ذکرنا ان النفس الانسانیۃ شئ واحد وثبت ان ذلک الشئ ھو المبصر والسامع والشام والذائق واللامس والمتخیل والمتفکر والمتذکر والمشتھی والغاضب وھو الموصوف بجمیع الادراکات لجمیع المدرکات وھو موصوف بجمیع الافعال الاختیاریۃ والحرکات الارادیۃ پھر فرمایا لما کانت النفس شیئا واحدا امتنع کون النفس عبارۃ عن البدن وکذا القوۃ السامعۃ وسائر القوی فانا نعلم بالضرورۃ انہ لیس فی البدن جزء واحد ھو بعینہ موصوف بالابصار والسماع والفکر فثبت ان النفس الانسانیۃ شئ واحد موصوف بجملۃ ھذہ الادراکات وثبت بالبداھۃ ان البدن وشیأ من اجزاء البدن لیس کذلک ولنقرر ھذا البرھان بعبارۃ اخری فنقول نعلم بالضرورۃ انا اذا ابصرنا شیأ عرفناہ واذا عرفناہ اشتھیناہ واذا اشتھیناہ حرکنا ابداننا الی القرب منہ فوجب القطع بان الذی ابصر ھو الذی عرف ھو الذی اشتھی ھو الذی حرک الی اخر ما طال واطاب ھذا مختصر ملتقط تفسیر عزیزی میں ہی جزو اعظم جان است و شعور و ادراک و تلذذ و تالم خاصۂ اوست اھ ملخصا **اقول** اس معنی پر شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم قرآن عظیم

نقل مقدمہ ثانیہ مسلک روح کا جزو بدن ہو نسبت اسکی طرف بھی کرتے ہیں

واجماع عقلاء و شاہد عدل ہیں کہ انسان سمیع و بصیر ہے قال اللہ تعالے انا خلقنا الانسان من
نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعا بصیرا اور عقلاً و نقلاً بدیہیات سے ہے کہ انسان کی
آنکھ کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ جسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی
اعضا کا سمع و بصر سے بے علاقہ ہونا واضح تر تو وہ نہیں مگر روح ولہذا قرآن مجید فرماتا ہے
الھم ارجل یمشون بہا ام لھم اید یبطشون بہا ام لھم اعین یبصرون بہا ام لھم اذان
یسمعون بہا افعال و سمع و بصر کی اضافت صاحب جوارح کیطرف فرمائی اور جوارح پر
بای استعانت آئی ثابت ہوا کہ فاعل و سامع و بصیر روح ہے اور بدن صرف آلہ اسیطرح
تمام نصوص احوال برزخ کہ بعد فنائے بدن بقائے ادراکات پر شاہد ہیں جنسے جملہ کثیرہ
فصول سابقہ مین گزرا سب سے ثابت کہ مدرک غیر بدن ہے ہان کبھی مجازاً بدن کیطرف بھی بوجہ
آلیت نسبت ادراکات ہوتی ہے قال اللہ تعالے وتعیہا اذن واعیۃ معالم مین ہے قال قتادۃ اذن
سمعت وعقلت ما سمعت مدارک مین ہے قال قتادۃ اذن عقلت من اللہ تعالی وانتفعت بما
سمعت یہ بر تقدیر مجاز عقلی ہے اور محتمل کہ مجاز فی الطرف ہو یعنی روح با طلاق اذن کما فی قولہ
تعالی قل اذن خیر لکم نعماجنت کی حدیث مین ہے مالاعین رأت ولا اذن سمعت صحابہ
رضی اللہ تعالی عنہم جب تاکید توثیق روایت چاہتے فرماتے ابصر عیناے وسمع اذنای ووعاہ
قلبی تفسیر کبیر مین ہے التحقیق ان الانسان جوھر ھو الفعال وھو الدراک وھو المؤمن
وھو المطیع وھو العاصی وھذہ الاعضاء آلات وادوات لہ فی الفعل فاضیف
الفعل الی الالۃ فی الظاھر وفی الحقیقۃ یضاف الی ذلک الجوھر مقدمہ ثالثہ
جب باجماع اہل حق روح کیلئے موت نہیں اور تمام کتب عقائد مین تصریح اور شرح مقاصد
کی عبارت فصل دوم نوع اول مقصد سوم مین گزری کہ اہلسنت کے نزدیک جسم شرط حیات
نہیں معتزلہ اسمین خلاف کرتے ہین اور ظاہر کہ ادراکات تابع حیات ہین کما نص علیہ فی شرح
طوالع الانوار للعلامۃ التفتازانی وللاصفہانی وشرح المواقف للسید الجرجانی وغیرہا

مقدمہ ثالثہ روح کیلئے حیات ہے کیونکہ جسم شرط حیات نہیں اور ادراکات تابع حیات ہیں

ہماری نزدیک روح موت سے متغیر نہین ہوتی اوسکے علوم وادراکات بدستور رہتے ہین جسکا بیان شافی بروجہ کافی فصل مذکور مین مسطور تو روح بعد دفن فتنہ وسوال یا نعیم ونکال سے امر مین ہرگز اعادۂ حیات کی محتاج نہین کہ حیات وادراکات اس سے جدا ہی کب ہوے تھے ہان بدن ضرور محتاج ہے وجہ یہ کہ اہلسنت کے نزدیک قبر کی تنعیم یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح وجسم دونون پر ہے امام جلیل جلال الدین سیوطی شرح الصدور مین فرماتے ہین عذاب القبر محلہ الروح والبدن جمیعا باتفاق اہل السنۃ وکذا القول فی التنعیم اوراسپر شرع مطہر سے نصوص کثیرہ شہیرہ متواترہ دال ہین جنکو استقصا کی طرف راہ نہین اسی کتاب کی احادیث مذکورہ مین بکثرت اسکے دلائل ہین کما لا یخفی اسیطرح سوال نکیرین بھی روح وبدن دونون سے ہے شرح فقہ اکبر مین ہے لیس السؤال فی البرزخ للروح وحدہا کما قال ابن حزم وغیرہ وافسد منہ قول من قال انہ للبدن بلا روح والاحادیث الصحیحۃ ترد القولین اور جماد من حیث ہو جماد ہے سوال یا اوسے لذت خواہ الم کا ایصال بداہۃً محال لاجرم وقت سوال وغیرہ بدن کو ایک نوع حیات کی عود سے چارہ نہین اگرچہ ہم اوسکی کیفیت جزماً نجانین امام اجل ابو البرکات نسفی عمدۃ الکلام مین فرماتے ہین عذاب القبر للکفار ولبعض العصاۃ من المؤمنین و والانعام لاہل الطاعۃ باعادۃ الحیاۃ فی الجسد وان توقفنا فی اعادۃ الروح حق امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین سؤال منکر ونکیر فی القبر حق واعادۃ الروح الی العبد فی قبرہ حق اوسکی شرح منح الروض مین ہے (اعادۃ الروح) ای ردہا او تعلقہا (الی العبد) ای جسدہ بجمیع اجزائہ او ببعضہا مجتمعۃ او متفرقۃ (فی قبرہ حق) والواو لمجرد الجمعیۃ فلا ینافی ان السؤال بعد اعادۃ الروح وکمال الحال اوسی مین ہے اعلم ان اہل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالی یخلق فی المیت نوع حیاۃ فی القبر قدر ما یتألم ویتلذذ ولکن اختلفوا فی انہ ہل یعاد الروح الیہ والمنقول عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ التوقف الا ان کلامہ ہہنا

يدل على اعادة الروح اذ جواب الملكين فعل اختياري فلا يتصور بدون الروح
وقيل قد يتصور الخ امام ابن الهمام اوسی فتح القدير مين فرماتے ہين والحق ان الميت المعذب
فی قبره توضع فيه الحياة بقدر ما يحس بالالم والبنية ليست بشرط عند اهل السنة
حتى لو كان متفرق الاجزاء بحيث لا تتميز الاجزاء بل هي مختلطة بالتراب فعذب
جعلت الحياة فی تلك الاجزاء التي لا ياخذها البصر وان الله على ذلك لقدير والخلاف
فيه ان كان بناء على انكار عذاب القبر امكن والا فلا يتصور من عاقل القول بالعذاب
مع عدم الاحساس پھر روح کی نسبت تو اوپر واضح ہو چکا کہ اوسکی حیات مستمرہ غیر منقطع
ہی مگر بدن کیلیے بعد عود بھی استمرار ضرور نہین کہ وہ ایک تعلق خاص بمقصد خاص ہوتا ہے
جسکے انصرام پر اُسکا انقطاع بجا ہی امام بدر عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری مین بجواب
معتزلہ دلائل اثبات عذاب قبر مین فرماتے ہین لنا آيات احدها قوله تعالى النار يعرضون عليها
غدوا وعشيا فهو صريح في التعذيب بعد الموت الثانية قوله تعالى ربنا امتنا اثنتين واحييتنا اثنتين فان
الله تعالى ذكر الموتة مرتين وهما لا تتحققان الا ان يكون في القبر حياة وموت حتى تكون
احدى الموتتين ما تحصل عقيب الحياة في الدنيا والاخرى ما تحصل عقيب الحياة التي
في القبر شرح الصدور مين بدائع سے ہے نقلت عن خط القاضي ابي يعلى في تعاليقه
لا بد من انقطاع عذاب القبر لانه من عذاب الدنيا والدنيا وما فيها منقطع فلا بد ان يلحقهم
الفناء والبلاء ولا يعرف مقدار مدة ذلك پھر فرمايا قلت ويدل هذا ما اخرجه هناد
بن السري في الزهد عن مجاهد قال للكفار هجعة يجدون فيها طعم النوم حتى
يوم القيمة فاذا صيح باهل القبور يقول الكافر يا ويلنا من بعثنا من مرقدنا فيقول
المؤمن الى جنبه هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون مقدمہ رابعہ سمع وبصر
لغةً وعرفاً ادراک الوان واضوا واصوات بحاسہ چشم وگوش کا نام ہی قاموس مین ہی
السمع حس الاذن اوسیمین ہی البصر محركة حس العين اسیطرح تاج العروس مین

منقطع ہونا عذاب قبر کا بعض سے

محکم سو ہی صحاح جوہری ومختار رازی مین ہو البصر حاسۃ الرؤیۃ مصباح المنیر مین ہے
البصر النور الذی تدرک بہ الجارحۃ اوسیمین ہو رأیت الشی رؤیۃ ابصرتہ بحاسۃ البصر ہی معنی
مواقف وشرح مواقف مین فرمایا انما یحصل الادراک السمعی بوصول الھواء الی
الصماخ اور شارح ز مباحث نظر مین ذکر کیا الادراک بالبصر یتوقف علی امور ثلثۃ
مواجہۃ البصر وتقلیب الحدقۃ نحوہ طلبا لرؤیتہ وازالۃ الغشاوۃ المانعۃ من الابصار
اور اوسکا اطلاق بلا واسطہ جوارح وآلات اور اک تمام جزئیات مذکورہ خواہ غیر مذکورہ بر وجہ
جزئی مخصوص پیر بھی کیا جاتا ہے یہان نہ مدرک بالفتح مین صوت ولون وضو کی تخصیص ہے
نہ مدرک بالکسر مین آلات جسمانیہ کی قید۔ روز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کو دیکھینگے اور
اور اوسکا کلام سنینگے اور وہ اور اوسکی صفات اعراض سے پاک ہین اور مولی عزوجل سمیع
وبصیر علی الاطلاق ہے اور آلات وجوارح سے منزہ مصباح مین ہے سمع اللہ قولک علمہ
مجمع البحار مین ہے البصیر تعالی یشاھد الاشیاء ظاھرھا وخافیہا من غیر جارحۃ والبصر
فی حقہ تعالی عبارۃ عن صفۃ ینکشف بہا کمال نعوت المبصرات منح الروض مین ہے
السمع صفۃ تتعلق بالمسموعات والبصر صفۃ تتعلق بالمبصرات فیدرک ادراکا تاما
لا علی سبیل التخیل والتوھم ولا علی طریق تاثیر حاسۃ ووصول ھواء اسی اطلاق پر
مواقف وشرح مین فرمایا الثانیۃ شبھۃ المقابلۃ وھی ان شرط الرؤیۃ کما علم بالضرورۃ
من التجربۃ المقابلۃ اومافی حکمہا نحو المرئی فی المرآۃ وانہا مستحیلۃ فی حق اللہ تعالی
لتنزھہ عن المکان والجھۃ والجواب منع الاشتراط امام نسفی مصنف کافی مذکور نے
عمدۃ الکلام مین فرمایا ما قالوا من اشتراط المقابلۃ وغیرہ یبطل برؤیۃ اللہ تعالی ایانا روح
ملاصق بالبدن کا سمع وبصر بر وجہ اول ہے اور مفارق کا از قبیل دوم کل ذلک علی الاغلب والا
فربما یحس الملاصق بنوعہ کما فی کشوف الاولیاء والمفارق بالآلات الباقیۃ الدائمۃ کما فی
الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ومعنی المفارقۃ فیہم طریان لفراق الی تحقیقا للوعد الربانی اور

اس معنی سے انکار کی منکران سماع موتی کو بھی گنجائش نہین کہ آخر رویت جنت ونار ونعیم وعذاب وسماع وکلام ملائکہ ماننے سے چارہ کہان اور جب جسم معطل اور آلات مختل تو یہی معنی ظاہر وعیان و سیاتی تفصیلہ عن قریب ان شاء القریب اور یہان ایک تیسرے معنی مجازی اور ہین یعنی رائی ومرئی وسامع ومسموع مین بروجہ آلیت واسطہ ہونا اور صور جزئیہ کا مدرک تک پہنچانا یہ اوس وقت مراد ہوتے ہین جب سمع وبصر بدن کیطرف مضاف ہون کما بیناہ فی المقدمۃ الثانیۃ خواہ بروجہ اثبات اور یہ ظاہر ہے خواہ بضمن سلب جہان سلب مقتصر نا مستمر ہو لتضمنہ الاثبات کما لا یخفی مقدمہ خامسہ قرآن واحادیث نصوص شرعیہ ومحاورات عرفیہ سب مین انسان کیطرف صفات روح وجسم دونون نسبت کیجاتی ہین قال اللہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین ۰ ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ۰ الی قولہ سبحنہ فتبرک اللہ احسن الخلقین ۰ وقال عز وجل واذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون ۰ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سجدین ۰ وقال تبارک اسمہ انا خلقنٰھم من طین لازب وقال جل جلالہ یایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی الاٰیۃ بر ظاہر کہ کھنکھناتی چیکتی خمیر کی ہوئی مٹی پھر پانی کے قطرے پھر خون کی بوند پھر گوشت کی لوتھڑی سے بننا رحم مین ایک مدت معین تک ٹھہرنا ٹھیک ہونیکے بعد اوسمین روح کا پھونکا جانا یہ سب احوال واطوار بدن کے ہین اور انسان کیطرف نسبت فرمائی وقال عز مجدہ وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا وقال تعالیٰ شانہ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ بل یرید الانسان لیفجر امامہ یسئل ایان یوم القیمۃ الی قولہ جل ذکرہ یقول الانسان یومئذ این المفر الی قولہ جلت عظمتہ ینبأ الانسان یومئذ بما قدم واخر بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ۰ ولو القی معاذیرہ ۰ واضح ہے کہ تکالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم وجہل وحسبان وارادہ وسوال وکلام واعلام ومعرفت

یعنی ظاہر ہے انسان کی حقیقت کیا ہے

۵ خصوصاً اخیر کی نظیر بدن کیطرف کسی طرح محمل نہیں ۱۲ منہ

ومعذرت یہ سب صفات وافعال روح سے ہین یونہین فجور بھی قال عز جدہ ونفس وما سوٰیہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا انھین بھی انسان کی جانب اضافت فرمایا بلکہ ایک ہی آیت مین دونون قسم کی امور اوسکے لیے مذکور قال عز شانہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنہ سمیعا بصیرا ہ مرد وزن کی ملے ہوئے نطفے سے بدن بنا اور تکلیف وآزمائش روح کی ہے اور وہی شنوا وبینا وقال تعالیٰ ذکرہ اولم یر الانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین ہ وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ الایۃ ہ رویت وعلم شان روح ہے اور نطفے سے پیدائش بدن کی پھر خصومت ومثل زنی ونسیان احوال روح اور ضمیر اخیر نیز پھر تخلیق نطفہ سے جانب بدن مراجعت کی یہی سب محاورات عرف عام مین شائع ۔ اب چار حال سے خالی نہین یا تو انسان محض بدن ہے یا مجرد روح یا ہر ایک یا مجموع ۔ احتمال ثالث تو بداہۃً مدفوع ہر عاقل جانتا ہے کہ اوسکے بنی نوع کا ہر فرد اور وہ خود ایک ہی انسان ہے نہ یہ کہ ہر شخص مین دو انسان ہون ایک روح ایک بدن ولہذا اوسکی طرف کسیکا ذہاب معلوم نہین ثلثہ باقیہ مذاہب معروفہ ہین اول اکثر متکلمین کا خیال ہے اور ثانی امام رازی وغیرہ کا مفاد مقال اور ثالث خود انھین امام جلیل ودیگر اجلہ اکابر کا ارشاد جمیل تفسیر کبیر مین ہے اما القائلون بان الانسان عبارۃ عن ھذہ البنیۃ المخصوصۃ وعن ھذا الجسم المحسوس فھم جمہور المتکلمین وھذا القول عندنا باطل رد وذکر علیہ حججا الی ان قال الحجۃ الخامسۃ ان الانسان قد یکون حیا حال ما یکون البدن میتا والدلیل قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء فھذا نص صریح فی ان اولئک المقتولین احیاء والحس یدل علی ان ھذا الجسد میت الحجۃ السادسۃ قولہ تعالیٰ النار یعرضون علیہا وقولہ اغرقوا فادخلوا نارا وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار کل ھذہ النصوص یدل علی ان الانسان یبقی بعد موت الجسد الحجۃ السابعۃ قولہ

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا حمل المیت علی نعشہ رفرف روحہ فوق النعش و
یقول یا اھلی ویا ولدی (الحدیث) النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صرح بان حال
ما یکون الجسد علی النعش بقی ھناک شئ ینادی ویقول جمعت المال من حلہ
وغیر حلہ ومعلوم ان الذی کان لاھل اھلا ولد کان جامعا للمال والبقی فی رقبتہ
الوبال لیس الا ذالک الانسان فھذا التصریح بان فی الوقت الذی کان الجسد
میتا کان الانسان حیا باقیا فاھما الحجۃ الثامنۃ قولہ تعالی یا ایتھا النفس المطمئنۃ
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ والخطاب انما ھو حال الموات فدل ان الذی یرجع الی اللہ
بعد موت الجسد یکون حیا راضیا ولیس الا الانسان فدل ان الانسان بقی حیا بعد
موت الجسد الحجۃ العاشرۃ جمیع فرق الدنیا من الھند والروم والعرب والعجم وجمیع ارباب
الملل والنحل من الیھود والنصاری والمجوس والمسلمین یتصدقون عن موتاھم
ویدعون لھم بالخیر ویذھبون الی زیاراتھم ولولا انھم بعد موت الجسد بقوا احیاء
لکان التصدق والدعاء والزیارۃ عبثا فیدل فطرتھم الاصلیۃ شاھدۃ بان الانسان
لا یموت بل یموت الجسد الحجۃ السابعۃ عشرۃ ان الانسان یجب ان یکون عالما
والعلم لا یحصل الا فی القلب فیلزم ان یکون الانسان عبارۃ عن الشئ الموجود
فی القلب او شئ لہ تعلق بالقلب اھ ملتقطا ملخصا امام الطریقۃ بحر الحقیقۃ سیدنا شیخ
اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں لیس فی العلوم
اصعب تصورا من ھذہ المسألۃ فان الارواح طاھرۃ بحکم الاصل والاجسام وقواھا
کذالک طاھرۃ بما فطرت علیہ من تسبیح خالقھا وتوحیدہ ثم باجتماع الجسم
والروح حدث اسم الانسان وتعلق بہ التکالیف وظھرت منہ الطاعات والمخالفات
الخ امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر
میں امام ابو طاہر رحمہ اللہ تعالے سے نقل فرماتے ہیں الانسان عند اھل البصائر ھذا

المجموع من الجسد والروح بما فيه من المعانی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین زیر قوله تعالی فی سورة النحل خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصیم مبین فرماتے ہین اعلم ان الانسان مرکب من بدن ونفس فقوله تعالی خلق الانسان من نطفة اشارة الی الاستدلال ببدنه علی وجود الصانع الحکیم وقوله تعالی فاذا هو خصیم مبین اشارة الی الاستدلال باحوال نفسه علی وجود الصانع الحکیم الخ **اقول** وبالله التوفیق آیات کریمہ قرآن اعظم ومحاورات عامہ شائعہ تمام عالم کے ملاحظہ سے بنگاہ اولین ذہن مین متنقش ہوتا ہے کہ جسے انسان کہتے اور زید وعمرو اعلام یا من وتو ضمائر یا این وآن اسمای اشارہ سے تعبیر کرتے ہین اوسمین روح وبدن دونون ملحوظ ہین ایک یکسر معزول ہو ایسا ہرگز نہین اب خواہ یون ہو کہ ہر ایک سنخ حقیقت انسانی مین داخل وجزو حقیقی ہو یا یون کہ ایک سے تجوہر حقیقت اور دوسرے کو معیت شرطیت مگر ساتھ ہی عقل ونقل کیطرف نظر کیجیے تو اونکا اجماع واطباق دیکھتے ہین کہ انسان ایک شی مدرک عاقل فاہم مرید مکلف مخاطب من اللہ تعالی ہے اور یہ صفات اوسکے لیے حقیقۃً ثابت ہین نہ کہ موصوف بالذات کوئی شی غیر ہو اور اوسکی طرف بالتبع بالعرض نسبت کیجاتی ہون اس مین دو واضح امر کیطرف التفات کرتے ہی منجلی ہوگیا کہ جسطرح قولین اولین مین تجرد محض بمعنی بشرط لا شی مراد لینا کسی عاقل سے معقول نہین اگرچہ تو لا بشرط شی اور یہ بھی معقول نہین کہ روح وبدن مین کوئی لحاظ سے بالکل معزول نہین اور قول اول تو اصلا قابل قبول نہین کہ انسان عاقل ہے اور ابدان ذوی العقول نہین انسان مالک ومتصرف ہے بدن کیطرح آلہ ومعمول نہین یونہین یہ بھی روشن ہوگیا کہ قول اخیر مین مجموع سے مراد مرتبہ بشرط شی ہے نہ ترکیب نفس حقیقت ورنہ انسان عاقل مدرک نہ رہیگا کہ مجموع مدرک ونامدرک نامدرک ہے اور لازم آے کہ آیات ومحاورات عامہ خواہ بدنیات ہون جنہین موصوف بصفات جسم کو انسان کہا گیا یا روحیات جنہین صفات نفس سے انسان کو متصف کیا خواہ جامعات جنہین دونون کو اجتماع دیا سب یکسر حقیقت سے معزول اور مجاز پر محمول ہون کہ اب انسان نہ روح ہے نہ بدن بلکہ شی ثالث ہے لاجرم مجموع کا محمل اول مراد نہین ہو سکتا ومن الدلیل علیه قول الامام ابی طاهر بما فیه من المعانی فما کان لعاقل ان یتوهم دخول الاعراض فی

قوام جوہرہا وانما المراد الدخول فی اللحاظ وکذا تنصیص الامام الرازی علی الترکیب مع اعطائہ مرارا

کثیرۃ ان الانسان ھو الروح رہا محل دوم اسمین بھی دو احتمال ہین قوام روح سے ہو اور بدن

شرط یعنے انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہو یا بالعکس یعنی بدن متعلق بہ الروح کا ثانی

بھی اوس مقامہ مذکورہ واضحہ سے مدفوع کہ انسان عاقل مخاطب بالاصالۃ ہے نہ بالتبع تو بفضل

اللہ تعالی عرش تحقیق مستقر ہوگیا کہ مختار و منصور وہی قول اخیر باین معنی و تفسیر ہے اور قول ثانی

بھی اوس سے بعید نہین ہے کہ جب قوام جوہر مین صرف روح ہے تو انسان روح ہی کا نام ہوا ملحوظ بلحاظ تعلق

ہونا اوسے روح ہونیسے خارج نہین کرتا نہ اون عبارات مین لحاظ تعلق سے قطع نظر مذکور تو اوسکا

اوسی قول منصور کیطرف ارجاع میسور ولہذا امام اجل فخر الدین رازی نے باآنکہ بارہا روح ہی کے

انسان ہونیپر تسجیل و تصحیح فرمائی خود ہی انسان کے روح و بدن سے مرکب ہونیکی تصریح فرمائی۔

اسیطرح شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین جہان وہ عبارت لکھی کہ جان آدمی کہ در حقیقت

آدمی عبارت ازان است وہین اسکی شرح یون ارشاد کی تفصیل این اجمال آنکہ آدمی مرکب از دو

چیز است جان و بدن جزو اعظم جان است کہ تبدل و تغیر دران راہ نمی یابد و بدن بمنزلہ لباس

است کہ اختلاف بسیار دروی راہ می یابد اہ مختصرا پھر روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے ایک تعلق

دنیوی بحال بیداری دوسرا بحال خواب کہ من وجہ متعلق من وجہ مفارق تیسرا برزخی چوتھا اخروی

وجعلہا فی شرح الصدور عن ابن القیم خمسۃ حیث قال للروح بالبدن خمسۃ انواع

من التعلق متغایرۃ الاول فی بطن الام الثانی بعد الولادۃ الثالث فی حال النوم

فلہا بہ تعلق من وجہ و مفارقۃ من وجہ الرابع فی البرزخ فانہا وان کانت قد فارقتہ

بالموت فانہا لم تفارق فراقا کلیا بحیث لم یبق لہا الیہ التفات الخامس تعلقہا

بہ یوم البعث وھو اکمل انواع التعلقات ولا نسبۃ لما قبلہ الیہ اذ لا یقبل البدن

معہ موتا ولا نوما ولا فسادا اھ وتبعہ القاری فی منح الروض **اقول** الکلام

فی الانواع المتغایرۃ ولا یظہر للتعلق الرحمی تغایر مع الذی بعد الولادۃ فان

روح کا بدن سے تعلق پانچ قسم

کلیهما تعلق الاتصال المحض والتدبیر والتصرف الناقص بخلاف النومی فلا
یتمحض للاتصال والبرزخی فلیس مع ذلک تعلق التدبیر والاخروی فلا
نقص فیه اصلاً فیتحصل التقسیم هکذا التعلق اما متمحض للاتصال اولا
الاول ان کمل بحیث لا یقبل الفراق فاخروی والا فدنیوی یقظی والثانی ان کان تعلق
تدبیر فنومی والا فبرزخی فان قیل لیس یستعمل الجنین الآثر وجوارحه فی الاعمال
والادراک مثل المولود قلت لا یستعملها المولود من ساعته کالعظیم ولا الفطیم
کالیافع ولا الیافع کمن بلغ اشده ولا کمثله الشیخ الهرم ثم الفانی فلیجعل عامة
ذلک تعلقات متغایرة فافهم الخ جسطرح اعلی واکمل تعلق اخروی ہے جسکے بعد
فراق کا احتمال ہی نہیں یونہیں ادون واقل تعلق برزخی ہے کہ باوصف فراق ایک اتصال
معنوی ہے مگر قرآن عظیم وحدیث کریم کے نصوص قاطعہ شاہد عدل ہیں کہ اسقدر تعلق
بھی بقائے انسانیت کیلیے بس ہے بداہۃً معلوم کہ قبر میں تنعیم یا معاذ اللہ تعذیب جو کچھ ہے
اوسی انسان ہی کیواسطے ہے جو اپنی حیات دنیا دی میں مؤمن و مطیع یا معاذ اللہ کافر و
عاصی تھا نہ یہ کہ طاعت وایمان تو انسان نے کیے اور نعمت مل رہی ہے کسی غیر انسان کو
یا کفر و عصیان انسان سے ہوے اور عذاب ہوتا ہو کسی غیر انسان پر اسیطرح وہ تمام
حجج واضحہ جو ابھی تفسیر کبیر سے بعد موت بقا وحیات انسان پر گزریں مع اپنے نظائر کثیرہ
کے اس مدعا کی کفیل ہیں تو ثابت ہوا کہ حقیقت انسانیہ میں جو تعلق ملحوظ ہے مطلق و
مرسل ہے کسیطرح کا ہو اما ما قال الامام ابو طاہر بعد ما اسلفنا نقله من انه اذا بطلت
صورة جسده بالموت وزالت عنه المعانی بقبض روحه لا یسمی انسانا فاذ اجمعت
هذه الاشیاء الیه بالاعادة ثانیا کان هو ذلک الانسان بعینه الا تری ان الجسد
الفارغ من الروح والمعانی یسمی شبحا وجثة ولا یسمی انسانا وکذلک الروح المجرد
لا یسمی انسانا الخ فاقول لیس یرید رحمه الله تعالی ان الانسان یبطل بالموت

وان الذی فی البرزخ من لدن الموت الی حین البعث لیس بانسان و معاذ اللہ ان
یرید لہ وھو قول اھل البدع و مصادم للقواطع وکیف یجوز ان لا یکون الروح البرزخی
المتصل بالبدن اتصالا فی فراق انسانا ومعلوم قطعا ان الانسان ھو الذی کان امن
وکفر واحسن وفجر وبدیھی ان غیر الانسان افینعم من لم یعمل ویعذب من لم یعص و
اللہ تعالی یقول عنھم یویلنا من بعثنا من مرقدنا فافاد ان المبعوثین فی الحشر ھم الراقدون
فی القبر ومعلوم ان المحشورین فی العقبی ھم الکائنون فی الدنیا فالانسان ھو
ھو فی الادوار الثلث لم یزل عن انسانیتہ ولم ینسلخ عن حقیقتہ وقال تعالی النار
یعرضون علیھا وانما اعاد الضمیر الی الناس المذکورین فھم المعروضون علی النار لا
غیرھم وقال تعالی قتل الانسان ما اکفرہ الی قولہ عز وجل ثم اماتہ فاقبرہ فالاقبار بعد
الاماتۃ وقد ارجع الکنایۃ فیہ الی الانسان فثبت ان المیت المقبور لیس الا انسانا وبالجملۃ
ففی الدلائل علی ھذا کثرۃ لا مطمع فی احاطتھا وانما اراد التنبیہ علی ان الانسان لیس
بمعزول اللحاظ عن شیء من الروح والبدن فالجسد اذا بطلت صورتہ بالموت
وزالت عنہ المعانی بخروج الروح عنہ لا یسمی ذلک الجسد الفارغ انسانا وقد کان
یسمی قبلہ عرفا لمکان الاتصال کما سیاتی وکذا الروح المجرد من حیث ھو مجرد لا یسمی
انسانا وانما الانسان المجموع اعنی الروح الملحوظ بلحاظ الاتصال اعم من ان یکون
دنیویا او اخرویا او برزخیا ھکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام واللہ سبحنہ ولی الانعام
یہ تحقیق حقیقت و مصداق انسان مین کلام تھا اب آیات و محاورات مذکورہ کیطرف چلیے
جب انسان و روح ہر ایک کا انسان جداگانہ ہونا بداہۃً باطل ہو چکا تو اب اقوال ثلثہ سے
کوئی قول لیجیے آیات و محاورات بدنیہ و روحیہ سے ایک مین تجوز اور جامعہ مین استخدام ماننے سے
گریز نہوگی کما لا یخفی مگر ہم دیکھتے ہین کہ نہ مفسرین انمین کہین استخدام مانتے ہین نہ اہل عرف
انمین کسی کلام کو حقیقت سی جدا جانتے ہین تو وجہ یہ کہ بوجہ شدت اختلاط گویا روح و بدن

بل قال بعض العلماء ان الاستخدام یقع فی القرآن بمعنی المعنی ثم نعم الامام العظیم اصلا نعم الامام السیوطی فی الاتقان قال وقد استخرجت بعض آیات وذکر منھا الاولی اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ امر اللہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما اخرج ابن مردویہ من طریق الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما والضمیر مراد بہ قیام الساعۃ او العذاب والثانیۃ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین المراد بہ آدم ثم اعاد الضمیر علیہ مراداً بہ ولدہ فقال ثم جعلنہ نطفۃ قال وھی اظہرہا والثالثۃ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ثم قال قد سألھا قوم من قبلکم ای اشیاء اخر ھذا ملخص کلام السیوطی

اقول وقد استخرجت مثالین آخرین الاول قولہ عز وجل والتی احصنت فرجھا المراد [illegible] فنفخنا فیہ من روحنا [illegible] والضمیر المعقول [illegible] والاخر وسیجنبھا الاتقی الذی [illegible] الاتقی [illegible] مستقبل [illegible] الضمیر [illegible] وسیجنبھا الاتقی عز وجل ۱۲ منہ

شیء واحد نہین بلکہ روح خفی و نظری ہے اور بدن محسوس و مرئی اور اشراق شمس روح نے بدن کو
حیات کی شعاعین ڈالکر اوسے اپنے رنگ مین رنگ لیا جسطرح دہکتے کوئے کو اوسکے ہر ذرے
مین آگ کی سرایت نے انا النار کہنے کا مستحق کردیا اب اوسے آگ ہی کہا جاتا ہے یونہین جسم کو انا
الانسان کا دعوی پہنچتا ہے ہم سنتا دیکھتا بولتا چلتا پھرتا کام کرتا بدن ہی کو دیکھتے ہین حالانکہ درّاک
و فاعل روح ہے اور بدن آلہ لہذا بدن پر اطلاق انسان حقیقت عرفیہ قرار پایا اور وہی تمام
صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا اور قرآن عظیم بھی مطابقت عرف پر اوترا قال تعالی انہ الحق
مثل ما انکم تنطقون اب نہ تجوز ہے نہ استخدام نظیر اسکی رأیت زیداً ہے۔ زید را دیدم۔ زید کو دیکھا
حالانکہ زید اگرچہ اوس سے بدن ہی مراد لیجے ہرگز ہمین مرئی نہین مرئی فقط رنگ و سطح بالائی ہے اور وہ قطعاً
نہ روح زید ہے نہ بدن مگر شدت اتصال کے باعث اسی رویت زید کہتے ہین اور ہرگز اسمین تجوز
و مخالفت حقیقت کا توہم بھی نہین کرتے یہانتک کہ اگر کوئی زید کے رنگ و سطح کو یون دیکھے اور
قسم کھائے مین نے زید کو نہ دیکھا قطعاً کاذب سمجھا جائیگا لاجرم تفسیر کبیر مین روح کے غیر جسم ہونے پر
کلام واسع و مشبع لکھکر فرماتے ہین اعلم ان اکثر العارفین المکاشفین من اصحاب الریاضات
و ارباب المکاشفات والمشاهدات مصرون علی هذا القول جازمون بهذا المذهب
واحتج المنکرون بقوله تعالی من ای شیء خلقه من نطفة هذا تصریح بان الانسان
مخلوق من النطفة وانه یموت ویدخل القبر ولو لم یکن عبارة عن الجثة لم تکن
الاحوال المذکورة صحیحة والجواب انه لما کان الانسان فی العرف والظاهر عبارة
عن هذه الجثة اطلق علیه اسم الانسان فی العرف اه مختصراً **اقول** وهذا الجواب
احسن مما قدم قبله حیث قال فان قالوا هذه الآیة حجة علیکم لانه تعالی قال ولقد
خلقنا الانسان من سللة من طین وکلمة من للتبعیض وهذا یدل ان الانسان
بعض من ابعاض الطین قلنا کلمة من اصلها لابتداء الغایة کقولک خرجت من
البصرة الی الکوفة فقوله تعالی ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین یقتضی ان یکون

ابتداء تخلیق الانسان حاصلا من ھذہ السلالۃ ونحن نقول بموجبہ لانہ تعالی
یسوی المزاج اولا ثم ینفخ فیہ الروح فیکون ابتداء تخلیقہ من السلالۃ اھ **قلت**
وقد یستأنس لہ بقولہ تعالی وبدأ خلق الانسان من طین ہ فافہم بالجملہ خلاصہ
بحث یہ ہوا کہ اطلاق انسان کیلیے دو حقیقتین ہین ایک حقیقت اصلیہ دقیقہ یعنے روح
متعلق بالبدن اگرچہ تعلق برزخی دوم حقیقت مشہورہ عرفیہ یعنی بدن اور اکثر متکلمین کے زعم مین
یہی حقیقت اصلیہ ہے اور اگر غرابت فن سے قطع نظر کرکے اونکا کلام انسان عرفی پر محمول
کرین تو وہ بھی صحیح ہو سکتا ہے وباللہ التوفیق **مقدمہ ساوسہ اقول** صفات بدن
دو قسم ہین اصلیہ کہ خود بدن کے لیے حاصل اور تبعیہ کہ حقیقۃً صفات روح ہین اور
بوجہ اتحاد مذکور بدن کیطرف منسوب جیسے علم وسمع وبصر وارادہ وفاعلیت افعال اختیاریہ
وغیرہا عرف مین اگرچہ انسان نام بدن ٹھہرا مگر صفات تبعیہ کی اوسکی طرف اضافت
مشروط بشرط حیات ہے بعد موت ورود حیات بدن خالی کو شعر غاعر ہانتا کسیطرح سمیع بصیر
مرید فاعل عاقل نہین کہتے کہ یہ صفتین اوسی اتصال سریانی پر مبنی تھین جسنے روح وبدن کو
مرد واحد وحدانی کردیا تھا جب وہ مسلوب ہوا کشف محجوب ہوا صفات تبعیہ حق بحقدار رسیدہ ہوگئین
بیچ مر کے گئین اور اصلی تو وہ خاک کی اپنی اصلی حالتین ظاہر ہوئین نظیر اسکی وہی صحبت آتش
وانگشت ہے کوئلا کالا ٹھنڈا تاریک تھا اور بارد خالی گرم وسرخ وروشن جبتک آگ کی سرایت
سے ہولکہ رہا تھا اوسکی اپنی عیوب چھپے ہوئے تھے آگ ہی کے اوصاف سے موصوف ہوتا جب آگ جدا
ہو کر الگ ہوئی وہی اصل حقیقت عیان ہوئی تو ایمان اگرچہ عرف پر مبنی ہین اور عرفا انسان
خواہ بلفظ انسان وبشر وآدمی تعبیر کیا جائے یا اعلام وضمائر واسمائے اشارہ سے اوسکا معبر
عنہ یہی بدن ہوتا ہے مگر بنظر تقسیم مذکور امور محلوف علیہا کیطرف نظر ضرور اگر صفات اصلیہ پر
مقصود ہو جیسے اوٹھانا بٹھانا نہلانا وغیرہا تو کچھ حالت حیات کی تخصیص نہوگی کہ نفس بدن
اونکا عالم ہے اور اگر صفات تبعیہ پر موقوف ہو جیسے خطاب واعلام وافہام وکلام تو ضرورۃً

متقید بحال حیات رہیگا کہ بغیر اوسکے بدن اوسکا صالح نہیں بالجملہ انسان کا عرفاً بدن ملیں حقیقت
ہونا اور معنی حقیقی عرفی مین استعمال کیا جانا زنہار اسے مقتضی نہیں کہ وہ کلام بدن کی ہر حالت کو
مشتمل رہے یا بعض احوال پر اقتصار کے باعث حقیقت عرفیہ سے منسلخ ہوکر کسی اور معنی مجہول
بے بلکہ وہی مراد ہو گی بات جس حالی کے قابل ہوگی اوسیقدر کو شامل ہو گی مثلاً اگر کہے زید نے
کو یے سے بدن جلا لیا تو قطعاً اوس سے وہی دیکھنا کو مراد ہو گا کہ جلانیکی صلاحیت اوسیمین ہی
اس سے نہ یہ لازم کہ مطلق کو لا اس سے مفہوم ہونہ یہ کہ کو لا اپنی معنی حقیقی سے محروم ہو وہذا اکلہ
ظاہر جداً بحمد اللہ تعالی یہ معنے ہین اوس ضابطے کے جو علمانے یہان ارشاد فرمایا اور تنویر
الابصار و در مختار و شروح کنز وغیرہا مین مذکور ہوا کہ ماشارک المیت فیہ الحی یقع الیمین
فیہ علی الحالتین وما اختص بحالۃ الحیاۃ تقید بہا مقدمہ سابعہ اقول مناظرات
مین وقت واطالت کی راہ پاتی ہی بیشتر اصل مقصد و مورد نزاع سے غفلت کے باعث منہ دکھاتی
ہی فریقین اسکے پابند رہین یہ تو معلوم کہ اہل باطل کو اکثر مطلب سے فرار ہی مین مفر مگر اہل حق پر اسکا
خیال لازم ہر وقت پیش نظر رکھین کہ بحث کیا تھی اور چلے کدھر آئیں باذن اللہ تعالی تخفیف
مؤنت اور مخالف کی عجز و سکوت جلد ظاہر ہونے پر معونت ہوتی ہے اس مسئلہ دائرہ سماع موتی
مین مقصود اہل سنت کچھ اسپر موقوف نہین کہ تمام اموات کے بدن ہی قبر مین ہمیشہ زندہ
رہین زائروں کے سلام کلام وہ انھین کانون کے ذریعہ سے سنین ہوائے متموج متکیف
بالصوت انھین کی ٹھوں کو قرع کرے اسی طریقے پر سماع ہو یونہین رویت عامہ اموات مین
ہماری اس سے کوئی غرض متعلق نہین کہ وہ انھین آنکھوں سے دیکھین انھین سے خروج شعاع
یا انھین کی لوح مین صورت کا انطباع ہو یہ نہ واقع ہو نہ ہمارا دعوی نہ ہمارے دعوی کو اسپر
توقف۔ آخر اہلسنت کے نزدیک جسطرح ابھی کا مردہ دیکھتا سنتا ہی یونہین برسوں کا جسکا کان
آنکھ جسم کا کوئی ذرہ سلامت نہ رہا سب خاک و غبار ہوکر مٹی مین ملگیا جسطرح مسلمان قبر مین
سنتا ہی یونہی ہندو کافر مرگھٹ مین جسوقت اوسکے کان آنکھ کو آگ دیتے ہین وہ اُن

افادۂ سابعہ تحریر محل نزاع کلام سماع ارواح مین ہے ابدان سے غرض نہین

آگ دینے والوں کو دیکھتا اونکی باتین سنتا اوس آگ کی اذیت کا احساس کرتا ہے آنکھ کان اعضا کا
جلنا دیکھتا اونیز آگ بھڑکنے کی آواز سنتا ہے اور جب جل بجھکر راکھ ہو جاتی ہین جب بھی دیکھتا سنتا ہے جو
سلام وکلام مدفون امروزہ کیلیے شرح مطہر مین ہے وہی مدفون ہزار سالہ کیواسطے دونون سے وہی
کہا جائیگا کہ سلام تمپر اے ایمان والو اللہ تعالی تمھین اور ہمین بخشے تم ہمارے اگلے اور ہم تمھارے
پچھلے خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہین حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اون صحابی
اعرابی رضی اللہ تعالی عنہ کو جب یہ حکم دیا ہے کہ جہان کسی کافر کی قبر پر گزر و اوسے دوزخ مین جانیکا
مژدہ دو تو ارشاد اقدس مین کوئی تخصیص تازہ مری ہوئی کی تھی بلکہ صاف تعمیم تھی اور تعمیم ہی پر اون صحابی
کار بندی کی غرض دلائل مطلق ہین اور عقیدہ مطلق اور آلات جسمانیہ کی تخصیص ناحق ہمین اتنی بات ہی کام ہے
کہ مردے زندون کیطرح صورت وصوت کا ادراک کرتے ہین اور اوپر روشن ہو چکا کہ ادراک کا روح
ہے اور روح موت سے نہ مرتی ہے نہ متغیر ہوتی مگر اوسپر کبھی لفظ میت کا اطلاق آتا ہے ہم انھین ارواح
موتی کے سماع والبصار کا عقیدہ رکھتے اور اسی کو اموات کا دیکھنا سننا کہتے ہین اس سے
کچھ غرض نہین کہ وہان بھی ذرائع وآلات ہی ہون یا غیر فصل پانزدہم مین امام شیخ الاسلام خاتمۃ
المجتہدین تقی الملۃ والدین ابو الحسن علی سبکی قدس سرہ الملکی کا ارشاد گزرا کہ ہم نہین کہتے کہ مردہ
بدن سنتا ہے بلکہ روح سنتی ہے خواہ تنہا جبکہ بدن مردہ ہے یا جسم ہی ملکہ جبکہ حیات جانب جسم عود کرے
آخر اسقدر سے حضرات منکرین بھی منکر نہین کہ اموات جنت ونار وملائکہ ثواب وعذاب کو دیکھتے
اونکی بات سنتے سمجھتے قیامت کی آنے نہ آنے کی دعائین کرتے ہین تو اسکی تسلیم اوخھین بھی ضرور
کہ دیکھنا سننا بولنا انھین آلات جسمانیہ پر غیر مقصور قال المولی تبارک وتعالی النار یعرضون
علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب سیدنا عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ان ارواح آل فرعون فی اجواف طیر سود یعرضون علی النار
کل یوم مرتین تغدو وتروح الی النار فیقال یا آل فرعون ہذہ ماواکم حتی تقوم الساعۃ
فرعون اور فرعونیون کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح شام دو وقت آگ پر

لیجائی جاتی ہین جہنم جھجکا کر اونسے کہا جاتا ہے یہ تمھارا ٹھکانا ہے یہانتک کہ قیامت آئے اور ایک
اونھین پر کیا موقوف ہر مومن و کافر کو یونہین صبح و شام جنت و نار دکھاتے اور یہی کلام سناتی ہین
صحیح بخاری و صحیح مسلم و موطائے امام مالک و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ مین حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اذا مات احدکم عرض
علیہ مقعدہ بالغداۃ والعشی ان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل
النار فمن اہل النار فیقال لہ ھذا مقعدک حتی یبعثک اللہ الیہ یوم القیمۃ یونہین اموات کی باہم
ملاقات آپس کی گفتگو قبر کا اونسے باتین کرنا اونکی حد نگاہ تک کشادہ ہونا احیا کے اعمال انھین سنائے
جانا انپر حسنات و سیئات اور گناہ ہی کا تماشا دیکھنا وغیرہ وغیرہ امور کثیرہ جنکی طرف مقصد
دوم مین اشارہ گزرا جنکے بیان مین دس بیس نہین صدہا حدیثین وارد ہوئین ان مطالب پہ
شاہد ہین جس طریقے سے وہ ان چیزون آواز دنکو دیکھتے سنتے ہین اور قیامت تک جسمونکی گلنے
کے بعد ہین مٹی کی بعد بھی دیکھین سنینگے یونہین زائرون قبر کے سامنے گزرنیوالون اور انکے کلام
اور طرفہ یہ کہ مولوی اسحاق صاحب نے بھی تو جواب سوال ۱۹ مین تسلیم کیا کہ مردے زندون کا
سلام سنتے ہین حضرت جن کانون سے سلام سنتے ہین اونھین سے کلام۔ یہ تو ہماری طرف سے
الانقلاب جانب منکرین نظر کیجیے اونکا انکار بھی قطعاً عام ہے صرف آلات جسمانیہ سے خاص
نہین کاش وہ ایمان لے آئین کہ اموات اصوات کا ادراک نام کرتے ہین مگر نہ گوش بدن سے
و جھگڑا ہی کیا ہے ابھی اتفاق ہو گیا اہلسنت بھی تو اسیقدر فرماتے ہین گوش و گوشت کی
تخصیص کب بتاتی ہین مگر حاشا وہ کب اس راہ آتے ہین اونھین تو اولیائے مدفونین
کی ندا حرام کرتی ہے یون محبوبان خدا سے طلب دعا حرام کرتی ہے وہ کس دل سے سننا مان لین
اگرچہ بے ذریعہ گوش دیکھنا تسلیم کرلین گو بے واسطہ چشم۔ اونھین تو مولوی مجیب صاحب حسب
کیطرح یہ کہنا ہے کہ جب درمیان زائر و مقبور کے حجب عدیدہ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات
و ابصار صور محال یہ تحریر محل نزاع ہے جسکا سمجھ لینا مزیل اشکال والحمد للہ المہیمن

المتعال وصلے تعالی علی سیدنا محمد والہ وصحبہ خیر صحب وآل بحمد اللہ تصریر مقدمات سے
فراغ پایا تحریر جوابات کا وقت آیا جو امر جس مقدمے مین ثابت کیا گیا جواب مین اسپر علامت
مق لکھکر شمار مقدمہ کا ہندسہ بغرض یاد دہانی ثبت ہوگا کہ ہر جگہ بحکم مقدمہ فلان یا دیکھو مقدمہ فلان
لکھنے کی حاجت نہو **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق **جواب اول** ائمہ
اہلسنت رضی اللہ تعالی عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردے سنتے ہین قطعًا حق ہے اور کیون نہ حق ہو
گروہ اہلسنت ہین حق انھین مین منحصر ہے اور اوسکے معنی یہ کہ ارواح مردگان کہ انپر بھی اطلاق
مردہ ومیت کیا جاتا ہے اور وہ خود اور انکے ادراکات باقی ومستمر وبحال ونامتغیر ہین بعد فراق
بھی بدستور ادراک اصوات وکلام کرتے ہین اور ان مشائخ وشراح اہلسنت وفلاح رحمہم اللہ
تعالی کا بیان کہ مردے نہین سنتے بیشک صحیح ہے اور کیون نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقاہت ہین انکا
فضل وکمال ظاہر وباہر ہے اور اوسکے معنی یہ کہ جو چیز مرگئی یعنی بدن کہ حقیقۃً وہی مردہ ہے سمع سے
معزول ہے آلیت وتوسط وتادیۂ صور کے لائق نہین دونون کلام صراحۃً حق ہین اور آپسمین
اصلًا متخالف نہ کوئی حرف مفید مخالف بحمد اللہ تعالی اس معنی نفیس کا بروجہ احتمال ہی
بیان کرنا ہمین بس تھا مخالف عبارات علما سے مستدل اور انکے منکر سماع ہونیکا مدعی
ہے اور احتمال قاطع استدلال پھر سند کیلیے نظر انصاف مین متعدد دلیلین موجود مثلًا دلیل
اول جب ائمہ دین وعلمائے معتمدین سے ہزار در ہزار قاہر تصریحین سماع موتی کے باب مین
موجود اور بتصریح علما حتی الامکان کلمات ائمہ مین توفیق وتطبیق محمود ومقصود اور بے
ضرورت داعیہ ابقائے خلاف ونزاع جسکے باعث خواہی نخواہی ایک گروہ ائمہ کا کلام غلط
وباطل ٹھہرے مطرود ومردود اور یہ توفیق کہ بتوفیق الہی ہمنے ذکر کی واضح وصریح اور تخالف
مفقود تو لاجرم اسیکی طرف مصیر لازم اور راہ خلاف بند ومسدود دلیل ۲ خلاف وتطبیق
درکنار ثقات علما اثبات سماع موتی پر اجماع اہلسنت نقل فرما چکے کیا معاذ اللہ انھین جزاف و
کذب کی طرف نسبت کر سکتے ہین یا اکثر مشائخ حنفیہ عیاذًا باللہ ایسے بیمقدار وناقابل تحاکم

جواب اول بارۂ علماء کرام پر حجت

۵ کہ بقانون مشاہدہ سمع و نقض عقلی ... منشر

اونکے خلاف کو لا شئ ٹھہراکر علما ادعائے اجماع رکھتے ہین لاجرم سبیل یہی ہی کہ باہم خلاف ہی نہین
اجماع نسبت ارواح ہی اور قول مشایخ نسبت اشباح و لیل اسکی یہ ہے جب احادیث کثیرہ وافرہ
صریحہ متوافرہ سماع موتی پر بے تخصیص و تقیید وقت ایسی ناطق جنہین ذی انصاف و دین کو
مجال تاویل و تبدیل نہین تو کیا مقتضائے حق شناسی حضرات مشایخ ہی کہ اپنی بات بنانے کیلیے
خواہ مخواہ اونکا کلام مخالف احادیث سید الانام علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام ٹھہرائے اور وہ بھی
کس سخت جرأت کے ساتھ کہ خاص اخبار متعلقہ بغیب و برزخ کا مقام اور خود ارشادات صریحہ نبی آلا رَیب
امین الغیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خلاف کلام و ان ھذا الابلاء لا یحتمل و عناء لا یداوی

رہا وہابی قنوج رفو خواہ مائۃ مسائل صاحب تفہیم المسائل کا تعصب کہ آنچہ از ملا علی قاری
و شیخ عبد الحق آوردہ ہمہ را از شرح صدور نقل میکنند و مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی کتب احادیث
طبقہ رابعہ است و این احادیث قابل اعتماد نیستند **اقول اولا** شدت تعصب نے صحیح بخاری
و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا او نہیں بھی طبقہ رابعہ کا حکم ہو گیا۔ کیا علی قاری و شیخ
محقق نے انسے استناد نہ کیا یا آپنے اونکے کلاموںکا جواب دے لیا شرم شرم۔ ہان مجھی کو سہو ہوا
جواب کیون نہ زیادہ دیا کہ عقل و حیا و دیانت سب کو جواب دیا آخر کلام مین اوسی بھی سن لیجے
ثانیا یہان اونکے علاوہ اور حدیثین بھی تھین کہ ائمہ فن نے جنکی تصحیحین کین زیادہ علم نہ تھا تو اپنے
خصم ہی کا کلام دیکھا ہوتا مولانا علی قاری کی عبارت نقل کی تھی ھذہ المسائل کلھا ذکرھا السیوطی
فی کتابہ شرح الصدور فی احوال القبور بالاخبار الصحیحۃ والآثار الصریحۃ یعنی یہ سب
مسائل امام سیوطی نے شرح الصدور مین صحیح حدیثون صریح روایتون سے بیان کیے شیخ محقق کی
عبارت منقول تھی بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت میکنند بر وجود علم
مر موتی را بدنیا و اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار و منکر دین **ثالثا** کیا مولانا قاری و
شیخ محقق نے احادیث سلام و حدیث ترمذی عن ام المؤمنین دربارہ خطاب میت وغیرہا سے
استدلال نہ کیا تھا یا یہ سب بھی طبقہ رابعہ مین داخل اور انہیں اعتماد مردود و باطل **رابعا**

کتب سیوطی ہین جو کچھ ہو گیا سب طبقۂ رابعہ سے ہوتا ہے یا یہان خاص ایسا ہے اور جب دونون باتین
بداہتہ باطل تو طبقۂ رابعہ کا ذکر مہمل ولاطائل **خامسًا** احادیث طبقۂ رابعہ جسطرح تصانیف
امام ممدوح مین مذکور ہوئی ہین یونہین عامۂ ائمہ کی تالیفات مین اور خود یہ ملکہ انسے نازل تر کی
احادیث وروایات حجۃ اللہ البالغہ وقرۃ العینین وازالۃ الخفا وتفسیر عزیزی وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہا
تصانیف ہر دو شاہ صاحب مین کیا یہ اس تقسیم طبقات کے موجد وقائل ہین تو وہ تو وہ جھگڑے ہین **سادسًا**
لطف یہ کہ خود انھین شاہ عبد العزیز صاحب نے خود اسی مسئلۂ سماع موتی مین خود انھین احادیث سے
استناد کیا اسی شرح الصدور شریف کا حوالہ دیا کہ تفصیل آن دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور
فی احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ست ودیگر کتب حدیث باید دید **سابعًا**
یہ سب تمھارے فہم کے لائق کلام تھا اگر طبقات کے بارے مین تحقیق حق ناصح درکار ہو تو فقیر کا رسالہ
مدارج طبقات الحدیث دیکھیے کہ بعونہ تعالی آنکھین کھلین اور حق کا دریا لہرا تا ملین
مکابرۂ قنوجی اب وہ جواب سنیے جو ملا تفہیمی صاحب نے صحیح حدیثون اور ائمہ علما کی تمام تحقیقون
کا دو حرف مین دیا یا یہی شگوفہ طبقۂ رابعہ چھوڑ کر فرماتے ہین علاوہ برین از تفسیر ابن عباس
کہ شیخ جلال الدین سیوطی ذکر آن در درمنثور کردہ صریح عدم سماع موتی مستفاد ست پھر وہ تفسیر
بحوالہ ابو سہل سدی بن سہل الجنید النیشاپوری الطریق عبد القدوس عن ابی صالح عن ابن عباس
یہ نقل کی کہ جب سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے قلیب بدر پر اون کافرون کی لاشون سے کلام
کیا اور فرمایا تم کچھ انسے زیادہ نہین سنتے فانزل اللہ تعالی انک لاتسمع الموتی وما انت بمسمع
من فی القبور اسپر اللہ عزوجل نے یہ آیتین اوتارین پھر خود اس روایت کی نسبت کہا نص است
برآنکہ موتی را سماع نیست **اقول اولًا** صحاح جلیلۂ مشہورہ بخاری ومسلم کے مقابل
ایسی شواذ غریبہ ونوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے شرم نہ آئی اور ایک کتاب مین رطب ویابس
مقبول ومردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال وتفریع وتحقیق وتنقیح
موجود ہو انمین فرق کی تمیز نہ آئی **ثانیًا** محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تو مؤکد

بقسم کر کے فرمائین والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم قسم ہے اوسکی جسکے
دست قدرت مین محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جان پاک ہے مین جو فرما رہا ہون سے تم اون سے
کچھ زیادہ نہین سنتے اور توان آیتون کو اوسکے خلاف پر اوترنا مانے کیا معاذ اللہ قرآن عظیم اپنے
رسول کی قسم کی تکذیب کیلیے اوترا ایسا لکھتے اللہ و رسول سے کچھ حیا نہ آئی ام المومنین نے جب
حدیث کو مخالف آیت گمان کیا راوی کیطرف وہم و سہو نسبت فرمایا تو نے تو اس ایک حدیث
مین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یون فرمانا اور قرآن عظیم کا معاذ اللہ اوس خبر کی
تغلیط مین آنا مانا ثالثا لطف یہ کہ یہ آیتین تین سورتون مین واقع ہوئین نمل ملنگ روم
تینون مکیہ ہین کہ قبل ہجرت نازل ہوئین اور واقعہ بدر ہجرت کے بعد ہے کیا آیتین پیشگی اوتر آئی
تھین علما نے ان آیات کو مستثنیات من المکیات مین شمار فرمایا نہ مستثنیات فی النزول
مین رابعا سباق و سیاق آیات دیکھیے صراحۃ کلام کفار احیا مین ہے کہ سخن حق نہین سنتے
نہین مانتے نہ کافرون کی لاشون مین سورہ روم مین فرماتا ہے ولئن ارسلنا ریحا فرأوہ مصفرا
لظلوا من بعدہ یکفرون فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین
وما انت بہادی العمی عن ضللتہم ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فہم مسلمون
بعینہ اسی طرح انک لا تسمع سے آخر تک سورہ نمل مین ہے سورہ فاطر مین فرمایا انما تنذر الذین
یخشون ربہم بالغیب واقاموا الصلوۃ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ والی اللہ المصیر وما
یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی
الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور ان انت
الا نذیر ایمان سے کہنا ان آیتون مین یہی بیان ہے کہ کافرون کی لاشون پر کیون پکار رہے ہو
وہ مرنیکے بعد کیا سنینگے خامسا قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعے مین اس افادے
کیلیے یہ کلام پاک اوترتا تو فاطر والی آیت یا نمل و روم مین کی ایک کافی تھی انک لا تسمع جدا
وما انت بمسمع الگ اوترنے کی کیا حاجت تھی نمل و روم کی دونون آیتین تو حرف بحرف ایک ہی ہین

صرف زیادت فا کا فرق ہے اسکے کیا معنے تھے کہ جبریل اس واقعے پر انکار کیلیے ایکبار انک لا تسمع
آخر تک سناتے پھر اسیوقت فانک لا تسمع آخر تک سناتے لاجرم انھین کی ایک کسی دلیل سے انھی
محل سورت سے جدا نہین ہوسکتی اور جب مکہ معظمہ مین پیش ہجرت انکار اوتر چکا تھا تو اب
سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا اسپر بقسم اصرار کیا احتمال رکھتا تھا سادساً
ظاہر حس وعقل بالبداہۃ جسم میت کے معطل و بے حس ہونے پر شاہد ہین اگر اسیوقت
اوسکا سننا ثابت ہو تو یہ قطعاً امور غیبیہ سے ہے اب سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا
قسم کھا کر اس غیب پر حکم فرمانا پھر قرآن عظیم کا معاذ اللہ اوسکے خلاف بتانا دو صورتون کے سوا
ممکن نہین یا تو اولاً عیاذاً باللہ حضور پرنور صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ نے رجماً بالغیب
کلام فرما دیا اپنی طرف سے غیب پر حکم لگا دیا تھا یا یون کہ اول اوسی طرف سے خبر غیب
معاذ اللہ خلاف واقع آئی پھر اوسکا رد اوترا تمھارا ایمان ان دونون مین سے جسے قبول
کرے مانو سابعاً اگر بفرض غلط یہ روایت غریبہ خاملہ صحیح بھی ہو تو قطعاً یقیناً تماماً
جزماً آیات مذکورہ آیت کریمہ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
کے باب سے ہین جنمین معاذ اللہ ہرگز اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی قسم پر رد وانکار
نہین بلکہ یون ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو اجسام مردہ تمھارا کلام سن رہے ہین یہ تمنے انھین
نہ سنایا بلکہ خدا نے سنایا ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور یہ
اوسیکی قدرت سے ہوا کہ ان خالی بدنون مین روح نے عود کیا جسکے آ رہی گئے ہوئے ہوش
وحواس بدن کی پھر درست ہوگئے۔ اب یہ روایت بھی ہماری دلیل ہے اور تفہیمی ہے لاکی فہم خوار دلیل
والحمد للہ الہادی الی سواء السبیل خیر بات دور پہنچی اور اب حسب تفہیم داخل من فی القبور تو سماع
قبول سے قطعاً مہجور رہا لہذا اصل سخن کی جانب عنان گردانی کیجے۔ کلام مشائخ دربارہ اجسام موتی
ہونے پر شواہد واسانید مین یہ تین امور بالائی کافی ووافی تھے مگر خود نفس مسئلہ مین انھین علماء کرام
کے کلام و دیگر ابحاث مقام اور اونکے رد و احکام و نقض و ابرام کو زبان اس معنے پر

شہود عدول تو قبول واجب اور عدول مخذول. مثلا دلیل ۴ بحث دیکھیے کاہی کی ہر ایمانی
اور باجماع حنفیہ و تصریحات علماے مذکورین وغیرہم اونکا مقصد بہنے عرف اور عرف مین انسان و زید
وآن و تو سب کا مورد بدن تو قسم اوسی پر صادق اور یہ تمام داوری و چالشگری اوسی سے متعلق
دلیل ۵ پر ظاہر کہ اول تا آخر اونکا کلام موت مین ہر اور میت مقابلے نہین مگر بدن خود اسی کافی شرح وافی
مین اسی بحث ایمان مین فرمایا الروح لا یموت لکنہ زال عن قالبہ فلان واللہ تعالی قادر علی اعادتہ
یعنے روح میت نہین وہ تو صرف بدن سے جدا ہو گئی ہر اور اللہ تعالی قادر ہر کہ اوسے دوبارہ بدن مین لے آئے
دلیل ۶ ساتھ ہی دلائل ہین صاف تصریح فرماتے ہین کہ جس میت مین اونکا کلام ہر وہ وہی ہر جسے
ادراک نہین جسے فہم نہین جسے درد نہین پہنچتا جو جیسے کتب خمسہ مستندہ مائۃ مسائل مین ہر واللفظ
للرمز الکلام للافہام فلا یتحقق فی المیت فتح القدیر مین ہر والموت ینافیہ اسی مستخلص الحقائق
مین بعینہ ہدایہ ہر من قال ان ضربتک فعبدی حر فہو علی الضرب فی الحیاۃ فلو مات فضربہ
لا یحنث لان الضرب اسم لفعل مولم یتصل بالبدن والایلام لا یتحقق فی المیت اسی فتح
القدیر مین ہر لا یتحقق فی المیت لانہ لا یحس اسی مائۃ مسائل مین عینی شرح کنز سے ہر الضرب
ایقاع الالم و بعد الموت لا یتصور تو قطعا ثابت ہوا وہ بدن ہی مین کلام کر رہے ہین کہ وہی ایسا میت
ہر جسے حس رہتا ہے نہ ادراک بخلاف روح کہ اوسکے ادراکات قطعا باقی ہین خود یہی امام نسفی
عمدۃ الکلام مین فرماچکے الروح لا یتغیر بالموت دلیل ۷ پھر جب اس تقریر پر شبہہ وارد ہوا کہ جب
حس نہین ادراک نہین تألم نہین تو عذاب قبر کیسا تو ان سب حضرات نے یہی جواب دیا کہ معاذ اللہ
جسے عذاب کرنا ہوتا ہے اوسے قبر مین ایک گونہ حیات دیجاتی ہے جس سے الم پہنچنے کے قابل ہو جاتا ہے اسی مائۃ مسائل مین عینی سے
بعد عبارت مذکورہ کو من یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیاۃ علی الصحیح اوسی مین کافی سے ہر عند العامۃ یوضع فیہ
الحیاۃ بقدر ما یتألم لا الحیاۃ المطلقۃ وقیل یوضع فیہ الحیاۃ من کل وجہ مستخلص مین بعد عبارت مسطورہ ہے وعذاب القبر
بوضع حیاۃ جدیدۃ فیہ وعلی ہذا عامۃ العلماء خلافا لابی الحسن الصالحی لان عندہ
یعذب المیت من غیر حیاۃ اور بالیقین یہ شان بدن ہی کی ہر کہ اوسے موت عارض ہوئی اور

اوسکا حس و ادراک باطل کرتی پھر معاذ اللہ تعذیب کیلیے ایک گونہ حیات دیجاتی ہی اور وہ بھی کاملہ نہین
ہوتی بخلاف روح کہ اوسکی حیات مستمرہ ہی امام ابن الہمام نے اس مضمون کو خوب صاف فرمادیا بعد عبارت
مزبورہ لکھتے ہین لانہ لا یحس ولذا کان الحق ان المیت المعذب فی قبرہ توضع فیہ الحیٰوۃ بقدر ما
یحس بالالم حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا یتمیز الاجزاء بل ھی مختلطۃ بالتراب فعذب
جعلت الحیٰوۃ فی تلک الاجزاء التی لا یاخذھا البصر وان اللہ علیٰ ذلک لقدیر الخ وقد تقدم تمامہ فی
المقدمۃ الثالثۃ اب ذرا آنکھ کھولکر دیکھیے وہ کسے میت کہہ رہے تھے کسکی طرف اعادۂ حیات بقدر احساس
الم مانا کسکے اجزا متفرق ہوگئے کسکے اجزا اتنے باریک ہوگئے کہ نظر کام نہین کرتی ہان وہ کیا ہی جسکے اجزا
مٹی مین ملگئے کیا وہ روح پاک ہی حاشا یہی بدن تو مٹی خاک ہی تو آفتاب کیطرح روشن ہوگیا کہ اسی مردہ حقیقی مین
علما کا کلام ہی جسکی نسبت انکار سماع وافہام ہی و للہ الحجۃ السامیۃ دلیل ۸ انھین کتب مین کریمہ وما انت
بمسمع من فی القبور سے استدلال کیا اور ظاہر کہ من فی القبر نہین مگر بدن خود صاحب تفہیم المسائل نے اسی
بحث مین براہ بدقسمتی خود انھین امام عینی شارح کنز کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا فان قلت
بعد فراغ الملکین من السؤال ما یکون قلت ان کان سعیدا فروحہ فی الجنۃ وان کان شقیا
ففی سجین علیٰ صخرۃ فی الارض السابعۃ یعنے بعد سوال نکیرین سعید کی روح جنت مین رہتی
ہی اور شقی کی سجین مین ساتوین زمین کی ایک چٹان پر تو قبر مین نہین مگر بدن اوسی سے آیت نفی
اسماع فرماتی ہی اور اوسی پر یہ علما نفی سماع دلیل ۹ نیز یہ سب علما قول ام المؤمنین صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دلیل لائے اور انشاء اللہ القریب المجیب عنقریب روشن ہوتا ہی کہ ام المؤمنین
صرف سماع جسمانی کی منکر ہین اور ادراک روحانی کی نسبت مقر دلیل ۱۰ انھین کتب مین اسی مبحث مین
مسائل دو قسم کے ذکر فرمائے ایک مقید بحیات دوسرے شامل حیات وممات فرماتے ہین اگر قسم کھائی
کہ اگر تجھے مارون یا تجھسے بولون یا عورت سے کہا اگر تجھسے صحبت کرون یا تیرا بوسہ لون تو یہ قسمین
اوس مخاطب مرد و زن کی زندگی پر مقتصر رہینگی اور اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے نہلاؤن یا اوٹھاؤن یا
چھوؤن یا بٹھاؤن تو موت وحیات دونون کو شامل ہونگی یہانتک کہ اگر وہ شخص مرگیا اور اسنے

اوسے غسل میت دیا اوسکا جنازہ اوٹھایا اوسی ہاتھ لگایا کفن پہنایا تو حانث ہوگا کافی مین عبارت
منقولہ مائۃ مسائل کی چند سطر بعد ہی ہے بخلاف ان غسلتک او حملتک او مسستک او البستک فانہا
لا تتقید بالحیاۃ لان الغسل یراد بہ التنظیف والتطہیر وذا یتحقق فی المیت الا تری انہ یجب غسل
المیت تطہیرا لہ فکیف ینافیہ ولو صلی علی المیت قبل الغسل لم یجز وبعدہ یجوز ومن صلی حامل میت
لم یغسل لم یجز ولو کان غسیلا جاز والحمل یتحقق بعد الموت قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من حمل
میتا فلیتوضأ والمس للتعظیم او الشفقۃ فیتحقق بعد الموت والالباس للتغطیۃ والمیت محل لہا
دیکھیے وہی کاف ہے وہی خطاب ہے اگر اس سے بدن مراد نہوتا تو ان حلفون مین واجب تھا کہ کبھی حانث
نہو کہ مسائل قسم ثانی مطلقا وہی ہونگے جنھین محض بدن سے تعلق ہے جب بدن مقصود نہین تو اوسے
نہلانا اوٹھانا چھونا پہنانا کیون موجب حنث ہونے لگا اور ایک اسی قسم پر کیا ہے قسم اول مین ضرب
وجماع وبوسہ کیا غیر بدن سے متعلق ہین نسق واحد کے ذکر کیے گئے ہو تمام مسائل مین بدن مراد لینا
اور صرف ایک کو اون سے الگ کر دینا کسقدر دور از کار ہے کاف خطاب بیچوان سب مین مراد ہے وہی کلمات مین
تو لاجرم یقینا قطعا یہ سب خطاب محاورۂ عرف حلف سب متعلق بدن ہی ہین اور فارق وہی
جلیل وجمیل جو بتوفیق اللہ تعالی ہمنے ذکر کیا کہ ضرب مین درد کلام مین فہم بوسہ مین لذت جماع مین
قضائے شہوت درکار ہے اور یہ امور بدن کو ان صفات پر مقصور کہ بتبعیت روح اوسے حاصل ہوتی
ہین لہذا بعد موت جسم خالی اونھین کافی نہین بخلاف غسل وحمل ومس والباس کہ صرف صفات اصلیہ بدن کے
طالب ہین تو اونمین حیات وموت یکسان ودلیل ۱۱ ان ائمہ کرام وعلمائے اعلام کا یہ کلام ارواح
موتی پر حمل کرنا صراحۃً باطل وتوجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل ہے اونکے کلمات عالیات ہزار زبان اس سے
تحاشی فرما رہے ہین شواہد سنیے شاہد (۱) امام اجل ابو البرکات نسفی قدس سرہ کا ارشاد اسی کافی شرح
وافی سے ابھی گزرا کہ روح مین نہین مرتین (۲) خود عقائد کی کتاب مین ارشاد فرمایا کہ روح مین مرگ سے کچھ
تغیر نہین آتا کیا وہ اسی روح کو کہینگے کہ مرگئی فہم وادراک کی قابل نرہی یہ کچھ ہوا اور تغیر نہ آیا وائے جہالت
شاہد (۳) یہی امام اجل الہمام اور ایک یہی کیا تمام علمائے اعلام زیارت قبور مین [illegible]

سلام اور اونسے خطاب وکلام تسلیم فرماتی اور اسے سنت بتاتی ہین فتح القدیر مین ہے یکرہ النوم
عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولی وکل مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء
عندہا قائما کما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام
علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسأل اللہ لی ولکم العافیۃ فصل یازدہم
مین گزرا کہ یہ سلام وکلام ضرور دلیل سماع وافہام ہین مگر یہ اکابر اعلام معاذ اللہ اتنی تمیز نہ رکھتے تھے
کہ اینٹون پتھرون سے سلام وکلام کیا معنے شاہد (۴) یوہین جسنے زیارت حضرات شیخین کریمین
رضی اللہ تعالی عنہما ذکر کی بالاتفاق انسے علاوہ سلام خطاب وکلام تعلیم بھی کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا
کہ مواجہہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اتنا ہٹے کہ صدیق کے مواجہے مین
آجائے اوسوقت انسے یون عرض کرے پھر اونکے مواجہہ سے اتنا ہٹے کہ فاروق کے مواجہے مین آجائے
اوسوقت انسے یون گزارش کرے اگر معاذ اللہ یہ سلام وکلام محض از قبیل اے باد صبا اینہمہ آوردۂ
تست تھا تو ہٹ ہٹ کر مواجہہ مین آنیکی کیا حاجت تھی۔ ہٹ دھرم بے انصاف کی کہتے نہین
مگر ذی عقل منصف تو قطعا ان تعلیمات سے یہی سمجھتا ہے کہ یہ سلام وکلام ضرور حقیقی ہے اور مواجہے
سے مقصود پیش نظر آنا اسی فتح القدیر مین ہے ثم یتأخر عن یمینہ قدر ذراع فیسلم علی ابی بکر رضی اللہ
تعالی عنہ فان راسہ حیال منکب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فیقول السلام علیک یا خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وثانیہ فی الغار ابا بکر الصدیق جزاک اللہ عن امۃ محمد
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خیرا ثم یتأخر کذلک قدر ذراع فیسلم علی عمر رضی اللہ تعالی عنہ
لان راسہ من الصدیق کراس الصدیق من النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فیقول السلام علیک یا امیر المومنین
عمر الفاروق والذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ من امۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خیرا
شاہد (۵) چلے کہان کو انہین امام ابن الہمام کا وہ ارشاد ہدایت بنیاد جگر شگاف وہابیہ والحاد
سنیے کہ سارا انکاری مذہب پر مردنی چھاجائے اموات کو پتھر سمجھنے پر حجارۃ من سجیل کا پتھراو
ہے اسی فتح القدیر کے آخر کتاب الحج مین فرماتی ہین یاتی القبر الشریف ویستقبل جدارہ ویستدبر

القبلة وما عن ابی اللیث یقف مستقبل القبلة مردود بما روی ابوحنیفة رضی الله تعالے
عنه فی مسنده عن ابی عمر رضی الله تعالی عنهما قال من السنة ان تأتی قبر النبی صلی الله تعالے
علیه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرك الی القبلة وتستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلام
علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته الا ان یحمل علی نوع ما من الاستقبال وذلك انه صلی الله
تعالی علیه وسلم فی القبر الشریف المکرم علی شقه الایمن مستقبل القبلة وقالوا فی زیارة القبور
مطلقا الاولی ان یاتی الزائر من قبل رجل المتوفی لا من قبل راسه فانه اتعب لبصر المیت بخلاف
الاول لانه یکون مقابل بصره لان بصره ناظر الی جهة قدمیه اذا کان علی جنبه فعلی هذا تکون القبلة عن
یسار الواقف من جهة قدمیه صلے الله تعالی علیه وسلم بخلاف ما اذا کان من جهة
وجهه الکریم فاذا اکثر الاستقبال الیه صلی الله تعالی علیه وسلم لا کل الاستقبال
یکون استدباره القبلة اکثر من اخذه الی جهتها فیصدق الاستدبار ونوع من
الاستقبال الخ یعنے مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہو
روضہ اقدس کیطرف موُنھ اور قبلے کو پیٹھ کرے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے نقل کیا گیا کہ قبلہ کو منہ کرے
کھڑا ہو مردود ہے اوس حدیث سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی مسند میں حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ سنت یون ہے کہ مزار اقدس کو حضور
قبلہ کیطرف سے آئے قبلے کو پشت اور قبر انور کیطرف موُنھ کرے پھر عرض رسا ہو سلام حضور پر
اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اوسکی برکتین۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ ایک گونہ قبلے کیطرف ہونا مراد
لین اسلیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبر منور مین دہنی کروٹ پر قبلہ رو تشریف
فرما ہین اور علمائے کرام نے عام قبرون کی زیارت مین حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہیے میت کی
پائینتی کی طرف سے آئے نہ سرہانے کی جانب سے کہ اسمین مردے کی نگاہ کو تکلیف ہوتی ہے
بخلاف پہلی صورت کے کہ یون آنیوالا میت کی نگاہ کے سامنے ہوگا اسلیے کہ میت جب
کروٹ سے ہو تو اوسکی نظر اپنے پاؤن کیطرف ہے تو اس تقدیر پر جب حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

کے پاؤن کیطرف سے حاضر ہوگا قبلہ اسکے بائین ہاتھ کو رہیگا زیادہ رخ جانب قبر انور ہوگا اور
ایک گوشہ جانب قبلہ تو پشت بقبلہ بھی ہوا اور ایک گونہ قبلہ کیطرف جھکا ہونا بھی صادق آیا
اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد ایمان سے کہنا یہی وہ علما ہین جو میت کو پتھر بے حس بے ادراک
بتا رہے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون پھر امام ممدوح یہ صرف اپنا ارشاد نہین فرماتے بلکہ ہمارے
علمائے کرام سے نقل فرما رہے ہین خدا کی شان یہی وہ مشایخ حنفیہ ہین کہ سماع روح کا انکار
جنکے سر باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق انصاف بخشے آمین شاہد (۶) یہی امام عینی شارح کنز
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت مین فرماتے
ہین الروح جوهر لطیف نورانی مدرک للجزئیات والکلیات غنی عن الاغتذاء بری
عن التحلل والنماء ولهذا یبقی بعد فناء البدن اذ لیست له حاجة الی البدن ومثل هذا
الجوهر لا یکون من عالم العنصر بل من عالم الملکوت فمن شأنه ان لا یضره خلل البدن
ویلتذ بما یلائمه ویتألم بما ینافیه والدلیل علی ذلک قوله تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا
فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم الآیة وقوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا
وضع المیت علی نعشه رفرف روحه فوق نعشه ویقول یا اهلی ویا ولدی روح ایک
جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم وسمع وبصر وغیرہا تمام ادراکات رکھتی ہے کھانے پینے سے بے نیاز
گھٹنے بڑھنے سے بری ہے اسی لیے فنائے بدن کے بعد باقی رہتی ہے کہ اوسے بدن کیطرف
اصلا احتیاج نہین ایسا جوہر عالم آب وگل سے نہین ہوتا بلکہ عالم ملکوت سے تو اوسکی شان
یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر ہونا اوسے کچھ نقصان نہ پہنچائے جو بات موافق ہو اوس سے لذت
پائے جو مخالف ہو اوس سے درد پہنچے اور اسپر دلیل اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ جو راہ خدا مین
مارے گئے ہرگز اونھین مردہ نہ جانیو بلکہ وہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس اور نبی صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی حدیث کہ جب مردہ نعش پر رکھا جاتا ہے اوسکی روح بالائے نعش پر افشان
رہتی ہے اور کہتی ہے اے میری گھر والو اے میرے بچو للہ انصاف اگر روح بعد موت معطل

اور اوسکا فہم و ادراک مختل ہو تو یہ کیونکر صحیح ہوتا کہ اوسے بدن کی حاجت نہین خلل بدن سے کچھ
مضرت نہین بھلا روح تو بیکار و جماد ہوئی یہ رب کے پاس زندہ کون ہے یہ نعش پر جلوہ افگن و نوازن
کون ہے (۷) یہی امام محمود اسی عمدہ مین اس حدیث کے نیچے کہ میت کو اپنے اہل کے رونے سے عذاب
ہوتا ہے امام اجل ابو زکریا نووی سے نقل فرماتے ہین حکی عن طائفۃ ان معناہ انہ یعذب بسماع بکاء
اھلہ علیہ ویرق لھم قال والی ھذا ذھب محمد بن جریر الطبری وغیرہ قال القاضی عیاض وھو
اولی الاقوال واحتجوا بحدیث فیہ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم زجر امرأۃ عن البکاء
علی ابنھا وقال ان احدکم اذا بکی استعبر لہ صویحبہ فیا عباد اللہ لا تعذبوا اخوانکم یعنی امام ممدوح
نے ایک جماعت علما سے نقل فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہین کہ لوگ جو مردے پر روتے ہین مردے کو
اونکا رونا سنکر صدمہ ہوتا اور اونکے لیے اوسکا دل کڑھتا ہے امام نے فرمایا محمد بن جریر طبری وغیرہ
اسیطرف گئے امام قاضی عیاض نے فرمایا یہ سب قولون سے بہتر ہے اور اسپر ایک حدیث دلیل
لائے کہ ایک بی بی اپنے بیٹے پر رو رہی تھین نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اونھین منع کیا اور فرمایا
جب تم مین کوئی روتا ہے تو اوسکے رونے پر مردے کے بھی آنسو نکل آتے ہین تو اے خدا کے بندو
اپنے بھائیون کو تکلیف نہ دو یہ تو ان ائمہ سے نقل تھی اور اس سے پہلے خود امام عینی فرما چکے
ہین اما تصور البکاء من المیت فقد ورد فی حدیث ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان
احدکم اذا بکی استعبر لہ صویحبہ فالمراد بصویحبہ المیت یعنی میت کا رونا متصور ہے کہ ایک
حدیث مین آیا ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین کوئی روتا ہے تو اوسکا ساتھی مردہ بھی
رونے لگتا ہے لِلّٰہ انصاف یہی علما ہین جو امداح موتی کی سماع و فہم سے انکار رکھتے ہین فائدہ
یہ بی بی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہین اور یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ و طبرانی نے
اونسے روایت کی وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مین حاضر تھین ناگاہ
ایک بیٹے کو یاد کر کے رو دین حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا مین
زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک کرو اور مرنے پیچھے ایذا دو فو الذی نفس محمد بیدہ ان

احدکم لیہ کی نیت سے عبث صونجیہ فیا عباد اللہ لاتعذبوا موتاکم قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین
محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے رونے پر تمہارا مردہ رونے لگتا ہے تو اے خدا کے بندو
اپنی اموات کو عذاب نکرو شاہد (۸)۔ علامہ شرنبلالی نے غنیۃ ذوی الاحکام مین
قول درر لایلام لایتحقق فی المیت وکذا الکلام لان المقصود بہذا الافہام والموت ینافیہ پر
تقریر کی اور خود فرمایا الاصل فیہ ان کل فعل یلذ ویولم ویغم ویسر یقع علی الحیاۃ دون الممات
اور قول ۳۳ مین انکار شاد بحوالہ حضرت استاد سن چکے کہ مردون کو جوتون کی چپل سے اذیت ہوتی
ہے (۹) قول ۱۵ دیکھو کہ گھاس اور پیڑ کی تسبیح سے مردے کا جی بہلتا ہے تبئیہ فتاوی
قاضیخان وامداد الفتاح ومراقی الفلاح علامہ شرنبلالی وغیرہا مین مقبرون سے درخت وگیاہ
سبز کاٹنے کی کراہت پر دلیل مذکور قائم فرمائی اور جس عاقل غیر ماؤف الدماغ کے سامنے
ان الفاظ کو بیان کیجیے کہ فلان کی تسبیح سے فلان کا جی بہلا اوسکا ذہن قطعاً اسی طرف جائیگا
کہ اوسنے اوسکی تسبیح سنی اور اوس سے انس ملا بداہت عقل شاہد ہے کہ کسی شے سے انس پانیکو
اطلاع ضرور اور تسبیح جنس کلام سے ہے جبپر اطلاع بطور سماع تو یہ کلام علی صراحۃ سماع
موتی کی دلیل صاف ہے بلکہ اس درجہ قوت قویہ سمع کی جو عامہ احیا کو حاصل نہین کما نبہنا
علیہ سالفا تو صاحب تفہیم المسائل کا خبط کہ اس کلام کو ہرگز مطلب سے آشنائی نہین پھر کہا
باید دید کہ این عبارت را از سماعت موتی چہ مناسبت محض نافہمی وجہالت ہے ہان بحمد اللہ تعالی
اس تذییل جلیل نے شمس وامس کیطرح روشن کر دیا کہ اوسکے مقتدا صاحب مائۃ مسائل کا
اون عبارات خمس سے استدلال کرنا اور اوسکی تایید مین اس وہابی جدید کا اوسی طرح کی اور
عبارات نقل کر کے اوراق بھرنا سب مطلب سے ناآشنا اور مورد نزاع سے محض بیگانہ تھا و للہ الحمد
شاہد ۱ تا ۱۲ ایوہین سید علامہ ابو السعود ازہری صاحب فتح اللہ المعین وسید علامہ
طحطاوی وسید علامہ شامی محشیان درّ نے در بارۂ ہین وہی تقریرات ذکر کین اور
سب حضرات نے تسبیح گیاہ سے میت کو انس ملنا ذکر فرمایا کما تقدم (۱۳ و ۱۴) سید ین

اخیرین نے تصریح فرمائی کہ انسان جو قبر کے پاس ذکر الٰہی کرے اوس سے میت کا جی بہلتا ہے دیکھو
قول ۴۷ و ۴۹ و ۵۰ (۱۶) یونہین دونون حضرات نے فرمایا کہ مقابر مین پیشاب کرنے سے زندون
کیطرح مردے کو بھی ایذا ہوتی ہے دیکھو قول ۳۸ و ۳۹ (۱۷) علامہ طحطاوی نے تقریر فرمائی
کہ اموات کو جوتون کی پہچل سے اذیت ہوتی ہے دیکھو قول ۳۴ (۱۸ تا ۲۰) سید علامہ حلبی
محشی درر بھی اس تقریر مین شریک ہین اور احراق حیوانات بعد ذبح پر وہ شبہہ فرمایا
کہ میت کو ایذائے خارج سے درد پہنچنا ثابت ہے سیدین اخیرین نے جواب دیا کہ یہ بنی
آدم مین ہے دیکھو تذییل زیر قول ۴۰ (۲۱) قول ۲۷ مین علامہ شامی کا امام شافعی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے وہ نقل فرمانا دیکھو کہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز مین
بسم اللہ شریف آواز سے نہ پڑھی (۲۲) قول ۴۶ میت کے سرہانے سے نہ آئے کہ اوسکی
نگاہ کو تکلیف ہوگی پائنتی سے آئے کہ میت کے پیش نظر ہوگا (۲۳) تکمیل جمیل مین علامہ زیادی
و داودی و اجہوری سے علامہ شامی کا وہ نقل کرنا دیکھو کہ گمی چیز کے ملنے کے لیے بلندی پر جاکر
حضرت سیدی احمد بن علوان کو ندا کرے (۲۴) علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح مین
قبور پر سلام ذکر کر کے فرمایا حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شناسا قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے
مردہ اوسے پہچانتا اور جواب دیتا ہے حیث قال واخرج ابن عبد البر فی الاستذکار والتمہید
بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ
السلام (۲۵) الخیین کا قول ۸۲ دیکھو کہ اموات زائرون کا سلام سنتے جواب دیتے اونسے
انس پاتے ہین پھر فرمایا اسمین نہ شہیدون کی خصوصیت نہ کسی وقت کی قید۔ خدارا انصاف
یہ علما سماع روح کے منکر ہونگے حاشا للہ حاشا للہ ولکن الوہابیۃ قوم یعتدون یہ پچیس
شاہد ہین اور پچیس سو ممکن۔ مگر علما اپنا لکھا خود نہ سمجھتے تھے لاجرم قطعاً یقیناً وہ ارواح
موتی کیلیے سمع وبصر وعلم وفہم مانتے اور بدن مردہ کو جبتک مردہ رہے ان صفات سے معزول

جانتے ہین یہی بعینہ ہمارا مذہب اور یہی عبارات علما کا مطلب والحمد للہ رب العالمین ولیسل لہا
اگر یہ کلام مشائخ کرام روح پر محمول ہو تو وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہون جنسے رہائی ناممکن الحصول
ہو مثلاً اولاً احادیث بہت سا ہ تک اونھین بارہ احادیث عظیمہ صحیحہ خفق نعال و قلیب بدر سے
ایراد جلیل اور ادعائے تخصیص وقت سوال قبر یا خصوصیت کفار مقتولین بدر باطل و بے دلیل
کما سمعت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین فرمایا یردہ ان الاختصاص لا یصح الا بدلیل وھو مفقود
ھھنا بل السوال والجواب ینافیانہ ثانیاً یہان خصوصیت سہی اور جو احادیث کثیرہ عموماً
و مطلقاً اموات کے علم و سمع و بصر و ادراک و معرفت مین وارد ہین اونسے کیا جواب ہوگا
مرقاۃ مین ہے مع ان ما ورد من السلام علی الموتی یرد علی التخصیص باول احوال الدفن ثالثاً
بہت اچھا جب ابتدائے دفن مین تم خود سماع کے قائل یہانتک کہ کلام لا یُعقل متکلم لا یعقل
اعنی تفہیم المسائل بھی معترف و قائل حیث قال در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند تو
اُسوقت کلام کرنے سے کیون حنث نہین ہوتا کہ اب تو سمع و فہم سب کچھ حاصل جسطرح انھین
امام ابن الہمام نے دربارۂ تلقین منکرین پر اعتراض کیا کہ الا انہ علی ھذا ینبغی التلقین بعد
الموت لانہ یکون حین ارجاع الروح یہ اعتراضات اس تقدیر باطل یعنی انکار سماع ارواح
پر اصلاً ہے اس کلام مشائخ کو باطل و از بیخ کندہ کرتے ہین بخلاف اوس تقدیر حق کے کہ صرف سماع
جسم سے انکار مراد ہے اب انھین اصلاً کچھ وارد نہین ہوتا **فاقول** وباللہ التوفیق تقریر
کلام مشائخ اعلام یہ ہے کہ مبنائے ایمان عرف پر ہے اور خطابات عرفیہ متعلق بدن مگر کلام ابی سمع
و فہم نا متصور لا جرم یہ قسم حالت حیات پر مقصور اور جسم خالی معزول و مہجور کہ بعد فراق روح
بدن مردہ ہے اور اوسکے حواس و مشاعر باطل و افسردہ عذاب قبر اگرچہ روح و بدن دونون پر
ہے مگر اوسکے لیے بدن کو ایک نوع حیات تازہ بقدر ادراک الم دیجاتی ہے ورنہ موت تو اسکے
احساس و ادراک کے بھی منافی ہے پھر اوس حیات کا استمرار بھی ضرور نہین احادیث کثیرہ
کہ سمع و بصر و فہم و ادراک و معرفت اموات پر ناطق ہین ضرور صادق ہین اونمین مراد ارواح موتی

تقریر کلام مشائخ اعلام

ہین کہ ادراک حقیقۃً روح ہی کا کام ہے اور اوسکے لیے موت نہین نہ موت بدن سے اوسمین
تغیر آئے البتہ احادیث خفق نعال ضرور سمع جسمانی بتاتی ہین قطع نظر اس سے کہ لفظ میت
بدن ہی مین حقیقت اونمین صراحۃً اذا وضع فی قبرہ ارشاد ہوا اور قبر مین رکھا جانا بدن
ہی کی شان ہے مگر یہ بھی بوجہ مذکور ہم پر وارد نہین کہ اوس وقت بغرض سوال بدن کی طرف
اعادۂ حیات ہوتا ہے تو سماع حی کیلیے ثابت ہوا نہ میت کے اور احادیث قلیب اگرچہ
حیات معادہ للسوال سے جدا ہین کہ اول تو کافر مجاہر سے سوال ہونے مین کلام ہے
امام ابو عمر ابن عبد البر نے فرمایا سوال یا مؤمن سے ہوگا یا منافق سے کہ بظاہر مسلمان
بنتا تھا بخلاف کافر ظاہر کہ اوس سے سوال نہین امام جلیل جلال سیوطی نے فرمایا ھو
الارجح ولا اقول سواہ اھ نقلہ فی رد المحتار شرح الصدور مین اسکی تایید کرکے فرماتے
ہین وفی اخر حدیث ابی ہریرۃ رضی عند الطبرانی من قول حماد وابی عمر الضریر مایصرح
بذلک اور اگر سوال مانیے بھی تو اوسکا وقت ابتدائے وضع و دفن ہے یہان حضور
اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اون ناپاک لاشون سے وہ گندہ کوآن پٹ جانیکے
تین دن بعد وہان تشریف لیجاکر مخاطب ہوئے تھے صحیح مسلم کی روایت حدیث
۲۸ مین گزری اور صحیح بخاری شریف مین ہے عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان
نبی اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امر یوم بدر باربعۃ وعشرین رجلا من صنادید
قریش فقذفوا فی طوی من اطواء بدر خبیث مخبث وکان اذا ظہر علی قوم اقام بالعرصۃ
ثلث لیال فلما کان ببدر الیوم الثالث امر براحلتہ فشد علیہا رحلہا ثم مشی و تبعہ
اصحابہ وقالوا ما نری ینطلق الا لبعض حاجتہ حتی قام علی شفۃ الرکی فجعل ینادیہم
باسمائہم واسماء ابائہم یا فلان بن فلان ویا فلان بن فلان ایسرکم انکم اطعتم اللہ
ورسولہ فانا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا قال فقال عمر
رضی اللہ تعالی عنہ یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لہا فقال رسول اللہ

صلے اللہ تعالی علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم قال قتادۃ احیاھم اللہ حتی اسمعھم قولہ توبیخا و تصغیرا و نقمۃ و حسرۃ وندما اوحدیث مذکور نص صریح ہے کہ اون کافرون نے گوش بدن ہی سے سنا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی حضور کیا کلام فرماتے ہین اون بدلون سے جنمین روح نہین اسی کے جواب مین ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم تم اونسے زیادہ نہین سنتے تو صاف ثابت ہوا کہ سماع جسمانی ہی واقع ہوا مگر جبکہ روح کا جسم سے فراق یقینا معلوم اور بے عود حیات سماع جسم خالی قطعا معدوم تو ان کافرون کے لیے تین دن بعد پھر عود زندگی ماننے سے چارہ نہین اور یہ ظاہر کہ یہ امر عموما نہین ہوتا ناچار بالخصوص حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے اعجاز سے ان ملاعنہ کو زیادت حسرت وندامت وعذاب اذیت ہونیکے لیے واقع ہوا کہ روح وبدن دونون کا اشتراک تنہا روح کی ادراک سے اشد و سخت تر ہے والہذا قتادہ نے کہا اللہ تعالی نے اونکی حسرت وتوبیخ وتذلیل کیلیے اعادۂ حیات فرما کر سنوایا۔ بالجملہ جو احادیث سماع جسمانی مین نص ہین اون مین تخصیص وقت یا بعض اموات خود بسبیل واضح ہے اور جو ایسی نہین وہ راسا غیر وارد کہ سماع روح تو آپ ہی خود ثابت ولائح ہے۔ بحمد اللہ یہان سے روشن ہوا کہ صاحب تفہیم المسائل کا خبط

بے ربط کہ ہرچند مبنی ایمان برعرف است مگر مقصود فقہا از نفی سماع درین مقام نفی سماع عرفی وحقیقی ہر دو ست زیرا کہ فقہا نفی سماع مطلق کردہ اند نہ بتقیید عرف واگر نفی صرف سماع عرفی نہ حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر و توجیہ کردن دیگر وقائع کہ بر سماع موتی دال است نبود فھل ھذا الا توجیہ بما لا یرضی بہ قائلہ محض نافہمی وجہل فاضح ہے فاقول اولا یہان عرفی وحقیقی متغایر نہین اوپر واضح ہو چکا کہ یہی ادراک اصوات بآلات جسمانیہ ہی حقیقت لغویہ اور یہی متعارف ہے اور وہ معنی جو وقت اضافت سمع بروح مجرد یا بحضرت عزت مراد ہوتے ہین محل یمین مین اونکا احتمال ہی نہ تھا کہ اطلاق نفی

جواب تفہیم المسائل

اونھین بھی شامل ہوتا ثانیًا مشایخ کرام نے جن وقائع کی توجیہ فرمائی وہ سماع جسمانی پر دال تھے اونکی توجیہ کی ضرور حاجت تھی اس سے سماع روح کا انکار سمجھ لینا تمھاری خوش فہمی ہی ثالثًا توجیہ عذاب قبر کی بھی ایک ہی کہی۔ ذی ہوش کو نافع و مضر مین تمیز تک کی لیاقت نہین مگر تصحیح المسائل کے مقابل آنا ضرور ع ماذا اخاضك یا مغرور فی الخطر؛ حتی ھلکت فلیت النمل لم تطر؛ عقلمند یہ بھی دیکھا کہ وہ توجیہ کیا کی ہے اور اوس سے روح مین کلام نکلتا ہے یا صاف بدن مین گفتگو ہونا منجلی ہے دلیل ہفتم کو گزرے ابھی دیر ہوئی اوسے ملاحظہ کیجیے اور صاحب تفہیم کی فہم سقیم کی داد دیجیے رابعًا کاش اس بطور خویش جاد شونده نابینا و ناشنونده پیچے اس تحریر سے پہلے مرجانے والے تفہیم نگار زندہ کو زمانہ مہلت دیتا کہ ہمارے کلام مین دلیل یازدہم اور اوسکے پچیس شواہد کو آنکھوں دیکھتا کانون سنتا اوسوقت کھلتا کہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کا ارتکاب کسنے کیا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب رہا یہ کہ جب ابتدائے دفن مین سماع مسلم تو اوسوقت حنث کیون نہین اقول ہان یون نہین کہ حلف مین مقتضی حیات مخاطب ہے اور نفس روح سے متعلق نہ تھی اگر اوس سے تعلق ہوتا تو اوسکی حیات و ادراکات تو مستمرہ ہین ضرور حنث ہوتا فان العرض و الکان لا یبقی زمانین لکنہ ما دام مستمرا بتجدد الامثال بعد شیئا واحدا باطباق اللغۃ والعرف والشرع بخلاف بدن کہ اوسکی حیات زائل ہو کر اب حیات جدیدہ اسوقت ملی ہے اور وہ حیات اولی کی غیر ہے تو جس حیات سے یمین متعلق تھی منقطع ہو چکی اور حنث کی گنجائش نہ رہی یہی امام ابن الہمام اسی فتح القدیر مین فرماتی ہین الحیاۃ المعادۃ غیر الحیاۃ المحلوف علی اخذہ فیہا وقد و صوھی الحیاۃ القائمۃ حالۃ الحلف لان تلك عرض تلاشی لا یمکن اعادتہا بعینہا وان اعیدت الروح فان الحیاۃ غیر الروح لانہ امر لازم للروح فیمالہ روح **تنبیہ جلیل** الحمد للہ جسطرح اس تقریر سے واضح ہوا کہ ہمارے مشایخ کرام باتباع احادیث صحیحہ اون عامیانہ اوہام حجاب و حائل خشت

دنگل قبر کو مہمل و ناقابل التفات جانتے ہین کہ میت مدفون کے لیے وقت اعادۂ روح ایسی خفی آوازہائے بیرونی کا سماع ثابت مانتے ہین یوہین یہ بھی لائح ہوا کہ یہان سماع جسمانی سے مانع یہی موت تھی والہٰذا جسوقت جسم کو ایک نوع حیات ملی سماع اصوات کی راہ کھلی تو ظاہر کہ روح کہ بالاجماع ہمیشہ زندہ دستمر و بحال نامتغیر ہے اوسکا سماع عادۃ دائم رہے کہ مصحح موجود اور مانع مفقود اب کھلا کہ مشائخ کرام کی یہ بحث و کلام فقط مذہب منکرین سے بیگانہ ہی نہ تھی بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ صراحۃً اوسکا رد ہین اس تحقیق انیق کے بعد صاحب تفہیم المسائل کا مزاج پوچھیے کہ آپ کی اس خوش فہمی و قوت وہمی نے کہ در فتح القدیر نوشتہ کہ بنائے منع تلقین نزد اکثر مشائخ ما بر عدم سماع موتی است و در آخر گفتہ کہ طائفہ مشائخ در حدیث تلقین قائل بحقیقت بدین وجہ شدہ اند کہ وقت تلقین بمقام ارجاع روح است برائے سوال و جواب واین وقت موتی را بجہت عود روح سماع حاصل است پس این طائفہ ہم منکر سماع موتی است و در وقت سوال و جواب ہمہ قائل سماع اند درین صورت از عبارت فتح القدیر معلوم میشود کہ مذہب ہمہ فقہا انکار سماع موتی است کیسا حکم تیر بازگشت پیدا کیا یہ تو اسی عقلمند کے کلام سے واضح ہوا کہ وہ میت جسکے لیے فقہا سماع نہین مانتے بدن ہی ہی ذرا ہوش مین آکر بتا ناکہ عود روح کس مین ہوتا ہے پھر یہ پوچھیے کہ ای ذی ہوش وہ روح جسکے ادنیٰ عود سے ہیئت خاک اتنے حجابون حائلون مین بالاتفاق سمیع ہو جاتا ہے وہ خود کہ حجاب و حائل سے منزہ اور ہمیشہ زندہ ہے کیون نہ بالاتفاق دائماً شنوا و بینا ہوگی اب یاد کیجیے امام ابن الحاج کا ارشاد مذکور قول ۵ کہ اولیائے احیا نور خدا سے دیکھتے ہین اور نور خدا کو کچھ حاجب نہین پھر اموات کا کیا کہنا اور شاہ عبد العزیز صاحب کا مقال ۷ کہ روح کے آگے مکان دور و نزدیک یکسان ہے جس طرح نظر کو تین میں آسمان بربن کی ستارے دکھتی ہے وغیر ذلک اقوال کثیرہ مذکورہ دیکھ ظالم حجت الٰہی یون قائم ہوتی ہے ہان یہ باقی رہا کہ ادراک روح کیلیے جسم شرط ملتے یہ اوپر واضح ہو چکا کہ اوسکے کون قائل

ہین معتزلہ وغیرہم ایہام آگے تم جانو اور تمہارا کام یہی بحمد اللہ تقریر وتفسیر وتحریر وتنویر
اوس کلام حضرات مشایخ کرام کی جسے مخالف اپنا کمال موافق جانکر اہل حق سے اوجھتے
اور موافق بگمان تخالف مشکل معضل سمجھتے۔ اہل بدعت اپنی سپر وپناہ ٹھہراکر آسمان
ناز پر ٹوپیان اوچھالتے اور اصحاب سنت بظاہر مخالف عقیدۂ صادقہ پاکر سلاح معارضہ
ومناقضہ سنبھالتے اب بعون عزیز مقتدر عز جلالہ روشن ہوگیا کہ امر بالکل بالعکس ہے
وہ کلام ہدایت نظام سراپا عقیدۂ اہلسنت کے مطابق اور مذہب مخالف کا رد وعکس ہے
بحمد اللہ تعالی اب مخالف دیکھے کہ اوسکے شوشے قعر عدم کے کس گوشے مین گئے یہ موافق
نہ صرف موافق ہر ذی عقل منصف دیکھے کہ بفضلہ تعالی اس تقریر منیر سے کیا کیا فائدے
حاصل ہوئے فائدہ (۱) کلام مشایخ بحمد اللہ تعالی ہرگز عقیدۂ اہل سنت کی مخالف نہین
فائدہ (۲) نہ عیاذاً باللہ کسی حدیث مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے خلاف
فائدہ (۳) نہ تصریحات ائمہ مین اصلا تعارض فائدہ (۴) نہ خود ان علما کے
کلام مین کہین بوئے تناقض فائدہ (۵) نہ وہ اس مسئلہ مین اپنے ہی اصل
مقرر یعنی بنا علی العرف سے جدا چلے بلکہ اوسی جڑ سے یہ پودے کھلے فائدہ (۶)
نہ وہ ہرگز کسی تخصیص بے دلیل کے مرتکب ہوئے فائدہ (۷) نہ اونکی اس دلیل پر
زنہار کوئی نقض وارد نہ تفریع وتاصیل پر کچھ الزام عائد غرض یہ سب اور دیگر مقامات
مین اونکے کلمات اور باقی ائمہ کے نصوص وتصریحات اور احادیث وآثار کے عالی ارشادات
بحمد اللہ تعالی سب متفق ومنتظم ہین اور ایک دوسرے سے متناسب وملتئم۔ اور اس تقریر معقول
مستنیر ومصقول واجب القبول کو نہ مانیے تو یہ تمام فوائد منقلب ہوکر انکے مقابل
اتنی ہی ضرر حاصل اور نتیجہ کچھ نہین کہ انجام یہ ٹھہریگا کہ کلام مشایخ طرح طرح سے منقوض
وباطل اور انواع انواع زلزلون سے متزلزل اور آپ ہی اپنی تلوار سے گھائل پھر کیا
کسی استناد کے قابل وہذا کما لا یرضاہ عاقل اب بحمد اللہ تعالی مہر نیمروز وماہ نیم ماہ سے

زیادہ رخشان ودرخشان ہوا کہ بعض کبرائے متاخرین شراح محدثین نے اس باب مین جو تقریرین فرمائین اصل مرام مشایخ کرام پر وارد نہین ہوتے وہ گویا بہ سبیل ارخائے عنان رائحۂ مخالفت مانکر جواب مخالف کی تعلیمین تھین اور واقعی ہمارے ائمہ کرام ومشایخ اعلام کے انظار غامضہ دقیقہ ایسے ہی عالیہ واقع ہوئین کہ بعض اوقات انظار ناظرین متاخرین ماہرین اونکے مرقاۃ مدارج ومعالی معارج تک وصول مین متساہل رہین جیسا کہ خادم ابواب وفصول فقہ واصول پر آشکار ہین یہ بحمد اللہ تعالی حق تحقیق وتحقیق حق ہی جس سے حق حقیق تقبول وتصدیق بکسر ہو متجاوز نہین ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق

الحمد للہ اگر اس تمام کتاب مین اون مقدمات سبعہ کی تمہید وتزیین اور اس جواب علی الصواب کی تحریر وتبیین کے سوا اور کچھ نہوتا تو بفضل عظیم حضرت کریم عم نوالہ اسقدر شافی وکافی ومغنی ووافی تھا ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ٥ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضنہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین والحمد للہ رب العلمین الحمد للہ اس جواب جلیل وجمیل کو بعد اصلا حاجت نہین کہ اور جوابون کی طرف توجہ کرون دلائل نے بفضلہ تعالی یقین قطعی دیدیا ہے کہ بلا شبہہ مراد مشایخ کرام یہی ہی تو اب کیا ضرورت ہی کہ تنزلات کیجیے ارخائے عنان سے مہلتین دیجیے مگر مخالف کو شکایت وحسرت نرہے لہذا جالشگری کو کچھ اور بھی امتداد سہی اسی جواب کے متعلق بعض تنبیہات مفیدہ لکھکر دیگر اجوبہ کیطرف عطف عنان کرون وباللہ التوفیق

تنبیہ اول اقول بعض مسائل مین اہل بدعت اور بعض یا کل اہلسنت متفق ہوتے ہین اور انکے ماخذ حسب اختلاف مذہب مختلف مثلاً حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو نام پاک لیکر ندا کرنی ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے اور وہابیہ تو قاطبۃً شرک کہتے ہین اونکا ماخذ ملوم وہی شرک موہوم اور ہمارے منع کی وجہ آیۂ کریمہ

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً رسول کا پکارنا اپنے مین ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو تو نام پاک لیکر ندا نا جائز ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا خلیفۃ اللہ وغیرہا اوصاف کریمہ کے ساتھ ندا چاہیے یونہین مسئلہ تلقین بعد دفن کو جمہور معتزلہ تو منع کیا ہی چاہین کہ ان سنگساروں کے نزدیک اموات کی روح و بدن سب اینٹ پتھر ہین ولہذا وہ سفہا عذاب قبر و سوال نکیرین کے منکر ہین اور حنفیہ مین جمہور مانعین وہی ہین قول ۱۳۱ مین امام زاہد صفار کا ارشاد سن چکے کہ منع تلقین مذہب معتزلہ پر ہے قول ۱۳۴ و ۱۳۵ مین جوہرہ نیرہ و در مختار سے گزرا کہ تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے قول ۱۵۸ مین ہے کہ تلقین نمیکنند و نمیگویند یا ان او بر مذہب اعتزال است کہ گویند میت جماد محض است ولہذا امام ابن الہمام نے اپنا عندیہ بیان فرمایا کہ میرے گمان مین منع تلقین انکار سماع پر مبنی ہے یہ ان جمہور مانعین کے لحاظ سے ضرور صحیح ہے مگر بعض علمائے اہلسنت کہ منع مین شریک ہوئے اونکا ماخذ یہ ہرگز نہین بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہونا کما مر عن سلطان العلماء یا اونکے خیال مین بے فائدہ ٹھہرنا کہ ایمان یہ گیا تو کیا حاجت ورنہ کیا منفعت ولہذا امام نسفی نے مسائل ہین مین وہ تصریحات فرمائین مگر انکار تلقین مین ہرگز اوسکا نام نہ لیا بلکہ اوسی عدم فائدہ سے استناد کیا جیسا کہ قول ۱۵۴ و نکتہ جلیلہ مین گزرا و لہذا ملک العلما بحر العلوم عبد العلی محمد نے جب انکار تلقین اختیار کیا اوسپر اسی انعدام نفع سے استظہار اور ساتھ ہی بربنائے انکار سماع انکار ملتنے پر صریح انکار کیا ارکان اربعہ مین فرماتے ہین المیت لا فائدۃ فی تلقینہ اصلا لانہ ان مات مسلما فھو ثابت علی الشھادۃ بالتوحید والرسالۃ فالتلقین لغو وان مات کافرا فلا یفید التلقین لانہ لا ینفعہ الایمان بعد الموت وما قیل ان التلقین لغو لان المیت لا یسمع فھذا باطل فائدہ امام علام شیخ الاسلام نسفی نے جسطرح کافی

مین منع تلقین پر صرف نفی نفع بروجہ مذکور سے استدلال کیا جس سے صاف مترشح کہ وہ
اصل سماع کے منکر نہین ورنہ سرے سے یہی فرمانا تھا کہ تلقین کسے کی جائے
اینٹون پتھرون کو یونہین آیات کریمہ کی تفسیر مین نفی انتفاع و نفی قبول ذکر فرمائی
زیر کریمہ ملئکہ فرمایا شبہ الکفار بالموتی حیث لاینتفعون بمسموعہم زیر کریمہ نمل لما کانوا
لایعون مایسمعون ولابہ ینتفعون شبہوا بالموتی زیر کریمۂ روم دہو لاء فی حکم
الموتی فلا تطیع ان یقبلوا منک مگر صاحب تفہیم المسائل تو اختراع و افترا کے ماہر کامل
صاف لکھ دیا در تفسیر مدارک تحت آیۂ کریمہ والذین کذبوا بایتنا صم بکم می نویسد
المعنی انہم فی حال کفرہم وتکذیبہم لکن لایسمع ولایتکلم فلہذا اشبہ الکفار بالموتی
لان المیت لایسمع ولایتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی الشافعی فی تفسیرہ لباب
التاویل فی معنی التنزیل انتہیٰ اھ مدارک شریف مین اس عبارت کا نشان نہین لطف یہ
کہ اوسمین تفسیر لباب التاویل کا حوالہ نقل کرکے انتہی لکھ دی یعنی یہانتک عبارت
مدارک تھی حالانکہ صاحب مدارک کی وفات ۷۰۱ھ یا ۷۱۰ھ مین علی اختلاف القولین ہے
اور لباب التاویل کی تالیف ۷۲۵ھ مین ختم ہوئی نہ امام اجل نسفی ایسے حوالے کے
عادی اور وہ بھی اپنے کسی ایسے معاصر بلکہ مدرک العصر سے مگر نابینائی جو چاہے کرائے
تنبیہ دوم اقول بحمد اللہ تعالی واضح ہوچکا کہ ہمین بقائے حیات بدن و سماع
جسمانی سے کچھ کام نہ وہ عام لوگون مین ہمارا دعوی نہ ہمارا کوئی مسئلہ اوسپر موقوف
تو اگر بالفرض بدن کے لیے موت مطلق دائم رہتی ہمارا کچھ حرج نہ تھا ورود نصوص
کے سبب ہمنے تنعیم و تعذیب قبر روح و بدن دونون کے لیے مانی اور شہادت
عقل و نقل بدن کے واسطے بھی ایک نوع حیات ہے اس تلذذ و تألم کے لیے لازم
جانی ہان یہ ضرور ہمارا مدعا ہے اور بحمد اللہ دلائل قاہرہ اسپر قائم ہوچکے کہ روح باقی
و مستقر بحال و نامتغیر و سمیع و بصیر اور بدن کے ساتھ اوسکا ایک تعلق ہمیشہ مستمر

کرشمۂ نابینائی تفہیم المسائل

تو جو کچھ بعد فراق بھی بدن کے ساتھ کیا جائے ضرور اُسے دیکھے گی مطلع ہوگی اگر وہ فعل تعظیمی
پسند کریگی یا اہانت ہے ناخوش ہوگی اذیت پائیگی فصول سابقہ اس سب بیان کی متکفل
ہو چکیں تو خارج سے بھی جو ضرب یا صدمہ بدن میت پر واقع ہو اگر بطور استہانت وتحقیر ہی
قطعاً روح کو ایذائے روحانی ہوگی رہا یہ کہ اس سے ایسے اذیت و درد جسمانی بھی لاحق ہوگا یا نہیں
یعنے جسطرح عالم حیات مین بدن پر جو صدمہ آتا بدن اوسے روح تک پہنچاتا کا اکرو واسطہ
بنتا کہ اوسکے تفرق اتصال سے روح کو درد پہنچتا آیا بعد فراق بھی مثل عذاب الٰہی والعیاذ
باللہ تعالی تعذیب بشری سے بھی الم ہوتا ہے یا اسمین درد منتفی اور صرف وہی توہین کی
باعث ناخوشی باقی ظاہر کلام مشایخ کرام جانب دوم ہے ولہٰذا کافی مین فرمایا المیت
لایتألم بضرب بنی آدم وانما ذلك مما یتفرد به اللہ تعالی اور یہی مقتضائے اثر حضرت
عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ ہے اخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما
انہزمت الروم یوم اجنادین انتہوا الی موضع لایعبرہ الا انسان انسان فجعلت
الروم تقاتل علیه فتقدم ہشام بن العاص رضی اللہ تعالی عنه فقاتلهم حتی قتل
ووقع علی تلك الثلمة فسدها فلما انتہی المسلمون الیہا ہابوا ان یوطؤہا الخیل
فقال عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنه ان اللہ قد استشہده ورفع روحه وانما
هو جثة فاوطؤه الخیل ثم اوطأہ هو وتبعه الناس حتی قطعوه امام جلیل جلال الدین
سیوطی فرماتے ہین هذه الآثار لاتدل علی ان الارواح لاتتصل بالابدان بعد الموت
انما تدل علی ان الاجساد لاتتضرر بمایناله من عذاب الناس لها ومن اکل
التراب لها فان عذاب القبر لیس من جنس عذاب الدنیا وانما هو نوع آخر یصل
الی المیت بمشیة اللہ تعالی وقدرته اور ظواہر حدیث و دیگر آثار واخبار واقوال اخیار
جانب اول ہین حدیث ۲۶ مین روایت دارقطنی سے زیادت لفظ فی الالم گزری یعنی
مردہ و زندہ کی ہڈی توڑنی درد مین برابر ہے علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ مین فرماتی ہین جسم

غفیر ذھبوا الی ان المراد ان کسر عظم المیت ککسر عظمہ حیا فی التألم والتاذی جماعت عظیم علما اس طرف گئی کہ مراد حدیث یہ ہو کہ مردے کی ہڈی توڑنی درد وایذا مین ایسی ہی ہے جیسے زندہ کی امام ابو عمر ابن عبد البر و شیخ محقق کا اس باب مین ارشاد قول ۸۰ و ۸۱ مین گزرا او تینون سید علامہ ابراہیم حلبی و احمد مصری و محمد شامی محشیان در کے اقوال اوسکے بعد مذکور ہوئے حدیث ۴۴ مین بروایت صحیح مسلم شریف الغنین عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ سے گزرا اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شنا جب مجھے دفن کرو تو مٹی مجھپر آہستہ آہستہ نرم نرم ڈالنا۔ یہی وصیت حدیث ۳۳ مین علاء بن لجلاج تابعی سے گزری اور دو نین اوسپر شیخ محقق کا قول کہ این اشارت است بآنکہ میت احساس میکند و دردناک میشود بآنچہ دردناک میشود بان زندہ حدیث ۱۶ مین امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ اندلینا شد باللہ غاسلہ الا خففت علی مردہ اپنے نہلانے والے کو قسم دیتا ہے کہ مجھپر آسانی کر نام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اوسکے سر مین زور زور سے کنگھی کیجاتی ہے فرمایا علام تنصون میتکم کس جرم پر اپنے مردے کی پیشانی کے بال کھینچ ہو الامام محمد فی الاثار اخبرنا ابو حنیفۃ رح وعبد الرزاق فی مصنفہ واللفظ لہ قال اخبرنا سفین عن الثوری کلاھما عن حماد بن ابی سلیمان عن ابرھیم النخعی عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا انھا رأت امرأۃ یکدون رأسھا بمشط فقالت علام تنصون میتکم ورواہ محمد ابو عبید القاسم بن سلام و ابراھیم الحربی فی کتابیھما فی غریب الحدیث عن ابرھیم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انھا سئلت عن المیت یسرح رأسہ فقالت علام تنصون میتکم بالجملہ رجحان اسی جانب ہے اور بہر حال اگر الم مانیے تو مسئلہ یمین فی الضرب پر کچھ نقض نہین کہ یہ الم پہنچیگا حیات معاودہ سے اور حلف تھا حیات موجودہ عند الحلف پر کما قدمنا تحقیقہ عن الفتح اور نہ مانیے تو مسئلہ سماع مین کچھ نقض نہین کہ ہمارا کلام روح سے ہے المیت بدن ہونا نہونا یکسان ولہذا امام اجل سیوطی نے بآنکہ اثبات

سماع موتی مین وہ تحقیقات باہرہ قاہرہ رکھتے ہین اس تقریر پر تقریر فرمائی ھکذا اینبغی ان یفہم
ھذا المقام واللہ سبحانہ ولی الانعام وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد
اکرم الکرام والہ وصحبہ الی یوم القیام **جواب دوم** ماناکہ روح ہی مین کلام ہے
مگر کہان سے کہ سمع منفی بمعنی ادراک بتوسط آلات جسمانیہ نہین یون بھی مطلب حاصل
اور تنافی زائل کہ منفی یہ ہے اور مثبت بمعنی انکشاف تام اصوات بروجہ جزئی اس جواب کے
قریب قریب کلام تنزلی حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالی نے مرور فرمایا شرح مشکوۃ مین
فرماتے ہین درینجا سخن دیگر است کہ فرضاً اگر از ثبوت سماع تنزلی کنیم باعتبار آنکہ سماع
بجاسمع میباشد وسمع بجزالی بند خراب شد بگوییم از نفی سماع نفی علم لازم نمی آید وعلم بروح بود کہ
باقیست پس علم بمبصرات ومسموعات حاصل باشد نہ بروجہ ابصار وسمع چنانچہ بعض متکلمان
سمع وبصر الہی تعالی را بعلم مسموعات ومبصرات تاویل کردہ اند الخ **اقول** وباللہ التوفیق
محصل ارشاد مبارک شیخ شیوخ علماء الہند قدس سرہ یہ ہے کہ سمع حقیقۃً بمعنے مطلق
ادراک مخصوص اصوات ہے عام اہین کہ آلات جسمانیہ کا توسط ہو یا نہین ولہذا اللہ
عزوجل کو سمیع ماننے مین کہ عقیدہ ایمانیہ ہے محققین کے نزدیک کوئی تاویل وتجوز نہین
اسلیے ہم قائل سماع حقیقی ارواح مفارقہ ہین اگرچہ موت تعطیل آلات کردے اور اگر
سمع کیلیے یہ معنی نہ بھی مانیے بلکہ توسط آلات ہی سے مخصوص جانیے تو ہم علی سبیل التنزل
کہینگے کہ سمع نہ سہی ادراک تام بروجہ جزئی تو ہے اسیقدر سے ہمارا مدعا حاصل اگرچہ
بنام سمع تعبیر نہ کرین جیسے بعض متکلمین نے سمع وبصر الہی جل وعلا کو یونہین تاویل کیا
اور مقدمہ رابعہ مین تقریر فقیر غفرلہ المولی القدیر یاد کیجیے تو اوسکا مسلک یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالے
نہ ہمین دعوی سمع سے تنزل کی حاجت نہ روح مفارق یا معاذ اللہ حضرت عزت مین ارتکاب
تاویل کی ضرورت سمع کے دونون معنی مقرر ومسلم ہین اور ایک دوسرے کا نافی نہین معنی
آلیت نہ کبھی مراد تھی کہ اب تنزل کرین نہ اس معنے مین اطلاق سمع محصور ہو سکے

جواب دوم

کہ ناچار تاویل و تحمل کرین - خیر یہ طرز بحث کا تنوع تھا اصل سخن کیطرف چلیے **فاقول**
جبکہ سمع کے جسمانی و روحانی دونون معنی اور جسمانی کی نفی مین نہ ہمین ضرر نہ مخالف کو
نفع تو احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب جسمانی ہی کا ارادہ راجح و واضح ہو پر ظاہر کہ ادراک اصوات
کا یہی طریقہ معلومہ معہودہ ہے تو باہمی محاورات عرفیہ مین ذہن اسی طرف تبادر کریگا آخر
نہ دیکھا جب حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد
فرمایا اکثروا علی من الصلاۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علی اوسدن مجھپر درود بہت بھیجو
کہ تمھارے درود مجھپر عرض کیجائینگی صحابہ نے گزارش کی یارسول اللہ وکیف تعرض صلاتنا
علیک وقد ارمت یارسول اللہ یہ کیونکر ہوگا حالانکہ بعد وصال جسم باقی نہین رہتے
فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا
کا جسم کھانا حرام کیا ہے رواہ الامام احمد والدارمی وابوداود والنسائی وابن ماجۃ و
ابن خزیمۃ وابن حبان والدارقطنی والحاکم والبیہقی فی الدعوات الکبیر وابونعیم و
صححہ الاربعۃ السابقون علی الاخیرین وابن دحیۃ وغیرہم وحسنہ عبد الغنی
والمنذری اسی طرح دوسری حدیث مین ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملئکۃ وان احدا لن یصلی
علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منہا جمعہ کے دن مجھپر درود زیادہ بھیجو کہ وہ دن
حضور ملائکہ کا ہے رحمت کے فرشتے اوسدن حاضر ہوتے ہین اور جو مجھپر درود بھیجتا ہی جبتک
بھیجتا رہے اوسکی درود مجھپر پیش کیجاتی ہی ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین قلت
وبعد الموت مین نے عرض کی اور بعد انتقال اقدس کے فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی
الارض ان تاکل اجساد الانبیاء بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کا جسم کھانا حرام
کیا ہے - تتمہ حدیث ہے فنبی اللہ حی یرزق[1] تو اللہ کے نبی زندہ ہین روزی دیے
جاتے ہین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ احمد وابوداود وابن ماجۃ عن ابی الدرداء

[1] [illegible]

رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کرچکنے ہونیکے معنے نہ تھے مگر اطلاع دیجانی اوس سے صحابہ کرام کے ذہن ادراک واطلاع بذریعہ آلات جسمانی ہی کیطرف گئے لہٰذا وہ سوال عرض کیے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات بدن ہی سے جواب دیے۔۔

صاحب تفہیم المسائل کی جہالت کہ یہ حدیثیں ذکر کرکے لکھا درین ہر دو حدیث دلیل ست

برانکہ موتیٰ را سماع نیست وبرانکہ این امر مستقر بود نزد صحابہ چہ ایشان برعرض وسماع درود

بعد موت استعجاب کردہ استفسار نمودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب دادند کہ چون انبیا را حیات

دنیاوی حاصل وجسد ایشان نیز باقی ست لہٰذا محل استبعاد سماع وعرض نیست

اقول اولاً اگر یہ مراد کہ انسے عام لوگون کیلیے بعد موت ادراک جسمانی نہ رہنا مستفاد تو ہمین مسلم اور تمھین کیا مفاد اور ادراک روح کا انکار ماننا اور اسیکو اذہان صحابہ مین مستقر جاننا معاذ اللہ انھین بد مذہب ٹھہرانا اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اوس پر سکوت تقریر وتسلیم بتانا ہے ذی ہوش ذرا اتنا نہ دیکھا کہ صحابہ کرام نے فنائے جسد وبقائے ادراک مین تنافی ظاہر کی اور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی تنافی سے جواب دیا بلکہ نفی منافی سے کہ انبیا کے اجسام بھی زندہ ہین اب یہان ادراک روح مین کلام ہو تو دو ہی صورتین ہین یا تو صحابہ موت جسد سے روح کو بھی مردہ مانتے یا ادراک روح کیلیے بقائے بدن شرط جانتے فصول سابقہ ونیز مباحث قریبہ مین بار بار بتکرار واضح ہو چکا کہ یہ دونون قول اہل بدعت وضالین معتزلہ وغیرہم مخذولین کے ہین قول ۵ مین مقاصد وشرح مقاصد گزرا کہ بدن کو شرط ادراک جاننا اہلسنت کے خلاف معتزلہ کا اعتساف ہے اسیطرح عامہ کتب عقائد وتفسیر کبیر وغیرہا مین تصریح منیر۔ افسوس کہ اپنی بد مذہبی بنانے کیلیے معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عقائد فاسدہ کا معتقد ومظہر اور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اوس پر ساکت ومقر بتاؤ اور دل مین خوف خدا نہ لاؤ **ثانیاً** کیا خوب مین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صرف سکوت بتانا کہہ رہا ہون وصراحۃً

جہالت تفہیم المسائل

قول ۴

کلام اقدس کے معنے بتاچکا کہ ازانجاکہ انبیا کے اجسام باقی ہین لہذا سننے مین استبعاد
نہین کیا ظلم ہے کہ صاف صاف رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو ادراک روح کیلیے
بقاے جسم کا شرط ماننے والا بتاؤ بدمذہبی کی بلا سے بچاے **ثالثا** طرفہ یہ کہ یہان پیشی درود
بذریعہ ملک کہ مقصود حدیث دوم مین شہود ملائکہ کی تصریح موجود اور خود اسکے ترجمے مین لکھا
گفت ابو درداء گفتم بطریق استفہام واستبعاد کہ پس از موت نیز عرض میکنند ذرا اس میکنند
کا مرجع تو بولیے مگر اذہان صحابہ مین فنا وخرابی بدن کے بعد روح کی بے ادراکی تمھاری
مقررہ بے ادراکی سے بھی فزونتر تھی کہ ملک کی بات سننے سمجھنے پر بھی تعجب واستبعاد
فرماتی مگر استال آیہ کریمہ النار یعرضون علیہا سے کہ مکیہ ہے اور اظہار فضل جمعہ وتنزیل
فرض درود سے بہت پہلے نازل ہوئی اونکے کان بیخبر تھے ہان بدن کی یہ حالت ضرور ہے
کہ اوسی کو وہ موت عارض ہوتی ہے جو مطلقا منافی شعور ہے تن مردہ جبتک مردہ ہے
نہ ملک کی بات سن سکتا ہے نہ بشر کی اور وقت سوال وغیرہ عود سماع بعود حیات ہی
اوسکا بھی استمرار ضرور نہین تو بر قیاس عائشہ ناس کہ اسوقت تک خاصہ اجسام طیبہ
حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والثنا کا علم نہ تھا بحال فنائے بدن بقاے ادراک جسمانی مین
اشکال ہوا جسپر وہ سوال اور اوسکا وہ جواب کاشف حقیقۃ الحال ہوا الحمد للہ اتنی
حقیقت تھی آپکے اوس منتہے نازکی جسپر بڑی دھوم سے دکان فخر بازکی کہ چون ازجواب
مغالطات معترض فراغت دست داد لہذا تحقیق این مسئلہ بطور دیگر ضرور افتاد ماشاء اللہ
اس شرط وجزا کے ربط کو تو دیکھیے یہی بتا رہا ہے کہ سخت گھبرائے ہوئے اور اعتراضات
علامہ معترض قدس سرہ کو لاحل سمجھ رہے ہو اگر واقعی اعتراض اوٹھ جاتے تو اگلی ہی
تحقیق کی جان بچ جاتی آپکے اس فراغت دست کے بعد پچھلی ضرورت پر ضرور افتاد کی
افتاد کیون آتی ع نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو۔ **فائدہ جلیلہ** جب
محاورات باہمی مین مطلق سمع سے یہ تبادر تو حدیث قلیب کا ذکر ہی کیا ہے کہ اوسکا تو

فائدہ جلیلہ متعلقہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سماع جسمانی مین نص صریح ہوتا اور یہ بین ہوچکا اور ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا اجمعین حاضر واقعہ نہ تھین اور بظاہر کہ آیات کریمہ متعلق
باجسام ہین خصوصًا وما انت بمسمع من فی القبور اگرچہ نفی سماع نہین فرماتے مگر نفی
اسماع ظاہر ہے اور اس واقعہ سے صراحۃً اسماع اجسام مفہوم لہذا ام المؤمنین نے
اوسے منافی آیات خیال فرما کر وہم وسہو کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے یعلمون فرمایا یعنے اونکی روحین جانتی ہین راوی کو یسمعون یاد رہا کہ
اونکے جسم سنتے ہین بظاہر کہ علم صفت خاصہ روح ہے جسمین وہ بدن کی محتاج نہین
بخلاف سمع متعارف بذریعۂ آلات بدنیہ کہ بے حیات بدن ناممکن اور یہ وقت اون
کافرون کی حیات جسمانی کا نہ تھا تو اسوقت اثبات اسماع اجسام منافی آیات ہی ہان
علم حاصل ہے کہ وہ روح سے ہے اور روح باقی ہے یہ حاصل ارشاد ام المؤمنین
صلے اللہ تعالیٰ علی بعلہا الکریم وعلیہا وسلم ہے اور اسی بنا پر مشایخ کرام نے کہ قطعًا دربارۂ
ابدان کلام فرما رہے تھے اوس سے استناد کیا کما قدمنا اور یہ اصلا ان منکرین ومخالفین
کو مفید نہین کہ سمع جسمانی نہ ہمارے دعوے مین مقصود ومنظور نہ انکار منکرین اوسپر
مقصور رہا ادراک روح کا انکار حاشا نہ وہ کلام ام المؤمنین سے مستفاد نہ ہرگز کسی عاقل
سے ظاہر کہ یہ اونکی مراد تو منکرین کا اوس سے استناد محض رجمًا بالغیب وخرط القتاد بلکہ اوسکے
ضلالت وبطلان اور اونکے بطالت وخذلان پر خود ارشادات صحیحہ صریحہ ام المؤمنین
احسن الاشہاد اول تو اسی حدیث مین جب علم مان رہی ہین تو ادراک روح کی خود قائل
ہوئین پھر انکار سمع روح کے کیا معنے اور حدیث علام تنصون میتکم ابھی گزری کہ میت
کے سر مین زور سے کنگھی کرتے دیکھا تو فرمایا کاہے یہ اوسکے بال کھینچتے ہو اس سے قطع
نظر کیجیے تو حدیث جلیل صحیح مستم کہ ابتدائے نوع دوم مقصد دوم مین مذکور ہوئی جسمین
ام المؤمنین قسم کھا کر فرماتی ہین واللہ جب سے امیر المؤمنین عمر دفن ہوئے ہین اونکی

شرم سے بے تمام کپڑے پہنے مزارات طیبہ پر حاضر نہ ہوئی قطعاً لاجواب ہے جب ام المومنین
بعد دفن ابصار مانتی ہین تو روح کو قطعاً باقی و مدرک اور اوسکے ادراکات کو شامل امور
دنیویہ بھی جانتی ہین پھر انکا سماع ظاہر الامتناع بلکہ محل قرب مین حال سماع حال ابصار سے
بداہۃً اخف ہی کہ اسکے شرائط اوسکے شرائط سے ازید ہین شاہد مین معہود و مشہود تو یہ ہے کہ
باوصف حائل وحجاب ابصار زائل اور سماع حاصل جب ام المومنین ایسے کثیف وکثیر پردون سے
دیکھنا مانتی ہین سننا کیونکر نہ مانینگی معہذا کوئی قائل بالفصل نہین جو ابصار مانتا ہے سماع بھی
مانیگا اور جو سماع نہین جانتا ابصار بھی نہ جانیگا تیسری حدیث جلیل ام المومنین منقول بنقل
ائمہ اجلہ ثقات وعدول رجال بخاری ومسلم مروی جامع ترمذی شریف ہے حدثنا الحسین
بن حریث (ثقۃ من رجال الشیخین) نا عیسی بن یونس (ثقۃ مأمون من رجال الستۃ
کسائر السند) عن ابن جریج عن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ قال توفی عبد الرحمن بن ابی بکر
رضی اللہ تعالی عنہما بالحبشی قال فحمل الی مکۃ فدفن فیہا فلما قدمت عائشۃ رضی اللہ
تعالی عنہا اتت قبر عبد الرحمن بن ابی بکر فقالت ؎ وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ
الخ ثم قالت واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شہدتک ما زرتک یعنی حضرت سیدنا عبد الرحمن
بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما برادر حقیقی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ کے
قریب موضع حبشی مین انتقال فرمایا اونکی نعش مبارک مکہ معظمہ لائے جنۃ المعلی مین دفن ہوگئے
جب ام المومنین مکہ معظمہ آئین اونکے مزار مبارک پر گئین دو شعر کہ تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن
نویرہ کے مرثیہ مین کہے تھے پڑھے کہ ایک مدت دراز تک جذیمہ (بادشاہ عرب عراق وجزیرہ مقتول
ملک جزیرہ زبا) کے دونون مصاحبون کیطرح کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ مین یکجا رہکر تھے ساتھ
کے دونون مصاحبون کیطرح کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ یکجا رہے تھے ساتھ
رہے یہانتک کہ لوگون نے کہا یہ ہرگز جدا نہونگے اب کہ جدا ہوئے گویا اسقدر طول یکجائی
پر کسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔ پھر اپنے برادر مکرم رضی اللہ تعالی عنہ سے مخاطب ہوکر

من الدهر حتى قيل لن يتصدعا ۔ فلما تفرقنا كأني ومالكا ۔ لطول اجتماع لم نبت ليلة معا

یہ باتین کہین خدا کی قسم اگر مین آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہین دفن ہوتے جہان آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر مین اوسوقت آپ کے پاس ہوتی تو اب آپ کی زیارت کو نہ آتی وہین دفن ہونا اسیلیے کہ یہی سنت ہے نعش کو دور لیجانا نچاہیے اور زیارت کو نہ آنا یون کہ زیارت قبور مین عورات کا حصہ کم ہے۔ ام المومنین اگر معاذ اللہ ادراک وسماع ارواح کی منکر ہوتین تو اس کلام وخطاب کے کیا معنے تھے کیا کوئی عاقل پتھرون سے باتین کرتا ہے اور کیونکر منکر ہوتین حالانکہ دیکھتی سنتی جانتی تھین کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اموات سے سلام وکلام وخطاب فرمایا کرتے ہین خود روایت فرماتی ہین کہ میری ہر شب نوبت رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم آخر شب مقبرہ بقیع پر تشریف لیجاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مؤمنین واتاکم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون رواہ مسلم ولفظ النسائی مکان قولہ اتاکم الی مؤجلون وانا وایاکم متواعدون غدا ومواکلون ولابن ماجۃ من وجہ آخر واشار الیہ النسائی ایضا بعد السلام انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون سلام تمپر اے ان گھرون والے مسلمانو اب تم کو ملا چاہتا ہے جسکا تم سے وعدہ ہے تمھاری میعاد کل کے دن ہے ہم اور تم آپسمین کل کو وعدہ کیے ہین اور اسی پر بھروسا کیے ہین تم ہم سے پہلے پہنچ لیے اور خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہین۔ کیونکر منکر ہوتین حالانکہ خود دریافت کر چکی تھین کہ یارسول اللہ جب مین مدفونان بقیع کی زیارتون کو جاؤن تو اونسے کیا کہون حکم ہوا تھا سلام کرکے یون کہو کہ انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہین مسلم والنسائی وغیرہما عنہا فی حدیث طویل قالت قلت کیف اقول لہم یارسول اللہ قال قولی السلام علیکم اہل الدیار من المومنین المسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون بالجملہ ام المومنین صرف سماع جسمانی کا انکار فرماتی ہین مگر از انجا کہ احادیث ثقات عدول شاہدان واقعہ کے رد کیطرف سبیل نہین جمہور علما نے اس مسئلہ مین اونکا انکار قبول نہ کیا اور یہی مانا کہ اگرچہ

تین دن گزر گئے اون خبیثون کے ناپاک جسم پھول پھٹ گئے تھے اور شک نہین کہ جسم مردہ ہرگز سننے کے قابل نہین مگر پھر بھی انھون نے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی گوش سر سے سنا کہ اللہ عزوجل نے اونکی زیادت حسرت کیلیے اون خالی جسمون کو اوسوقت پھر زندہ فرمایا تھا اور اوسمین آیات کی کچھ مخالفت نہ ہوئی کہ سنانا اللہ عزوجل ہی کیطرف سے ہوا نہ وہ جلاتا نہ یہ ان کانون سے سنتے وصف ہو تی آیت مین ملحوظ ہے یعنے میت جبتک میت ہے اوسے سنا نہین سکتے اور بعد اعادۂ روح اب وہ میت ہی نہین تو آیات کا اصلا محل ورود نرہا **اقول** یہ تقریر کلام جانبین بحمد اللہ تعالی سب تکلفات سے مجانب و منزہ ہے اور اب ام المومنین پر وہ اعتراض وارد نہین ہوتا کہ جب علم مانتی ہین سماع کیون نہین مانتین علم روح کے لیے ہے سمع جسمانی بحالت موت جسم کیونکر ہو اور اب خود ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کہ امام احمد نے بسند حسن اونسے اسی قصہ بدر مین یہی لفظ روایت کیے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم تم میرا فرمانا کچھ اونسے زیادہ نہین سنتے اجسے علمائے بشرط محفوظی رجوع ام المومنین پر محمول کیا تھا کہ جب متعدد صحابہ کرام حاضران واقعہ سے روایت سنی انکار سے رجوع فرمائی) محکن کہ اثبات سماع روح پر محمول ہو کر نفی و اثبات مین تنافی نرہے کہ شاذ و محفوظ کا قصہ چلے یعنے ام المومنین اون لفظون پر انکار نہین کرتین اونھین تو خود حضور پرنور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہین بلکہ انکار اس معنی پر ہے جو اورون نے سمجھے یعنے سمع جسمانی نما نو کہ خلاف آیت ہے بلکہ مراد حضور سمع روح ہے مین بحمد اللہ تعالی بعد اتضاح مراد اسکی حاجت نہین رکھتا کہ قول ام المومنین کے جواب مین امام اسمعیلی و امام بیہقی و امام سہیلی و امام سبکی و امام عسقلانی و امام سیوطی و امام قسطلانی و مولنا قاری و شیخ محقق و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر کے کلام نقل کرون اگرچہ یہ سب اس وقت پیش نظر ہین مگر ہان امام عینی کی بعض عبارات نقل کرونگا کہ یہ وہی عینی شارح کنز ہین

۵۷ امام عینی کا بھی ایک کلام اس مسلک کیطرف ناظر قال ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا و ہمت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھم فی حدیث تعذیب المیت ببکاء اہلہ و نسیت وہمہ فیہ بوہمہ فی حدیث القلیب قال العینی وجہ المشابہۃ بینھما حمل ابن عمر علی الظاہر والمراد منھما ای من الحدیثین ما عن الظاہر اھ یرید ان الاظہر من کلا مہا رضی اللہ تعالی عنہا ہو المسلک الاول واللہ تعالی اعلم ۱۲ منہ

جنسے اس مسئلہ مین مخالف نے جہلاً استناد کیا عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب
الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر مین فرماتے ہین فان قلت ماوجہ ذکر حدیث ابن عمر و
حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہم وھما متعارضان فی ترجمۃ عذاب القبر قلت لما
ثبت من سماع اهل القلیب کلامہ وتوبیخہ لھم دل ادراکھم کلامہ بحاسۃ السمع
علی جواز ادراکھم الم العذاب ببقیۃ الحواس فحسن ذکرھما فی ھذہ الترجمۃ ثم التوفیق
بین الخبرین ان حدیث ابن عمر محمول علی ان مخاطبۃ اهل القلیب کانت وقت المسألۃ
ووقتھا وقت اعادۃ الروح الی الجسد وان حدیث عائشۃ محمول علی غیر وقت
المسألۃ فبھذا یتفق الخبران یعنے بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی
عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے اون لاشون سے خطاب کیا
اور فرمایا سنتے ہین اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جانتے ہین دونون اس باب عذاب قبر مین اسلیے ذکر کین کہ
جب اونھون نے حس گوش سے کلام سن لیا تو باقی حواس سے عذاب کا الم بھی
ادراک کرلینگے اور ان حدیثون مین موافقت یون ہے کہ ابن عمر کی حدیث خطاب وقت سوال
نکیرین پر محمول ہے اوسوقت بدن مین روح آجاتی ہے اور ام المومنین کی حدیث اور وقت
پر محمول ہے جب بدن خالی رہجاتا ہے یون دونون حدیثین متفق ہو جائینگی ۔ دیکھو کیسی
تصریح ہے کہ یہ سارا کلام ونقض وابرام سماع جسمانی کے بارہ مین ہے ۔ اوسیمین ہے قلت ھذا
من عائشۃ یدل علی انھا ردت روایۃ ابن عمر المذکورۃ ولکن الجمھور خالفوھا فی ذلک
وقبلوا حدیث ابن عمر لموافقۃ من رواہ غیرہ یعنے مین کہتا ہون یہ روایت دلالت کرتی ہے
کہ ام المومنین نے روایت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو رد فرمایا مگر جمہور علما نے اسباب
مین ام المومنین کا خلاف کیا اور حدیث ابن عمر مقبول رکھی کہ اور صحابہ نے بھی اوسکے موافق
روایت کی اوسی مین ہے سامعین باذان رؤسھم کما ھو قول الجمھور یعنی اون لاشون نے

وہ ارشاد اقدس اپنے جسمانی کان سے سنا جمہور کا قول یہی ہے **جواب سوم** جامع الجوابین
اقول قول مشایخ کہ میت یا زید بعد موت نہیں سنتا چار معنے کو محتمل کہ میت حقیقی بدن
ہے اور روح پر بھی اطلاق کرتے اور زید عرفی بدن ہے اور روح متعلق بالبدن بھی اوسکے معنے بہر حال
موضوع میں بدن و روح دو احتمال ہوئے یونہی سماع عرفی سمع آلات بدن ہے اور اوسکے دوسرے
معنے ادراک تمام اصوات بروجہ جزئی اگرچہ بے ذریعہ آلات تو محمول میں بھی دو احتمال ہوئے اور
حاصل ضرب چار ۱ بدن مردہ کو سمع آلات نہیں ۲ بدن مردہ کو ادراک اصوات نہیں ۳
روح مردہ کو سمع آلات نہیں ۴ روح مردہ کو ادراک اصوات نہیں پہلے تینوں معنے حق ہیں اور
ہمارے کچھ مخالف نہیں نہ مخالف کو اصلا مفید۔ کلام کے اگر وہی معنے ہوتے ایک موافق ایک
مخالف تو مخالف کو اوس سے سند لانیکا کوئی محل نہ تھا نہ احتمالی بات پر مشایخ کرام کو منکر سماع متنازع
فیہ کہنا صحیح ہو سکتا نہ کہ تین احتمالات صحیحہ چھوڑ کر از پیش خویش چوتھا احتمال جما لینا اور کلام کو
بزور زبان خواہی نخواہی اپنی سند بتا دینا کیسی جہالت واضحہ ہے **جواب چہارم**
مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیرے ہوئے ہیں یہ مشایخ کہ برخلاف عقیدہ اہلسنت منکر سماع
ہیں وہی معتزلہ ہیں یہ جواب سیف اللہ المسلول مولٰنا المحقق معین الحق **فضل الرسول** قدس
سرہ نے تصحیح المسائل میں افادہ فرمایا **اقول** کلام مشایخ سے استناد مخالف دو مقدموں پر
مبتنی تھا صغری یہ کہ انکار سماع متنازع فیہ قول اکثر مشایخ حنفیہ ہے جسکے ثبوت میں وہ عبارات
خمسہ پیش کیں اور کبری مطویہ مستورہ یہ کہ جو قول اکثر مشایخ حنفیہ ہے فی نفسہ حق ہے یا ہمپر اوسکی تسلیم
واجب ہے تقدیر اول پر دلیل تحقیقی ہوگی اور دوسری پر الزامی بہر حال اسکا ثبوت کچھ نہیں اگلے تین
جواب انکے صغری کی ناز برداری میں تھے یعنے کلام مشایخ میں سماع متنازع فیہ کا انکار
ہرگز نہیں اب یہ جواب اور باقی اجوبہ کبری مستورہ کی خدمت گزاری کو ہیں کہ اگر مکابرہ و اصرار و عناد
و استکبار سے کسی طرح باز نہ آؤ اور خواہی نخواہی معانی صادقہ صحیحہ موافقہ احادیث صریحہ و
عقیدہ اہلسنت و کلمات ائمہ کرام و خود اقوال مشایخ اعلام کو چھوڑ کر بے دلیل بلکہ خلاف دلائل

واضح ہے یعنی کلام مشایخ یہی گڑھو کہ ارواح موتی کو کسی طرح ادراک کلام نہیں ہوتا تو اب ہم ہرگز
نہیں ملتے کہ اس قول کے قائل مشایخ اہل سنت ہوں جنکے ارشاد ہمیں حجت ہوں کیا مشایخ
مذہب ہیں معتزلہ نہیں درمختار کتاب النکاح فصل محرمات میں ایک مسئلہ کشاف زمخشری معتزلی
سے نقل کیا اوسپر علامہ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا نقل ذلک عنہ لان الزمخشری من مشایخ
المذھب وھو حجۃ فی النقل یہ مسئلہ اوس سے اسلیے نقل کیا کہ زمخشری مشایخ مذہب سے ہے
وہا وسکی نقل پہ اعتماد ہے پھر یہ منع بے شاہد نہیں بلکہ اوسکی صاف سند واضح موجود خود یہی
امام ابن الہمام جنکے کلام سے اکثر مشایخ کیطرف انکار سماع کی نسبت نقل کرتے ہو اسی کلام میں
فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اکثر مشایخ کا تلقین موتی سے انکار کرنا اسپر مبنی ہے کہ وہ سماع موتی
سے منکر ہیں اور خود اسی کلام میں تلقین مذکور کو فرمایا نسب الی اھل السنۃ والجماعۃ وخلافہ الی
المعتزلۃ اس تلقین کا مطلوب ہونا اہلسنت وجماعت کیطرف منسوب ہوا اور اوسکا انکار
معتزلہ کیطرف اور کلام امام صفار سے صاف صریح تصریح گزری کہ منع تلقین مذہب معتزلہ ہے کشف الغطا کا
قول گزرا کہ جو تلقین نہیں مانتا معتزلی ہے جوہرہ و درمختار کی عبارت گزری کہ اہلسنت کے
نزدیک تلقین امر شرعی ہے تو صاف ظاہر ہوا کہ یہ اکثر مشایخ منکران سماع وہی منکران تلقین
معتزلی ہیں۔ یہ سند واضح بتفصیل تام تصحیح المسائل میں مذکور تھی باینہمہ صاحب تفہیم المسائل
نے منہ زوری سے گوی نکی کہا از اکثر مشایخنا کہ ابن ہمام مشایخ را نسبت بجود کردہ معتزلہ مراد گرفتن
ازبس مستبعد ست وہر کلام کدامی اہلسنت چنین واقع نشدہ وابن ہمام را معتزلی قرار دادن
کار معترض است وآن مسئلہ کہ خلاف عقیدہ حنفیہ اہلسنت باشد۔ دران ہرگز علی الاطلاق
نخواہند گفت کہ این قول علمائے حنفیہ است کما لایخفی علی من لہ ادنی رجوع الی الکتب پس ما دامیکہ
وقوع لفظ اکثر مشایخنا در کلام اہلسنت ومراد بودن ازان معتزلہ ثابت نکنند چگونہ این
توجیہ بمعرض تسلیم درآید **اقول** اس ساری تطویل لاطائل کا حرف اسقدر حاصل ہے حاصل
کہ کلام اہلسنت میں اکثر مشایخنا سے معتزلہ کا ارادہ مستبعد و خلاف ظاہر ہے یہ کہنا اوسوقت

ف: بر ابن ہمام طعن فضل الرسل

اچھا معلوم ہوتا کہ یہ تو علامہ معترض نے یوہین بے سند فرما دیا ہوتا کہ یہان معتزلہ مراد ہین
یا آپ جواب سند سے عہدہ برآ ہو لیتے اور جب کچھ نہین تو منع مؤید بسند واضح صرف استبعاد
و مخالفت ظاہر سے مندفع نہین ہو سکتا ہر ادنی خادم علم جانتا ہے کہ ظاہر صالح دفع ہے
نہ حجت استحقاق تو اوس سے مقدمہ ممنوعہ پر اقامت دلیل چاہنا جہالت کہ وہ محل استحقاق
ہے اور مقام دفع مین اگر منع سند مقصود ہو تو اور سخت تر جہالت کما لا یخفی علی اہل العلم ہان
جواب سند کیطرف بھی ایک عجیب نزاکت سے توجہ کی فرمائی ہین و انکار تلقین را نسبت بمعتزلہ
بعض علمائے شافعیہ کردہ اند نہ حنفیہ چنانچہ در برجندی نوشتہ و لا یلقن بعد الدفن عندنا
وعند الشافعی یلقن و زعم بعض اصحابہ انہ مذہب اہل السنۃ والاول مذہب المعتزلۃ
والشان انکار تلقین را مطلقا نسبت بمعتزلہ کردہ اند نہ انکار بخصوصیت اینوجہ کہ سماع موتی را
نیست کما زعم المعترض اقول اولا اس نابینائی کی کچھ حد ہے بھلا جوہرہ و در مختار
و کشف الغطا وغیرہا تصانیف حنفیہ کو طاق کہہ سکتے ہین کہ سیرے پیش نظر نہین تلخیص
الادلہ کی عبارت تو خود ہی اپنے خصم کے کلام سے نقل کی کہ امام زاہد صفار کہ در طبقہ ثانیہ
از مجتہدین فی المذہب ست در کتاب تلخیص الادلہ نوشتہ و ینبغی ان یلقن المیت علی مذہب
الامام الاعظم والمقتدی المکرم و من لم یلقن فہو علی مذہب الاعتزال یعنی امام اعظم
و پیشوائے مکرم رضی اللہ تعالی عنہ کے مذہب پر میت کو تلقین کرنی چاہیے جو تلقین نہ مانے
معتزلی ہے اور آنکھین بند کرکے کہدیا کہ بعض شافعیہ زعم کردہ اند نہ حنفیہ مگر امام اجل
مجتہد فی المذہب زاہد صفار کہ صرف دو واسطے سے امام ابو یوسف و امام محمد کے تلمیذ
رشید ہین سرکار کے نزدیک علمائے حنفیہ سے نہین ثانیا شافعیہ کا نسبت کرنا
حنفیہ کے نسبت کرنیکا کیا نافی و منافی ہے کہ عبارت برجندی سے نہ حنفیہ بھی نکال لیا
خود سرکار اسی تفہیم کے ص۱۱۷ پر فرماتے ہین از تخصیص شی بذکر نفی عما عداہ لازم نیاید در توضیح
نوشتہ تخصیص الشی باسمہ لا یدل علی نفی الحکم عما عداہ اونھون نے کلام

شافعیہ مین دیکھکر اونکی طرف نسبت کیا اس سے کب لازم کہ حنفیہ نے نسبت نہ کیا اور
بالفرض اونکا لازم سخن یہ ہو بھی تو جب صراحۃً آنکھون نکے سامنے اجلہ حنفیہ کی تصریحات
موجود تو کیا بعض علما کے کلام سے نفی مفہوم ہونا محسوسات کو مٹا دیگا قاعدہ اجماعیہ
عقل و نقل مین تو مثبت کو نافی پر مقدم رکھتے ہین دو علمائے معتمدین سے ایک فرماتا حنفیہ نے
ایسا نہ لکھا دوسرا فرماتا لکھا تو لکھنا ہی ثابت ہوتا کہ اوسنے نہ دیکھا لہذا انکار کیا اور نہ دیکھنا
کوئی حجت نہین و من علم حجۃ علی من لم یعلم نہ کہ ثبوت عیانی کو نفی بیانی سے دیدہ نادیدہ
کردین یعنی اگرچہ ہم آنکھون دیکھ رہے ہین کہ اکابر علمائے حنفیہ نے لکھا مگر فاضل برجندی
جو لکھ چکے ہین کہ شافعیہ نے کہا لہذا مجبوری ہے اب حس و مشاہدہ کی تکذیب ضروری ہے
سچ ہے آدمی وہابی ہو کر جماد لا یسمع ولا یفہم ہو جاتا ہے ثالثاً طرفہ جہالت یہ کہ مطلق انکار
جانب معتزلہ منسوب ہو نہ اس خصوصیت سے تصحیح المسائل مین کب فرمایا تھا کہ انکار باین
خصوص منسوب بمعتزلہ ہے اے ذی ہوش حاصل کلام تو یہی تھا کہ انکار تلقین مذہب معتزلہ ہے اور امام ابن
الہمام اوسکا مبنی بیان فرماتے ہین کہ یہ لوگ منکر سماع تھے لہذا تلقین سے منکر ہوئے تو ظاہر ہوا
کہ منکرین سماع معتزلہ ہین اگر سرے سے بخصوص انکار سماع جانب معتزلہ نسبت ہوتی تو اس توسیط کی
کیا حاجت تھی ویسے ہی نہ کہدیا جاتا کہ دیکھو انکار سماع قول معتزلہ بتایا گیا۔ ہان اسپر ایک شبہہ
ہوتا تھا کہ بعض اہلسنت بھی تو منع تلقین کیطرف گئے اور جب اوسکا مبنی وہ ہے تو یہ بھی اسکے قائل ٹھہرینگے
تصحیح مین اس وہم کے دفع کو توجیہ فرمادی کہ انکا انکار انکار سماع پر مبنی نہین بلکہ اونکے نزدیک تلقین کا بیکار یا نا ثابت ہونا
ذی ہوش اسے نسبت باین خصوص کا دعوی سمجھ لیا یہ فہم سقیم اور ادعائے تفہیم ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہذا وانا اقول وباللہ التوفیق سب این وآن سے درگزری
تو اب دلائل ساطعہ قاطعہ حاکم ہین کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ ہے مثلاً حجت اولی کلام کاہے مین
مفروض ہوا روح مین۔ سماع سے کیا مراد لیا ادراک مطلق اگرچہ بذریعہ آلات اور یہ مشائخ دلیل
کیا لا رہے ہین کہ وہ مردہ ہے اور حس ہی فہم وادراک کے قابل نہین۔ کہ ہزار برس چکے ہو کہ روح

کی نسبت ان عتقادات سے اہلسنت پاک منزہ ہین یہ معتزلہ وغیرہم ضالین ہی کے خیالات
بد مزہ ہین خود آپہی اسی تفہیم مین فرماتی ہین مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میت جماد ست دران
حیات وادراک نیست اور اوسمین فرمایا کہ بعض معتزلہ کہ از آیہ کریمہ وما انت بمسمع من فی القبور
در انکار تعذیب استدلال میکردند عینی درہمین شرح بجواب ایشان نوشتہ کہ عدم استماع
مستلزم عدم ادراک نیست افسوس صاحب تفہیم المسائل کی بے ہوشی صـ۹۳ پر یہ انکہی بہی
ہوگئی ہر چند بعضے گویند کہ شہدا را ہم حیات مثل انبیا بجسد است مگر این قول مختار اہل تحقیق
نیست آنچہ تحقیق ست اینست کہ حیات انبیا بسلامت جسد وروح ہر دو ست وحیات شہدا
صرف ببقائے روح است بلکہ تخصیص شہدا نیز باینمعنی لغو ست زیرا کہ ارواح را مطلقا خواہ روح
شہید باشد یا روح عامہ مومنین یا روح کافر یا فاسق باینمعنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت
بدن است کہ شعور وادراک وحرکات وتصرفات بسبب تعلق روح بلوے ازوے ظاہر میشدند
وحالا نمیشوند کذا فی التفسیر العزیزی وبعضی گویند کہ تحقیق ہمین است کہ شہدا را ہم حیات مثل انبیا
بجسد است چنانچہ در تفسیر روض الجنان تحت آیہ کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات
بل احیاء مینویسد علما در تفسیر آیت واحوال شہدا اختلاف کردند عبد اللہ بن عباس وحسن بصری
گفتند ایشان زندہ اند بارواحہم واجسادہم بامداد وشبانگاہ روزی بایشان میرسد
وایشان خرم اند بآنچہ خدا بایشان میدہد چنانچہ در دیگر آیت فرمودہ من قولہ تعالی یرزقون
فرحین بما اتہم اللہ من فضلہ وبعضے دیگر گفتند ارواح ایشان زندہ باشد وروزی
بر ایشان عرض میکنند بامداد وشبانگاہ چنانکہ بر ارواح آل فرعون آتش عرضہ میکنند فی قولہ
تعالی النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا وعلمائے محققان بیشتر بر قول اول اند انتہی کیون
واہی اب سنت کی خبرین کہیے جب اہلسنت کے نزدیک ہر فاسق وکافر کی روح زندہ ہے موت صرف
بدن کیلیے ہے اوسی کے ادراکات زائل ہوتے ہین تو اب سماع موتی مین کیا مجال مقال رہی جوابات
سابقہ کی تقریر کیسی روشن طور پر ثابت ہوگئی تفہیم المسائل کی ساری عرق ریزی کیسی خاک مین

ملی اب یہ کلام مشایخ جس مین موت و بے فہمی و بے حسی کی تصریحین مین روح پر محمول ہوکر
مشایخ اہلسنت کا کلام ہونا کیسا واضح و منجلی والحمد للہ العظیم العلی اور عجیب لطیفہ یہ کہ ساتھ ہی
خوشوقتی مین آکر تفسیر روض الجنان کی عبارت بھی نقل فرما گئے جسنے رہی سہی ڈھول سی کھال بھی
کھوئی اوسمین صاف تصریح ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس و حضرت امام حسن بصری و اکثر علمائے
محققین شہدا کے اجسام بھی زندہ مانتے ہین اور اسی کو ظاہر آیہ کریمہ سے مؤید کیا اور بعض کیطرف سے
اوسکا جو جواب نقل کیا پر ظاہر کہ نری تاویل ہی تاویل ہی کہان ارشاد آلہی مین یرزقون روزی دیے
جاتے ہین اور کہان یہ معنی کہ روزی اوخھین دیتے نہین دکھا دیتے ہین ع شربت بنمایند
و چشیدن نگزارند ٭ اب خدارا اپنے انکاری دھرم کی ایک ٹانگ تو توڑیے شہدا ہی کیلیے سماع
ثابت مانیے اوخھین سے استمداد جائز جانیے کہ یہان تو جسم و روح سب کچھ زندہ ہی کسی
جھوٹے حیلے کی بھی گنجائش نہین جسطرح کہ تم خود اسی تفہیم کے ص۸۸ پر لکھ چکے ہو در سماع انبیا
علیہم السلام کلامی نیست کہ ایشان را حیات حاصل است نیز ص۹۰ پر آنحضرت (صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم) جواب دادند کہ چون انبیا را حیات دنیاوی حاصل و جسد ایشان نیز باقی است لہذا
محل استبعاد سماع و عرض نیست طرفہ بکف چراغی دیکھیے عبارت تو یہ نقل کی اور دعوی وہ کیا
کہ بعضی گویند تحقیق ہمین است خیر وہ بعض ہی سہی اب اوس اجماع کی تو خیر نہ رہی جو بکمال وقاحت
ص۹۳ پر فرمایا بالجملہ از کتاب و سنت و اجماع امت ثابت کہ موتی را سماع حاصل نیست مگر تم کیا
شرماؤ ہر رنگ کی کہنے کے قدیم دھنی ہو ص۸۷ پر یہی جو لکھ گئے و آنکہ از عبارت مرقاۃ سماع سائر
اموات سلام و کلام را و عرض اعمال اقارب بر اینہا در بعض ایام آرند جوابش آنکہ مراد از سلام و کلام سلام و کلام
زائران است نہ دیگران سچ ہے آنکھ لگائے ہوون کا کیا کہنا ؎ وہ شرمائی ہوئی نظرون وہ گھبرائی
ہوئی باتین ٭ لگا کہ گھر سے وہ گھر ما ترا امید وار دشمن۔ حجت ثانیہ پھر مشایخ نے جب وقت
سوال سماع مانا تو اوسکی وجہ یہ بتائی کہ اب روح جسم مین دوبارہ آئی جب کلام روح کیطرف
آئی تو اس جواب کا صاف یہ حاصل کہ روح جبتک بدن سے جدا تھی ادراک حس و ادراک تھی

جسم مین آنیکے باعث اسوقت پھر مدرک ہوگئی یہ صراحۃً بدن کو شرط ادراک ماننا ہی کہ سو بار سن چکے
کہ یہ مذہب نامہذب معتزلہ ہی اب یا تو اکثر مشایخنا کیطرف نسبت غلط مانیے تو اپنی ہی سند بگاڑیے
اپنے ہی پاؤن مین تیشہ ماریے ورنہ یقیناً قطعاً اونسے وہی معتزلہ مراد ہین بعد قیام حجج قاطعہ کے
حیلون حوالون ٹالی بالون کی کیا گنجائش ہی نہ اب اس سوال کا موقع کہ پھر یہ شراح اوسے کیون بے اظہار
خلاف نقل کرلائے **اقول** ویسے ہی نقل کرلائے جسطرح امام عبدالرشید بن ابی حنیفہ ولوالجی
و امام طاہر بن احمد بخاری وغیرہما اجلہ کرام نے بشر مریسی معتزلی کا قول یون نقل کردیا گویا یہی اصل
مذہب ہے جسطرح علامہ محقق زین العابدین بن ابراہیم وفہامہ مدقق علاؤالدین محمد دمشقی نے ابوعلی
جبائی معتزلی کا قول یون ذکر کردیا گویا یہی مذہب مشایخ ہی جسکا بیان فائدہ جمیلہ فصل سیزدہم
مین گزرا۔ خود انھین امام ابن الہمام نے فتح القدیر باب نکاح الرقیق مین ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا
پھر فرمایا ہکذا تواردہا الشارحون شارحین یکے بعد دیگرے یونہین لکھتے چلے آئے پھر فرمایا یہاں
مقتضائے نظر اسکے خلاف ہی پھر اوسے بیان کرکے فرمایا فہذا ہو الوجہ وکثیراما یقلد الساہون
الساہین سخن موجہ یہی ہی اور اکثر ہوتا ہی کہ بھولنے والے بھولنے والونکی پیروی کرلیتے ہین۔ علامہ
بحر نے بحر الرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات مین ایک مسئلہ پہ اعتراض کیا کہ اسمین مصنفین
نے خطا کی اور یہان خطا زیادہ قبیح واقع ہوئی پھر فرمایا وانا متعجب لکونہم تداولوا ہذہ
العبارات متونا وشروحا وفتاوے ولم یتنبہوا لما اشتملت علیہ من الخطاء بتغییر الاحکام
واللہ الموفق للصواب وقد یقع کثیرا ان مؤلفا یذکر شیئا خطأ فی کتابہ فیأتی من بعدہ
من المشایخ فینقلون تلک العبارۃ من غیر تغییر ولا تنبیہ فیکثر الناقلون لہا واصلہا
لواحد مخطئ کما وقع فی ہذا الموضع ولا عیب بہذا علی المذہب لان مولٰنا محمد بن الحسن
ضابط المذہب لم یذکر علی ہذا الوجہ وقد نبہنا علی مثل ذلک فی الفوائد الفقہیۃ
فی قول قاضیخان وغیرہ ثم نبہت علی ان اصل ہذہ العبارۃ للناطفی اخطأ فیہا ثم
تداولوہا یعنی مجھے تعجب ہی کیونکر ان عبارتون کو متون و شروح و فتاوی سب مین ایک

دوسرے کثرت سے لیتے نقل کرتے چلے آئے اور اوسمین خطا پر متنبہ نہوئے کہ احکام بدلے جاتی ہین
اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے اور کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک مصنف براہ خطا
ایک بات اپنی کتاب مین ذکر فرماتا ہی پھر بعد کے آنیوالے مشایخ اوسے ویسے ہی بلاتنبیہ نقل کرتی
چلے جاتے ہین تو اوسکی ناقل بکثرت ہو جاتے ہین حالانکہ اصل مین ایک شخص کی غلطی تھی
جیسا یہان واقع ہوا اور اس سے مذہب پر کوئی طعن نہین آتا کہ ہمارے سردار امام محمد
محرر مذہب نے اس طور پر ذکر نہ کیا اور اسی طرح کے ایک واقعے پر ہمنے فوائد فقہیہ مین تنبیہ کی
کہ امام قاضیخان وغیرہ یعنے صاحب خلاصہ وصاحب ولوالجیہ وغیرہم نے ایک حصر فرمایا
اور وہ غلط تھا پھر ہمنے آگاہ کر دیا کہ یہ اصل خطا ناطفی سے واقع ہوئی اونکے بعد مشایخ اوسکو
یوہین لیتے نقل کرتے رہے فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالی لہ اس قسم کا ایک واقعہ عظیمہ امام
اجل ابو جعفر طحاوی کے بعض ایک ترجیح وافتا کی نسبت مین واقع ہوا جسمین تداول وتوارد
نقول آجتک چلا آیا اور ہمارے زمانے تک کسی نے اوسپر متنبہ نہ فرمایا یہانتک کہ سب مین
متاخر محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بہایا مگر فقیر غفر المولی القدیر نے بدلائل ساطعہ
قاطعہ امام طحاوی کا فتوی نہ اوسپر بلکہ قطعاً اوسکے برعکس ہونا خود کلام امام ممدوح کی
اٹھارہ نصوص ودلائل سے ثابت کر دکھایا اور اس بارے مین محض بغرض اظہار حق
وحفظ مذہب ودفع تشنیع مخالفین ایک خاص رسالہ الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوۃ علی ۱۳۰۷ھ
بنی ہاشم معرض تصنیف مین لایا و للہ الحمد حمداً کثیراً علی ما وہب من جزیل العطایا
ما نحن فیہ مین اگر کلام مشایخ کے یہ معنی ہون جس سے موت وبے اور اکی روح ثابت ہو تو یہان
تو امر آسان تر ہی کہ اصل مسئلہ مین کوئی دقت نہین صرف بیان دلیل مین محض بے حاجت
یہ تخلیط واقع ہوئی اس تقدیر پر یہان بھی قطعاً جزماً یہی ہوا کہ مشایخ مذہب سے معتزلہ نے
یہ دلیل ذکر کی پھر بعض مشایخ اہلسنت نے سہواً نقل کر دی پھر نقول در نقول ہوتی
چلی گئین۔ تنقیح وتنبہ کیطرف توجہ رہگئی اب متاخرین اکثر مشایخنا کہا ہی چاہین یہی وجہ ہی

کہ خود ان علمائے اعلام اہلسنت کے کلام جابجا اسکے خلاف واقع ہوئے جسکے پچیس شواہد
دلیل امین سن چکے یہان سہواً معتزلہ کا قول لکھ گئے تھے اور خود یہین اور دیگر مواقع مین
جابجا اپنا عقیدۂ حقہ متعدد وجوہ سے ظاہر ہوا وللہ الحمد۔ کیون ملا تفہیمی صاحب اب اپنے
اعذار باردہ واستبعادات کاسدہ دیکھیے کدھر گئے وباللہ التوفیق اور حقیقۃً یہ سب تمھاری
خوبیان ہین نہ تم معانی حقہ صحیحہ صادقہ چھوڑ کر بزور زبان وزور وبہتان یہ معنے باطل گڑھو نہ
اس جواب کی حاجت ہو انصافاً اپنے استبعادونکو آپہی بیٹھکر روؤ۔ ہماری نزدیک نہ مشائخ
کرام نے خطا کی نہ اونکا کلام حاشا کسی عقیدۂ اہلسنت نہ اپنے کسی کلام دیگر کے معارض
نہ یہان باہم متناقص جسکی تحقیق قاہر اوپر سن چکے وللہ الحمد جلیلہ عظیمہ رہی ملاجی کی پھیلی
نزاکت کہ انکار سماع موتی بطوریکہ ما می کنیم مذہب معتزلہ فہمیدن محض غلط است زیراکہ
مذہب بعض معتزلہ آنست کہ میت جماد است دران حیات وادراک نیست پس تعذیب آن
محال است واہلسنت گویند کہ ہرچند در میت حیات نیست مگر جائز ست کہ خدا تعالی در
نوعی از حیات بقدر ادراک الم عذاب ولذت تنعم عند الایلام والتعذیب پیدا کند وآن مستلزم سماع
نیست ہماری کلمات سابقہ کے ناظر پر اس عذر بدتر از گناہ کی حقیقت خوب منکشف ہے پھر بھی
ملاجی کی خاطر کیجیے کلام کو چند عوائد جلیلہ سے ترصیف تازہ دیجیے اور باذنہ تعالی ازالہ ہر گونہ اوہام
کا ذمہ لیجیے **فاقول** وبحول اللہ اصول **عائدۂ اولے** نجدی صاحبو ناحق اہل سنت کا دامن
پکڑتے اور اپنے مذہب کی جان زار کے پیچھے پڑتے ہو اہلسنت کے یہان تمھاری گز نہین وہ کہ وقت تنعیم
وتعذیب اعادۂ حیات کاملہ خواہ ناقصہ مانتے ہین بدن کیلیے مانتے ہین نہ روح کیلیے کہ وہ تو اونکے نزدیک
مرتی ہی نہین اگر تم لوگ صرف سماع جسم یا سماع جسمانی بذریعۂ آلات جسم کے منکر اور سماع روح بلا توسط بدن کے
معترف ومقر ہوتے تو ضرور اہلسنت سے موافق اور اونکے اس مسئلہ سے انتفاع کے مستحق ہوتے مگر یون خلاف ہی کب
باقی رہتا یہ تو خاص ہمارا مذہب وعین مراد اختیار وشرح دل ماشاء تھا مگر حاشا تم ہرگز اسکے قائل نہین
اسمین تمھارا مطلب کہ اولیائے مدفونین سے طلب دعا تمکو ناحق کب بر آتا۔ کیون ملاجی ذرا انگاہ

روبرو کیا آپ وہی نہین ہین جو اسی تفہیم کی اسی بحث مین بکمال وقاحت و شوخ چشمی اپنا مذہب
نامہذب بزور زبان بنانیکے لیے ایک گڑھی ہوئی فرضی کتاب خیالی تصنیف غرائب فی تحقیق
المذاہب سے سند لائی اور اوسکی وساطت سے سیدنا امام اعظم و ہمام اقدم رضی اللہ تعالی عنہ پر
جیتی افترا اوٹھائے۔ آپ اگرچہ خیالی علما گڑھ لینے فرضی کتابونکی ساختہ عبارتین پیش کردینے کی بحبتہ
ماہر کار ہین جنکے حال صواعق و تفہیم و غایۃ الکلام کے مطالعے سے آشکار ہین بعض احباب فقیر نے
خاص آپ حضرات کی ایسی ہی دیانتون کے بیان مین رسالہ سیف المصطفی علی ادیان
الافترا لکھا اور اوسمین ایکسو ساٹھ دیانات کبرائے طائفہ کو جلوہ دیا مگر اس گڑھت کی
ابتدا شاید سرکار سے نہو تفہیم سے پہلے ایک سہسوانی وہابی صاحب رسالہ سراج الایمان مین
اسکے بادی ہوئے ہین بہرحال یہ گندی بو کا عطر فتنہ سہسوان کی گھانی سے ہو یا قنوج
کی ذرا ایمان سے بتا دیجیے کہ آپ حضرات کی اس خانگی ساخت پر دنیا مین کوئی اور بھی مطلع ہی
کہین اس کتاب کا نام و نشان بھی ہے کسی اور نے بھی اس سے استناد کیا یا کہین اسکا
نام لیا ہے اللہ اللہ صدہا سال سے مسئلہ سماع و مسئلہ استمداد زیر بحث رہے ہے صدہا کتابون
مین انکے بیان آئے آجتک کسی کو کانون کان خبر نہوئی کہ خود امام مذہب رضی اللہ تعالے
عنہ سے انمین نص صریح موجود ہے اب گیارہ سو برس بعد ان حضرات کو امام کا ارشاد معلوم
ہوا اور وہ بھی کس کتاب مین جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے اوسکا نام سنا خیر اب تو
یہ باحیا متدین حضرات کب کے مر کر جاد لا یفہم و لا یتکلم ہو گئے اہلسنت نے انکی حیات ہی
مین مطالبہ کیا تھا کہ حضرات یہ ساختہ عبارت فتاوی غرائب مین تو ہے نہین۔ جواب
دیا کہ یہ اور رسالہ غرائب فی اختلاف المذاہب ہے اور کبھی کہا فی تحقیق المذاہب ہے عرض کیگئی
آپکے پاس ہے یا کہین اور دیکھا کہا مفتی سعد اللہ صاحب کے یہان ہے مفتی صاحب مرحوم سے
پوچھا گیا اونھون نے فرمایا مین اصلا اس کتاب سے واقف نہین۔ اللہ اللہ حیا کا
پایا یہانتک پہنچا اور پھر ع عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیے مقدس متدینون کو عبارت بھی گڑھنی

نہ آئی سہل سہل محاورہ و قواعد کی مطابقت نپائی اوسکے الفاظ و بندش کی رکاکت خود ہی
کافی شہادت ہے کہ معلم ہندیونکی اوندھی گڑھت ہے عبارت حاشیہ پر ہے ہر صاحب ذوق سلیم
دیکھے اور داد انصاف دے۔ بعض اصحاب فقیر سلمہم اللہ تعالی نے ایک ضخیم شخیم وہابی ہیڈ
مولوی کے رد میں مبسوط رسالہ نشاط المسکین علی حلق البقر السمین لکھا
اوسمین اوس عبارت غرائب کی دھجیان بروجہ احسن اوڑا کر اخیر مین ملا قنوجی کی اسے نقل کر کے
انتہی لکھدے نے یہ عجیب لطیفہ لکھا ہے جسکا ذکر خالی از لطف نہوگا قال سلمہ اللہ تعالی الٰہی سے انتہی
لکھدی اسکے بعد تو فرضی صاحب غرائب نے اس قول کی محدثانہ سند گڑھی ہے حیث قال بعد ما
نقلتم حدثنا ابن لك المعدوم بن مسلوب العدمی ثنا ابو الفقدان الخیالی ثنا موہوم بن مفروض
اللیسی ح ثنا الکذاب بن المفتری نا الوضاع الزوری انا من لا تیقن بالانعدی کلاھما عن ابی
التلبیس الضلالی من بنی ضلال قبیلۃ من بنی المختلق قال سمعت ھاتفا من الھوا ء
یہتف بذلك فلا ادری احفظت ام نسیت لکن اشہد وان الذی یحدثکم بھذ کذاب
مبین ہم کہتے ہین الکذوب قد یصدق بیشک یہ پچھلا فقرہ اوسنے سچ کہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اھ کلامہ سلمہ یہ اچھا سب جانے دو اگر سچ ہو تو لکھدو کہ ہان مردے احیا کا کلام ضرور
سنتے ہین مگر نہ گوش بدن بلکہ قوت روح سے۔ کیا تم اسے کہہ سکتے ہو ہرگز نہ کہو گے اب پردہ کھلگیا
اوصاف ادراک روح کا انکار ظاہر ہوا اور اپنے اسی دعوی کلام مستلزم ڈھالا اور وہ موت
وبے ادراکی و بےحسی کا سارا نزلہ روح پر لاد الا تواب کیا محل انکار ہے کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ فجار ہے
رہا یہ کہ وہ منکر عذاب ہین تم قائل عذاب اس تفرقے سے تمہارا اونکا وہ اتفاق زائل نہین ہوتا مثلاً
کوئی پورا وہابی اپنی نیچریت کی زور مین دعوی کر بیٹھے کہ سیدنا عیسی نبی اللہ صلوات اللہ تعالی وسلامہ
علیہ ہرگز سولی دینے گئے یہود عنود نے اونھین قتل کیا تو اوس سے بھی کہا جائیگا کہ تیرا یہ قول
مذہب نصاری ہے کیا وہ اسکے جواب مین کہہ سکتا ہے کہ سولی دیا جانا جسطرح وہ مانتا ہے مذہب نصاری
سمجھنا محض غلط ہے اسلیے کہ مذہب نصاری یہ ہے کہ وہ کفارہ ہونیکے لیے سولی دیے گئے معاذ اللہ

تین دن جہنم مین رہکر خدا کے دہنے ہاتھ پر جا بیٹھے اور وہ شخص کہتا ہی کہ ہر چند سولی دیے گئے
مگر کفارہ وغیرہ خرافات ہین کیا اس فرق کے سبب اوسکا وہ قول مذہب نصاریٰ ہونیسے
خارج ہو جائیگا **عائدۂ ثانیہ** وکانھا الاولی بعبارۃ اخصر میت مین حیات نہین اس سی
مراد روح ہی یا بدن اگر بدن تو بحث سے محض بیگانہ اور اگر روح تو تم ہی مانکر اہلسنت سے
خارج و بری اور اونکی طرف اوسکی نسبت کرکے کذاب و مفتری ہوئے اہلسنت ہرگز روح کو بلاحیات
نہین مانتے **اگر کہیے** موت مجازی تو مانتے ہین **اقول** ہان مگر اوسکا اثر ادراکات روح پر
اصلا نہین کما مر اور خود ملاجی کی عبارت بیہوشی مظہر حوالۂ تفسیر عزیزی ابھی گزری اور تم صراحۃً
وہ موت مان رہی ہو جو نافی و منافی ادراک ہی اسی کو کلام مشائخ سے نقل کرتے اور اسی پر انکار سماع
کی بنا رکھتے ہو تو قطعاً موت حقیقی مراد لیتے ہو اور اسے روح کیلیے ماننا یہی اعتزال ہی اگر کہیے
معتزلہ تو روح کیلیے موت منافی مطلق ادراک مانتے ہین - ولہذا عذاب قبر محال جانتے ہین
اور یہان مراد وہ موت ہی جسے صرف ادراک صور و اصوات دنیاوی سی منافی ہو نہ برزخیہ سے
اقول اولاً یہ تخصیص محض بے دلیل باطل ہی موت کبھی مانو منافی ادراک بھی جانو جیسا کہ کلام
مشائخ مین مصرح ہی پھر اوسے ادراک بعض دون بعض سی خاص کردینا جہل اقبح ہی موت کہ منافی
ادراک ہے ہر ادراک کی منافی ہی اوسے نہین تو کسیکی ہی نہین خود اسی تفہیم المسائل مین براہ جہالت اپنی

سند سمجھکر نقل کیا در مدارک نوشتہ توفیہا اماتتہا وھو ان یسلب ما ھی بہ حیۃ حساسۃ دراکۃ

پھر لکھا امام راغب در مفردات گفتہ کہ الموت زوال القوۃ الحساسۃ کیون حضرت جب رأسا
حس و ادراک کی قوت ہی زائل ہوگئی مدرکہ ہی چلدی تو اب ادراک بعض کاہی سے ہوگا یارب
یہ موت کونسی کہ آدھی کی شنوا آدھی سی بہری آدھی کی بینا آدھی سے اندھی ایک فرد ادراک بھی
باقی ہی تو حیات ثابت ہی اور موت منتفی کہ حیات باجماع عقلا شرط ادراک ہی اور موت منافی
مشروط نہ بے شرط متحقق ہو گا نہ منافی منافی سے ملتصق **ثانیاً** یون بھی اعتزال ہی مفر کہان
جب با وصف موت ادراکات امور برزخ علم و سمع و بصر باقی مانے تو اور معتزلہ کا مذہب ہی کیا

۵۲ سے ومن خالف فقد فرج من المعقول فکان لم یبق من اہل المعقول و ہم الشرذمۃ الزائغۃ المعاطلۃ ۱۲ منہ

طوائف معتزلہ سے فرقۂ صالحیہ کا مشرب ہے جسکا ذکر آپنے اسی تفہیم المسائل میں بشدت

سفاہت مقابل اہلسنت کیا تھا کہ در شرح مواقف نوشتہ کہ تجویز قیام علم وقدرت وارادہ

وسمع وبصر بمیت مذہب فرقہ صالحیہ از معتزلہ است ذرا ہوش کو اتنی نہ سوجھی کہ اہلسنت نے

کسدن موصوف بالموت کو بحال موصوفی بالموت موصوف بالادراک مانا تھا وہ تو جسکے لیے

ادراکات مانتے ہین اوسے ہرگز میت نہین کہتے ہمیشہ زندہ جانتے ہین مگر ہان اب آپنے

روح کو میت بھی مانا اور عذاب قبر ٹھیک کرنیکے لیے ادراکات برزخیہ بھی ثابت کیے یہ عین

مذہب طائفہ صالحیہ ہے وہ بھی اسی طور پر قائل عذاب قبر ہوے ہین اوسی مستخلص الحقائق

مستندیانہ مسائل کی عبارت جواب اول کی دلیل ہفتم مین گزری کہ صالحی کے نزدیک

میت با وصف موت معذب ہوتا ہے نیز اوسی کفایہ کی اسی بحث مین ہے عن ابی الحسن الصالحی

یعذب المیت من غیر حیاۃ اذ الحیاۃ عندہ لیست بشرط لثبوت العلم نیز وہی امام

عینی عمدۃ القاری مین بعد ذکر مذہب صالحی فرماتے ہین وھذا اخروج عن المعقول لان

الجماد لاحس لہ فکیف یتصور تعذیبہ اگر کہیے ہم یہ ادراکات بعود حیات مانتے ہین

بخلاف صالحی اقول ذرا ہوش مین آکر بھلا اس عود حیات سے پہلے بھی روح کو ادراک

امور برزخیہ تھا یا نہین اگر نہین تو حجاب منکشف اور عذر منکسف ثابت ہوا کہ تمنے روح کو وہی موت مانی جو

منافی مطلق ادراک ہے اب عام معتزلہ مین جا ملے اور اگر ہان تو عود حیات کا حیلہ اوٹھ گیا

روح میت بحال ممات بے عود حیات صاحب ادراکات تھی اب معتزلہ صالحیہ مین جا ملے

مفر کدھر کیا یاد کروگے کسی بلا پڑا تھا۔ ہان مفر اس مین ہے کہ ان سب اقوال الجاث

کو دربارۂ بدن مانیے اور روح کو اس تمام بردومات سے پاک ومحفوظ جانیے بدن ہی کو

مشائخ مردہ بے فہم کہتے اور اوسیکے سماع بحال موت سے انکار رکھتے ہین اب ٹھکانیسے

آگئے مگر ہیہات کہان تم اور کہان حق کا قبول واللہ المستعان علی کل مستکبر جہول

ثالثاً صریح جھوٹ ہو کلام مشائخ مین نشان تخصیص مفقود بلکہ اوسکے بطلان پر

تنقیص موجود کیا اونھون نے موت کو منافی ادراک بتا کر شبہہ عذاب قبر وارد نہ کیا کہ بحوجیات
سے اوسکا جواب ندیا گیا خود ملا تفہیمی نے اپنے پاؤنمین تیشہ زنی کو نہ کہا کہ مقصود فقہا نفی
سماع عرفی و حقیقی ہر دو ست زیرا کہ فقہا نفی سماع مطلق کردہ اند نہ بتقیید عرف و اگر نفی صرف سماع
عرفی نہ حقیقی مقصود می بود حاجت جواب دادن از مسئلہ عذاب قبر نبود فہل ہذا الا توجیہ بما
لا یرضی بہ قائلہ تو قطعًا ثابت کہ وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک مانتے اور اوسکے ہوتے امور
برزخ کا ادراک بھی منتفی جانتے ہین تو جب کلام روح پر محمول ہوا قطعًا آفت اعتزال سے نامعزول
ہوا عائدہ ثالثہ بحمد اللہ تعالی یہان سے واضح ہوا کہ عدم ادراک امور دنیویہ مین عذر باطل حجاب
وحائل خشت وگل اور ملا تفہیمی صاحب کا عذر طمطراق اشتغال و استغراق کہ ص۶۲ و ۶۳ مین لکھا
ارواح طیبہ مجردہ از ابدان بجہت اشتغال عبادت رب حقیقی و استغراق بکیفیت آن التفات
باکوان و حوادث این عالم ندارند محض مہمل و نارو او باد رہوا تھے **اقول** جب تم لوگ کلام
مشایخ سے مستدل اور اوسکے اوس معنی محال پر حائل ہو تو تمھین ان اعذار باردہ کی کیا گنجا
اولا مشایخ تو نفس موت کو منافی ادراک اور اوسکی وجہ انتفاے اصل قوت حساس و دراک
مان رہے ہین اور ان اعذار کا یہ حاصل کہ قوت مدرکہ تو موجود و کامل مگر حجاب حائل یا التفات
زائل ثانیا وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک بے تخصیص امور دنیویہ جان رہے ہین اور تمھارے
اعذار انھین امور خارجہ سے خاص ثالثًا حائل و حجاب بدن پر ہے اور کلام روح مین رابعًا
پردہ و حیلولت صرف مدفون کیلیے ہے صرف بعد دفن صرف تا عدم انکشاف اور کلام عام
بلا خلاف خامسًا تمھارے حاجب و حائل کا پردہ تو اوسیدن چاک ہو چکا جسدن مشایخ
نے وقت سوال سماع آواز نعال تسلیم کیا اور ملا تفہیمی نے در وقت سوال و جواب ہمہ
قابل سماع اند کا فرمان دیا سادسًا عبادت سے اشتغال اور اوسکی کیفیت مین استغراق
تو سب اموات کو عام نمانیے گا یون کہیے کہ منعم ہے تو لذت نعمت یا معاذ اللہ معذب ہے تو
عذاب کی شدت مین مستغرق ہونا مانع سماع ہے مین کہتا ہون اس لذت یا الم کی حالت مین

سماع محال ہی یا ممکن برتقدیر اول دلیل استحالہ ارشاد ہو اور زیادہ تفصیل چاہیے تو مقصد اول
نوع اول سوال اول کی تقریر یاد ہو برتقدیر ثانی ممکن کی جانبین وجود و عدم یکسان اور
برزخ غیب اور غیب پر رجما بالغیب حکم لگانا ضلالت و عیب آثام الحرمین ارشاد مین ارشاد فرمایا
ہین لاینتقد الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع شرح عقائد نسفی مین ہی القضایا
منہا ما ہی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیہا فکان من فضل اللہ ورحمتہ ارسال الرسل
لبیان ذلک تفسیر کبیر مین ہی کل ما جاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات
اوالی النفی الا بدلیل سمعی لاجرم اشتغال کے سبب عدم سماع کا شگوفہ مہمل وبیکار
ہوکر رہگیا اور فرع مطہرہ سے جداگانہ دلیل کی حاجت رہی کہ تلذذ و تالم مانع سماع ہین اگر دلیل
نہین اور بیشک نہین تو آپکا خذلان وخسران ظاہر وعیان ورنہ وہ دلیل ہی نہ دکھائیے عبث
ناتمام باتون مین کیون وقت گنوائیے سابعًا اگر یہ اشتغال مانع سماع ہوتا خواہ تمہارے
ہوسات عاطلہ خواہ جہال فلاسفہ کے مقدمہ باطلہ ہو جسکی دھجیان امام فخر الدین رازی وغیرہ
علما اوڑا چکے کہ نفس آن واحد مین دو چیزون کی طرف توجہ نہین کرسکتا تو واجب کہ اہل برزخ کو
کلام ملائکہ کا بھی سماع نہ ہوتا کہ استغراق مانع ہے آگے سماع سماع سب ایک ہے حالانکہ تالی
قطعا باطل ہی تو یوہین مقدم ۔ غرض استغراق کو امور برزخیہ و دنیویہ مین فارق بنانا چاہا تھا
وہ خود محتاج فارق ہی ثامنًا العظمۃ للہ والقدرۃ الی اللہ وہ موت کا تازہ صدمہ اوٹھائے
ہوئی روح جسکا ادنی جھٹکا سو ضرب شمشیر کے برابر جسکا صدمہ ہزار ضرب تیغ سے سخت تر
بلکہ ملک الموت کا دیکھنا ہی ہزار تلوار کے صدمہ سے بڑھکر وہ نئی جگہ وہ نری تنہائی وہ ظرف
بھیانک بیکسی چھائی اوسپر وہ نکیرین کا اچانک آنا وہ سخت ہیبتناک صورتین دکھانا کہ آدمی
دنکو ہزارون کے مجمع مین دیکھے تو حواس بجا نہین کالا رنگ نیلی آنکھین دیگون کی برابر بڑی
برق کیطرح شعلہ زن سانس جیسے آگ کی لپٹ بیل کی سینگون کی طرح لنبے لنبے کوکدار
کیلے زمین پر گھسیٹے سر کے پیچیدہ بال قد وقامت جسیم جثہ بلا قیامت کہ ایک شانہ سے دوسرے تک

منزلونکا فاصلہ ہاتھوں نہین تو ہے کاوہ گرز کہ اگر ایک بستی کے لوگ بلکہ جن والنس جمع ہوکر اوٹھانا
چاہین نہ اوٹھاسکین وہ گرج کڑک کی ہولناک آوازین وہ دانتوں سے زمین چیرتے ظاہر ہونا
پھران آفات پر آفت کیسیہی طرح بات نکرنا آتے ہی جھنجھوڑ ڈالنا مہلت نہ دینا کڑکتی جھڑکتی
آوازون مین امتحان لینا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ارحم ضعفنا یا کریم یا جمیل صل وسلم علی
نبی الرحمۃ والہ الکرام وسائر الامۃ امین امین یا ارحم الرحمین ایسے عظیم وقت مین شاید آپکا
استغراقی خیال تو یہی حکم لگائے کہ کھلے میدانین توپکی آواز بھی سننے مین نہ آئے مگر مصطفی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صحیح حدیثین ارشاد فرمارہی ہین کہ ایسی حالت مین اتنے پردونز
مردہ ایسی خفی آواز جوتون کی پہچل سنتا ہے جسکا تمھین خود اعتراف ہے اور وہی امام عینی
مستند مانعہ مسائل شرح صحیح بخاری شریف مین فرماتے ہین فیہ ذھول عما ورد فی بعض
الاحادیث ان صاحب القبر کان یسأل فلما سمع صریر السبتیتین اصغی الیہ فکاد
یہلک لعدم جواب الملکین فقال لہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم القہما لئلا تؤذی صاحب
القبر ذکرہ ابو عبد اللہ الترمذی یعنے اس قائل کو یاد نرہا وہ جو ایک حدیث مین آیا ہے
کہ قبر والے سے سوال ہورہا تھا اتنے مین جوتون کی پہچل اوسنے سنی اودھر کان لگائے
جواب مین دیر ہوئی قریب تھا کہ ہلاک ہوجائے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے
اوس جوتا پہنکر چلنے والے سے فرمایا انھین اوتار ڈال کہ مردے کو ایذا نہ پہنچے یہ حدیث
امام ابو عبد اللہ محمد ترمذی نے ذکر فرمائی۔ اور پھر وہ سننا بھی کاہے سے گوش سر سے
جسکا ادراک بہ نسبت ادراک روح بہت قاصر و مقصور تو بداہۃً ثابت کہ احوال برزخ آپکے
اوہام عادیہ سے منزلون دور اور عادات معہودۂ دار دنیا پر اونکا قیاس باطل و مہجور
عائدۂ رابعہ ادراکات روح مشروط بجسم ہین یا نہین علی الاول صریح اعتزال وعلی الثانی
تعلقات بدنیہ کی کمی بیشی سے اوسکے ادراکات مین تفاوت کسلیے توضیح مقام یہ کہ وہ
جو ملا تفہیمی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ ادراک الم و لذت کیلیے وقت تنعیم و تعذیب

[illegible] والبیہقی وابن ابی الدنیا عنہ
(۱۰) وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی بوجہ آخر عنہ (۱۱) و الآجری فی الشریعۃ عن ابن مسعود [illegible] عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم [illegible]

(جیسے وقت ایلام وتعذیب کہا اور اونکی نصیبون لذت کے حصے کا بھی الم ہی رہا) ایک نوع
حیات میت مین آجاتی ہے اور اس سے سماع لازم نہین (قطع نظر اس سے کہ فقرہ آن مستلزم
سماع نیست عبارات مستندہ مین نہین) یہ قول اہلسنت بھی قطعاً بدن ہی کی جسمین ہے کہ
قبر مین عود حیات اوسیکے لیے ہوتا ہے اور اگر حدوث زیادت تعلق بالبدن وقت انعام وایلام
وسوال کو روح کیلیے عود حیات سے تعبیر بھی کیجیے تو اس سے اگر فرق پڑیگا تو ادراکات جسمانیہ
مین جسکا حاصل تفاوت آلیت بدن کیطرف آئیگا مگر اہلسنت کے نزدیک ادراکات روح
بدن پر موقوف نہین تو وہ ان تعلقات حادثہ سے پہلے بھی ویسے ہی مدرکہ عالمہ مبصرہ سامعہ
تھی جیسی انکے بعد یہ تفاوت کہ ایک نوع حیات ملتی ہے جس سے ادراک لذت والم تو
ہو اور سماع نہو وہان ناشی نہین آخر یہان گھٹا بڑھا کیا یہی بدن سے تعلق پھر اس سے
ادراکات روح کو کیا علاقہ تھا کہ اوسکے تفاوت سے وہ متفاوت ہون بخلاف بدن کہ
اوسکے ادراکات بنفسہ نہین بلکہ تعلق روح ہی کے باعث ہین اور تعلقات متفاوت تو
وقت مفارقت سلب کلی ادراک ہوگا اور جتنا تعلق بڑھتا جائیگا ادراک بڑھیگا لہذا ممکن
کہ تعذیب وتنعیم کیلیے تعلق کے مدارج متوسط سے وہ درجہ دیا جائے کہ بدن صرف
ادراک لذت والم کا آلہ قرار پائے اوسکے ذریعہ سے سماع وابصار ہاتھ نہ آئے اور سوال
وکلام کیلیے اس سے اعلی درجہ ملے جسکے باعث سمع بدن کا بھی رستہ کھلے اور جو یہی
کہ یہ سب امور روح وجسم دونون سے متعلق ہین تنعیم وتعذیب مین مشارکت بدنکو صرف
اوسیقدر درکار اور سوال مین شرکت کو سمع بھی مطلوب غرض کلام اہلسنت بدن پر محمول
کیجیے اور یقیناً یہی ہے تو آپکا مطلب فوت محنت رائگان اور خواہ مخواہ روح کے گلے
باندھیے تو ضلال اعتزال نقد وقت ہے مفر کہان۔ بالجملہ بحمد اللہ تعالی توفیق الٰہی
رفیق اہلسنت اور خذلان وحرمان نصیب اہل بدعت ہے جو تیر اونکی کمان سے وصل پاتے
ہین فصل سے پہلے اونھین کے مونھ پر پلٹا کھاتے ہین علماے اعلام کے جتنے کلام بہزار

جانکاہی اپنی دلیل بناکرلاتے ہین وہ الخصین کے دشمن قاتل اوراہلسنت کے سچے دلائل بچاتے
ہین۔ الحمدللہ اب ملاجی کاہاتھ یکسرخالی ہوگیا اس ساری بحث مین اونکی تمام چپیگوئیونکاحرف
بحرف قلع قمع ہولیا۔ ملاجی اتنو ہمین اجازت دیجیے کہ آپہی کے صفحہ عکس حلق کے شکم زادلول
آپہی کے موںھہ پرپلٹ دین کہ بیچارہ (قنوجی عیارہ بختہ جنون خام کارہ کہ ازروی کیش خویش کو
وکربل خنست وحجر بلکہ ازانہم بترشدہ است بتصوراینکہ من ہرچہ خواہم نگاشت عامۂ مومنین
بران اعتماد خواہند ساخت ہرچہ درشکم داشت از دہان برآورد افسوس کہ مامردمان رعایت این
بیچارہ گہ شیہا درین باب محنت کشیدہ نکردہ تغالیط وی ظاہر کردیم پس این معاملہ طشت از
بام شد والحمدللہ رب العلمین وقیل بعدا للقوم الظلمین **جواب پنجم** فرض کیاکہ وہ
معتزلہ نہین مشایخ اہلسنت ہی ہین مگر یہ مسئلہ کچھ فقہیہ نہین صاحب مائۃ مسائل کواقرار ہے
کہ فقہ سے جدا متعلق بہ اخبار ہے سائل نے سوال کیا تھا سماعت موتی کلام احیا در شرع
جائز است یا گناہ کدام گناہ آپ اوسکے جواب مین اظہار علم فرماتی ہین کہ عادت وتکیہ کلام سائل
آنست کہ درہرجامی پرسد جائز است یا گناہ کدام گناہ درینمقام پرسیدن باین عبارت نمی سزد
زیراکہ جواز وگناہ درافعال واعمال میشود واین متعلق باخبار است کہ این امر ثابت است یا نہ
اورجب مسئلہ علم فقہ سے ہی نہین توحنفیت وشافعیت کی تخصیص یاتقلید بعض یا اکثر مشایخ سی
اوسے تعلق یعنی چہ متعلق باخبار ہے اخبار واحادیث کے خلاف غیرماخذ سے اخذ کیا معنے
غرض تمہید یہ اوٹھاکر برخلاف نصوص صریحہ احادیث صحیحہ جواب یون دینا پس جواب این
است کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی ثابت نیست اور پھر اوسمین بھی تصریحات جلیلہ اصل ماخذ کے
مقابل یہ توسع کہ چنانکہ از کافی وفتح القدیر حاشیۂ ہدایہ صراحۃً واشارۃً کہ قریب بتصریح
است معلوم میشود محض بیجا وبیمحل واقع ہوا اس جواب کیطرف بھی تصحیح المسائل مین اشارہ
فرمایا حیث قال ودرحقیقت این مسئلہ از علم فقہ ہم نیست چنانچہ مجیب نیز دریخا اقرار نمودہ
۲ **اقول** صدر کلام مین واضح ہوچکا کہ یہ کلام ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالی عنہم سے

منقول نہین استدلال مسئلہ منصوصہ مین طبع آزمائی مشائخ ہے فقہیات مین ائمہ کرام
کے بعد مشائخ اعلام کی تقلید بھی علی الراس والعین کہ علینا اتباع مارجحوہ وصححوہ کما لو افتونا
فی حیاتہم مگر ع ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد - موافق مخالف سب اہل عقول کا قدیمی معمول
کہ ہر فن کی بات اوسکی حد تک محدود و مقبول تحقیق حلال و حرام مین فقہ کیطرف رجوع ہوگی
اور صحت و ضعف حدیث مین تحقیقات فن حدیث کیطرف طبی مسئلہ نہ سے نہ لینگے نہ نحوی طب
علما فرماتے ہین شروح حدیث مین جو مسائل فقہیہ کتب فقہ کے خلاف ہون مستند
نہین بلکہ تصریح فرمائی کہ خود اصول فقہ کی کتابون مین جو مسئلہ خلاف کتب فروع ہو معتمد
نہین بلکہ فرمایا جو مسئلہ کتب فقہ ہی مین غیر باب مین مذکور ہو مسئلہ مذکورہ فی الباب کا مقاوم
نہوگا کہ غیر باب مین کبھی تساہل راہ پاتا ہے وقد بینا کل ذلک فی رسالتنا المبارکۃ انشاء اللہ
تعالی فصل القضاء فی رسم الافتاء تو جو فرق مراتب کما کر خلط سمجھے کرے جاہل ہے یا غافل
ذات برزخ و معاد امور غیبیہ ہین جنمین قیاس واجتہاد کو دخل نہین اونکا پتا تو نبی امین
الغیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے نہ مشائخ کی رائے سے بلکہ علمای
کرام کو اسمین اختلاف ہے کہ عقائد مین تقلید مقبول بھی ہے یا نہین اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت
ونار کو موجود سوال و عذاب و نعیم قبر کو حق جاننے مین اسکا کوئی محل نہین کہ فلان فلان مشائخ
ایسا فرماتے تھے محض اونکے اعتبار پر مان لیا ہے - ہان عقائد مین کتاب و سنت و اجماع امت
و سواد اعظم اہلسنت کا اتباع ہے اسلیے کہ خدا و رسول نے ہمین بتادیا کہ اجماع ضلالت پر نا ممکن
اور سواد اعظم کا خلاف ابتداع ہے - اب کتاب مجید دیکھیے تو بلا شبہہ ثابت فرما رہی ہے کہ روح
میت نہین روح بے ادراک نہین روح کے ادراک بدن پر موقوف نہین روح فنا کے
بدن کے بعد باقی و مدرک رہتی ہے برخلاف ان عبارات مشائخ کے جنھین تمنے روح پر
محمل کرکے صریح کتاب اللہ کے خلاف کردیا سنت رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
سنیے تو کیسی صریح و صحیح و جلیل و جزیل حدیثین سماع موتی ثابت فرما رہی ہین جنھین سنکر

پتھر بھی موم ہو جائے اجماع مانگیے تو اوسکی نقول اور منقول سواد اعظم درکار تو اوسکا
نمونہ مقصد سوم سے آشکار یا رب پھر خلاف کیطرف راہ کدھر بھلا یہ تو برزخ و معاد کا
مسئلہ ہے جنکے لیے کوئی فصل و باب کتب فقہ مین نپایئیے گا کہ وہ بحث فقیہ سے یکسر جدا ہین
کسی قول یا فعل کا موجب کفر ہونا تو خود افعال مکلفین ہی سے بحث ہے اوسکے بیان کو
کتب فقہ مین باب الردۃ مذکور اور صدہا اقوال وافعال پر انھین مشایخ کے بیشمار فتوائے
کفر مسطور مگر محققین محتاط تارکین تفریط وافراط باآنکہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشایخ
کرام کے خادم و معتقد ہین زنہار اونپر فتوی نہین دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے
بلکہ صاف فرماتے ہین کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسری ہی مذہب کی دربارۂ اسلام ملجائیگی
اوسی پر عمل کرینگے اور جبتک تکفیر پر اجماع نہ ہولے کافر نکہینگے وہی درمختار جسمین اما نحن فعلینا
اتباع ما صححوہ الخ تھا اوسی مین ہے الفاظہ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر
بشئی منہا الا فیما اتفق المشایخ علیہ کما سیجئی قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی
منہا یعنے الفاظ کفر کتب فتاوی میں معروف ہین بلکہ اونکے بیان مین مستقل کتابین تصنیف
ہوئین اوسکے ساتھ ہی یہ کہ اونمین سے کسیکی بنا پر فتوائے کفر ندیا جائیگا مگر جہان سب مشایخ
کا اتفاق ثابت ہو جیسا کہ عنقریب کلام مصنف مین آتا ہے بحر الرائق مین فرمایا مین نے اپنے
اوپر لازم کرلیا ہے کہ انمین سے کسی پر فتوی ندون تنویر الابصار مین ہے لا یفتی بکفر مسلم امکن
حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ کسی مسلمان کی کفر پر
فتوی نہ دیا جائے جبکہ اوسکا کلام اچھے پہلو پر اوتار سکین یا کفر مین خلاف ہو اگرچہ ضعیف
ہی روایت سے ردالمحتار مین ہے قال الخیر الرملی اقول ولو کانت الروایۃ لغیر اہل مذہبنا
ویدل علی ذلک اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ یعنی علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب
درمختار نے فرمایا کہ اگرچہ وہ روایت دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو اسلیے کہ تکفیر
کیلیے اوس بات کے کفر ہونے پر اجماع شرط ہے یہ علامہ بحر صاحب بحر و علامہ خیر رملی ہو مدقق

علائی دربارۂ تقلید تصلب شدید حق وسدید رکھنے والے ہین انکی تصانیف جلیلہ بحر و اشباہ
و رسائل زینیہ و درر و فتاوی خیریہ وغیرہا کے مطالعہ سے واضح مگر یہان اونکے کلمات
دیکھیے کہ جبتک اجماع نہو فتوای مشایخ پر عمل نکرینگے ہمنے التزام کیا ہے کہ اوسپر فتوی نہ دینگے
تو وجہ کیا وہی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے مگر فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال و حرام تک
منتہی ہو گیا آگے کفر و اسلام اگرچہ یہ اعظم فرض وہ اخبث حرام مگر اصالۃً اس مسئلہ کا فن علم
عقائد و کلام وہان تحقیق ہو چکا ہے کہ جبتک ضروریات دین سے کسی شی کا انکار نہو کفر نہین
تو اونکے غیر مین اجماع ہرگز نہو گا اور معاذ اللہ اونمین سے کسیکا انکار ہو تو اجماع رک نہین سکتا
لہذا تمام فتاوی و نقول سے قطع نظر کرکے مسائل اجماعیہ مین حصر فرمادیا جب یہان یہ حال ہے
تو ہمارا مسئلہ جسمین نہ فعل مکلف نہ حلت و حرمت بلکہ ایک امر برزخ کے ثبوت و عدم
ثبوت کی بحث ہے کیون کتاب و سنت و اجماع امت و سواد اعظم سادات ملت سے
منقطع ہو کر مرہون نقول بعض کتب فقہیہ ہونے لگا ھذا ھو حق التحقیق والحق احق
بالتصدیق **جواب ششم** **اقول** سب جانے دو یہ بھی مانا کہ یہ قول مشایخ یہان
حجت اور فی نفسہ قابل قبول و متابعت ہے اب اس سے زیادہ تو تنزل کا کوئی درجہ نہین
تاہم ہمیں اوس سے احتجاج اصلا وجہ نہین کسی دلیل کا فی نفسہ کافی و صالح تعویل ہونا اور بات
اور اوس سے ثبوت و اتمام حجت ہو جانا اور مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے
نامقبول حدیث صحیح آحاد حجت شرعیہ ہے مگر اجماع کے سامنے غیر معمول و علی ہذا القیاس
و لہذا حدیث کی صحت حدیثی و صحت فقہی مین زمین آسمان کا فرق ہے جسکی تحقیق انیق فقیر کے
رسالہ الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی مین ہے ان مشایخ
کے اگر یہ قول ہین تو صدہا اکابر اعلام کے ارشادات جلیلہ ہماری طرف ہین جنکا ایک نمونہ
مقصد سوم نے ظاہر کیا اور اونمین اجلۂ ائمہ و مشایخ و علمای حنفیہ بھی ہین تمنے پانچ متاخرین
کے قول ذکر کیے ہمنے پچاس سے زائد ائمہ و علمای حنفیہ مجتہدین فی المذہب و فقہای النفس

وغیرہا محققین سلف وخلف کے ارشادات دکھا دیے جنمین خود اون پانچ سے بھی امام نسفی
وامام عینی وامام ابن الہمام شامل ہو ادھر اگر ایک کتاب مین اکثر مشایخنا کا لفظ لکھا ہے
تو ادھر متعدد کتب مین اجماع اہلسنت مذکور ہوا ہے اب دو راہین ہین تطبیق وترجیح
انمین تطبیق ہی اولی واول اور بتصریح علما حتی الوسع اوسی پر معوّل اسے اختیار کیجیے
تو بحمد اللہ سبیل واضح ہے کہ اثبات سماع روح کیلیے ہے اور انکار سماع بدن پر محمول
اسکی تقریر اور اسکے منافع وفوائد کی تذکیر جواب اول مین مفصلاً تحریر اور اگر توفیق توفیق
بھی نکلے تو بہت خوب باب ترجیح کھلے۔ یون بھی باذنہ تعالی میدان ہماری ہی ہاتھ
رہیگا اولاً ہماری طرف احادیث کثیرہ ہین تمھاری طرف ایک بھی نہین کتنی حدیثون مین
سُن چکے کہ ان المیت لیسمع بیشک مردہ سنتا ہے یہ بھی کسی حدیث مین آیا کہ المیت لا
یسمع مردہ نہین سنتا اور یہی علما تصریح فرماتے ہین کہ لا یعدل عن درایۃ ما وافقتھا
روایۃ کما فی الغنیۃ ورد المحتار ثانیاً روح کی موت ولا ادراکی اور اوسکے ادراکات کا جسم
پر توقف کہ تمھاری طور پر مفاد کلام مشایخ ہے کتاب اللہ کے خلاف ومعارض ہے ثالثاً
اجماع اہلسنت کے مناقض ہے رابعاً خود اونکا کلام مضطرب ومتناقض ہے خامساً
بوجوہ قاہرہ مجروح ومرجوح ہے سادساً حمل علی البدن نہ مانو محتمل تو ہے اور محتمل
صالح معارضہ نہین سابعاً اگر کوئی حدیث اثبات سماع مین نہوتی تو سلام خود
منصوص ومجمع علیہ ہے اور کلام کا ظاہر سے صرف ہے دلیل باجماع علما مردود ومخذول
ثامناً تم خود مان چکے کہ مردے زائر ونکا سلام سنتے ہین رسالہ مسائل جواب سوال ۱۹
پھر ثبوت سماع موتی مین کیا محل کلام رہا جب قوت سماع حاصل اور خود خارج کی آواز سننا
سمجھنا ثابت تو آواز آواز سب ایک سی اور فرق تحکم باطل وعلی التنزل یہ ایجاب جزئی اوس
سلب کلی مشایخ کا ضرور نقیض ومبطل تو جس کلام کو خود باطل مان چکے اوس سے استناد ہوس
عاطل تاسعاً بحث ایک امر کے وجود وعدم نفس الامری مین ہے وہ مشایخ نافی اور یہ ائمہ

مثبت ہین مثبت مقدم عاشر اگر بالفرض دونون پلے ہر طرح برابر ہون توامر مستوی
رہا اور سماع ماننے مین نفع بے ضرر ہے کہ جب مردونکو مدرک جانینگے قبور کے پاس
کلام بیجا سے باز رہینگے افعال منکرہ سے حیا کرینگے اور تبھر جانا تو بیباک ہونگے یون ہی
انکار سماع مین ضرر واندیشہ ضیر ہوا اور اثبات سماع محض نفع وخیر ہی ختم اللہ تعالی لنا علی
محض نفع وخیر وحفظنا من کل ضر وضیر والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی
سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امین وہ تین جواب اونکی صغری پر عائد تھے
یہ تین اونکے کبری پر وارد اور اوپر گزارش ہوچکا کہ یہ ارخاء عنان ہے حق تحقیق وتحقیق حق جواب
اول سے عیان ہے والحمد للہ رب العلمین فقیر نے اس مسئلہ مین وکلام ام المومنین
کے متعلق بحث کو زیر حدیث ۵۴ وحدیث ۱۵ بشرط جواب مولوی مجیب صاحب دور آئندہ
پر محول رکھا تھا مگر اللہ عزوجل دارین مین جزاے خیر وافی ووافر عطا فرمائے مولٰنا المکرم
ذی الفضل والکرم ناصر سنن کاسر فتن محب دین متین صدیقنا مولوی محمد عمر الدین سنی
حنفی قادری مجیدی نزیل بمبئی سلمہ اللہ تعالی کو کہ اس بحث نفیس وجلیل وہم کی تحریر و
تحبیر پر مصر ہوئے جسکے باعث ہنگام طبع کتاب دونون مقام مذکور مین ان مباحث کیطرف
عود کے وعدہ بہائے گئے خیال تھا کہ ایک آدھ جز لکھدیا جائیگا جو مقصد سوم کی کسی فصل
مین بطور فائدہ اندراج پائیگا طبیعت علیل ذہن کلیل مدت معالجات طویل جسکے سبب
قوت ضعف معاذ اللہ تا حد تعطیل بااینہمہ نام فرصت معدوم وقلیل روزانہ امصار
واقطار سے ورود فتاوائے کثیر وجزیل مگر جب لکھنا آغاز ہوا بارگاہ واہب الفیض عز جلالہ
سے در فیوض باز ہوا بحمد اللہ تعالی وہ جواہر عالیہ وزواہر غالیہ عطا ہوئے کہ فقیر حقیر کی حیثیت
ولیاقت سے بدرجہا ورا تھے لہذا اس تذییل جلیل کو رسالہ مستقلہ کیا اور بلحاظ تاریخ الوفاق
المتین بین سماع الدفین وجواب الیمین ۱۳۱۶ لقب دیا جو با انصاف بے اعتساف اسے
دیکھیگا ان شاء اللہ تعالی ابلق صاف شہادت دیگا کہ مسئلہ مین آج حل ہو اجسے مخالف

موافق موافق مخالف سمجھا کرتے تھے اوسکا عقدہ اب منحل ہوا جن کلمات کو مخالفین اپنی دلیل بنایا کرتے اب وہ کلمے خود اونھین کو ذلیل بنائینگے جن اقوال کو موافقین محتاج جواب سمجھے اب اونھین کو اپنی دلیل بنائینگے اور اوسکے ساتھ بفضلہ تعالی تفہیم المسائل کی ساری بالا خوانیاں بھی گر پڑین صبح سنت شرق حق سے چمکی باطل کی ظلمتین دھوان ہنکر اوڑ گئین یہ سب بحمد اللہ تعالی ادنی تصدق کفش برادری اعلحضرت سید العلماء المحققین سند الفضلاء المدققین حامی السنن ماحی الفتن حجۃ الخلف بقیۃ السلف اعلم علماء العالم سیدنا الوالد الماجد الاکرم حضرت مولٰنا مولوی محمد نقی علیخان صاحب حنفی قادری برکاتی وکمترین برکات خاکبوسی آستان فیض نشان اقدس حضرت امام العرفاء الکاملین سنام الاولیاء الواصلین بدر الطریقۃ بحر الحقیقۃ حبر الشریعۃ اقوی الذریعۃ سیدی ومولای و مرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی حضور سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالی عنہما وانم نورہما ونور قبورہما وقدس سرہما واعاد علینا فی الدارین برکاتہما ورزقنا بمنہ برہما آمین الٰہ الحق آمین ہے والحمد للہ رب العلمین جو اہلسنت ان حروف سے نفع پائین مامول کہ دونون حضرات عالیہ کو ایصال ثواب فاتحہ فاتحہ سے شاد فرمائین اور اس فقیر حقیر اور مولٰنا مولوی محمد عمر الدین صاحب موصوف کو کہ اس نفیسہ جلیلہ کے محرک تالیف اور الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق لطیف ہوئے اور عالی ہمتان زمن محبان دین وسنن حاجی اسحٰق آدم صاحب صباغ پلبندری وحاجی ابو حاجی حبیب صاحب پلبندری بمبئی حفظہما اللہ تعالی عن الفتن والمحن کو جنکی ہمت بلند سے اصل کتاب اور جامع فضائل قامع رذائل مولٰنا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قادری نقشبندی شاذلی سلمہ اللہ العلی الولی کو جنکی سعی جمیل سے یہ اجزاء تذییل جلیل منطبع اور اہلسنت ان جواہر دینیہ سے منتفع ہوئے دعاے عفو وعافیت وخیر وبرکات دنیا وآخرت سے یاد فرمائین

صحیح حدیث مین ہی پس پشت اپنے بھائی مسلمان کیلیے دعا پر ملائکہ کہتے ہین آمین ولک بمثل
تیری یہ دعا قبول ہو اور اسکے مثل تجھے بھی حصول والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی
سیدنا و مولنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین الحمد للہ آج اس رسالہ سے تصانیف
فقیر کا عدد ایکسو اسی ۱۸۰ ہوا اکرم الاکرمین جل جلالہ قبول فرمائے اور فقیر حقیر و اہلسنت کیلیے
دارین مین حجت نجات بنائے آمین حسن اتفاق یہ کہ یہ رسالہ سمع ادعاء کے باب مین
ہے اور شمار تصانیف مین ایکسو اسی کو اسمائے الٰہیہ مین صفت سمع پر وال اسم پاک سمیع ہی اوسکے
عدد بھی یہی نسأل السمیع ان یسمع دعواتنا ویستر عوراتنا ویؤمن روعاتنا ویقضی حاجاتنا
ویغفر سیاٰتنا ویصلی ویسلم ویبارک علی سیدنا الکریم النبی الامین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین
کان ذلک یوم ہو اول النصف الآخر من اخر النصف الاول من اول النصف الاخر
من العشر الثانیۃ من المائۃ الرابعۃ من الالف الثانی من ہجرۃ سید المرسلین مولی الآمال
ومولی الامانی صلی اللہ تعالی وسلم وبارک علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ وذریتہ وحزبہ وعیالہ قدر حسنہ
وجمالہ وجودہ ونوالہ امین امین والحمد للہ رب العلمین سبحنک اللھم وبحمدک
اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک سبحن ربک رب العزۃ عما یصفون وسلم علی
المرسلین ۵ والحمد للہ رب العلمین ۵

(حاشیہ: سلہ یہ اجتماع بھی حسن اتفاق سے ہے ہزار دوم کی صدی چہارم کا عشرہ دوم ۱۳۱۱ سے ۱۳۲۰ تک ہے اور اس عشرہ کے نصف اخیر کا اول ابتدائے ۱۳۱۶ اور سال کے نصف اول کا آخر ماہ جمادی الاخرہ اور اسکے نصف اخیر کا اول تاریخ ۱۶ ہوا اصل یہ ہوا کہ ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ مجرہ قدسیہ کا ماہ جمادی العلاء … ۱۳)

تجدید تعدید

صفحہ ۵ پر معلوم ہولیا کہ شمار احادیث واقوال علما اصل کتاب جسقدر مذکور تھے اوسکا بھی استیعاب نکیا پھر اس ذیل مبارک کا اضافہ علاوہ لہٰذا از سر نو تجدید شمار مناسب احادیث پچھتر ۷۵ ہین ۶۰ متن مین دو کا پتا حاشیہ صفحہ ۲۶
ایک کا حاشیہ صفحہ ۴۷ آٹھ کا صفحہ ۳۲ دو حدیث ائمہ اہلبیت طہارت کا صفحہ ۱۱ پورا پانچ صفحہ ۱۵۴ و ۱۹۵ و ۱۶۱ و ۱۶۷ و ۱۶۸
چند کرر ہوئین از انجملہ دو صفحہ اخیرہ کی حدیثین اسلیے کہ احادیث سلام مین کثرت وافرہ ہے انمین کی کیا تخصیص نگنیے تو شمار ۷۵ رہا
ائمہ وعلما دو سو پانچ ہین۔ صحابہ ۲۹۔ ۱۱ متن مین صفحہ ۵ پر مذکور ہوئے ۱۰ کا وہین پتا دیا۔ عبد اللہ بن سلام و
ام المومنین صدیقہ حاشیہ صفحہ ۵ پر معدود اونکی تفرید صفحہ ۲۵ انکے ارشادات واسنادات صفحہ ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و
۱۷۰ و ۱۷۱ پر بھی موجود انکے علاوہ مغیرہ بن شعبہ وافضل الاولیا امیر المومنین صدیق اکبر و عمران بن حصین

۲۱ وسمرہ بن جندب ص۳۴ عبد اللہ بن ابی فروہ ص۳۵ سعد بن ابی وقاص حاشیہ ص۲۴ پر مذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
۱۲ متن ص۱۵ سات حاشیہ ص۵۴ پر امام زین العابدین و امام حسن مثنیٰ ص۱۴ سعید بن المسیب ص۲۵ حیان بن ابی جبلہ ص۲۶
ابو قلابہ ص۳۲ و ابن میناء ص۳۱ سلیم بن عمیر ص۷۱ ۔ انکے سوا سلیم بن عامر ص۲۶ عبید بن مرزوق ص۴۴ تبع تابعین ہیں تین متن
میں ابن ابی نجیح حاشیہ پر بقیہ علمائے نوعین ۱۵۱-۴۸ متن ۵۵ حاشیے میں انکے علاوہ امام احمد بن حنبل و امام
ضیائی مقدسی و امام ابو بکر ابن العربی مالکی ص۴۶ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام صاحب فتح القدیر جنھیں وہابیہ
خود اسی مسئلہ میں براہ جہالت مستند بناتے ص۱۳۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ امام رکن الدین ابو بکر محمد بن عبد الرشید کرمانی حنفی صاحب جواہر
و علامہ شمس الدین محمد قہستانی صاحب جامع الرموز ص۹۰ صاحب فتاویٰ غرائب ص۸۸ صاحب نصاب الاحتساب ص۹۸ علامہ محمد بن یوسف بن
علی دمشقی صالحی صاحب عقود الجمان ص۶۳ علامۃ الوجود امام ابو السعود عمادی مفتی دیار رومیہ صاحب ارشاد العقل ص۱۲۷ علامہ
عزیزی صاحب سراج المنیر شرح جامع صغیر ص۱۲۷ اور ہاں ذریت اسمٰعیلی کا دم جھلا تو رہا ہی جاتا ہے خود ذہیوش کامل صاحب
تفہیم المسائل کہ سماع موتیٰ کا سخت منکر اور آپ ہی جابجا قائل ص۱۴۵ و ۱۴۴ و ۱۸۴ اور ۱۸۵ ۔

اقوال علما پونے چار سو ہیں ۳۰۵ سلسلہ وار شمار اور منتشر کی فہرست اس جدول سے آشکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مقاصد و فصول کتاب مستطاب حیاۃ الموات

فہرست فوائد وہابیت

فہرست خدمت گزاری تفہیم المسائل

فہرست دیگر فوائد

فہرست فوائد حاشی